

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد اکبر

تالیف

شیخ الحدادی قادیانی

فیضانِ اہل بیت

پیشہ گوئی و کائنات

محمد اول

تالیف
محمد راج احمد سعیدی قادری رضوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

محمد اہول سلفی	نام کتاب
علامہ سراج احمد سعیدی	مصنف
جون 2007ء	تاریخ اشاعت
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	ناشر
ایک ہزار	تعداد
12481	کپیڈ کوڈ
165/- روپے	قیمت

لے کے چے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ڈاکٹر ہارون دلاور۔ 7221953 فیکس۔ 042-7238010

9۔ انارکلی، لاہور۔ 7247350-7225085

14۔ انارکلی، لاہور۔ 7247350-7225085

فون: 021-2210212۔ فیکس: 021-2212011-2630411

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

38	رحمت کی تفسیر	7	اشتباب
39	العاقلین	8	تذکرہ عقیدت
39	سبب پہلے ہوتا ہے	9	مؤلف کتاب کا تعارف
41	آپ کا نور واسطہ فیض الہی	13	مقدمہ
42	آیت کا معنی	18	پہلا باب
43	اصل وجود	18	آپ کی اولیت قرآن سے
45	آپ کے بغیر زندگی ناممکن	18	صفات رسول اللہ ﷺ
46	سب کے لئے رحمت	22	آپ کے اول ہونے کے وجوہ
47	پہلا شبہ	24	انت الاولیاء
47	شبہ کا ازالہ	26	اسلام علیک یا اول
48	دوسرا شبہ	26	اول و آخر کا معنی
49	ازالہ شبہ	27	مظہر صفات الہیہ
49	تیسرا شبہ	27	اسماء مشترکہ
50	تیسرے شبہ کا جواب	29	مشترک اسماء کا مقصد و حکم
51	تیسری آیت	31	الآخر
53	چوتھی آیت	33	چار پائے کی گواہی، آخری نبی
54	پانچویں و چھٹی آیت	34	۳۰ سوال
55	ساتویں آیت	35	اصلی نبی
56	آخری آیت	38	دوسری آیت

86	عثمانی صاحب کا عقیدہ	58	دعوت کہاں لیا گیا تھا
87	قاری طیب صاحب کا عقیدہ	59	مقام حقائق اور وہابی
88	مولوی اسلم دیوبندی کا عقیدہ	59	مرہی ارواح
89	دیوبندیوں کے حیر کا عقیدہ	62	وہابیوں کا عقیدہ
90	حدیث اول مآل خلق اللہ نور	63	نویں آیت
94	تیسرا باب	64	تفسیر بالحدیث
94	اولیت سرکار اور غیر مقلد	66	مقام حقائق
94	ثامانہ غیر مقلد	69	دسویں آیت
95	گور کا نوی کا عقیدہ	71	پہلی روح نے کہا یا جسم نے
95	مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ	72	پہلا سوال و جواب
98	علامہ وحید الزماں کا عقیدہ	73	دوسرا سوال مع جواب
98	نواب صدیق حسن کا عقیدہ	75	دوسرا باب
	نواب صاحب کا حدیث سے	75	اولیت سرکار اور علامہ روح بند
99	استدلال	77	مولوی حسین اور دیوبندی کا عقیدہ
100	سلمان غیر مقلد کا عقیدہ	78	تھانوی صاحب کا عقیدہ
101	داؤد غیر مقلد کا عقیدہ	78	پہلی روایت
101	لکن جیسے کا عقیدہ	79	دوسری روایت
104	باب چہارم	80	تیسری اور چوتھی روایت
104	کائنات کیسے بنی	81	پانچویں اور چھٹی روایت
104	حدیث چار من و ترجمہ	82	ساتویں روایت
108	حدیث کے مستحکم ہونے کا ثبوت	84	مختل میلہ کا ثبوت
108	صاحب معصوم کا تعارف	85	اسلام علیک یا اہل

نمبر اول باب	5	فیما بین قرآن و حدیث
پانچواں باب	111	ان کا حقیقہ
حدیث چار اور دیوبندی	111	ماں گ جو حیرانی چاہے
صحابہ کرام کا عقیدہ	113	یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا۔۔۔
پہلا باب	114	باب یازدہم
اولیت ذورائیت	114	محمد ﷺ بشر لاکا بشر
حدیث چار سے غیر مقلد کا استدلال	115	شیطان اور لفظ بشر
غیر مقلدوں کے امام کا عقیدہ	116	انبیاء کرام کو بشر کہنے والے
دوسرے امام کا عقیدہ	119	نوح علیہ السلام اور کافر
ساتواں باب	123	ہود علیہ السلام اور کافر
کائنات کیوں بنائی گئی	123	حییہ
مہجرات رسول ﷺ	131	صالح علیہ السلام اور کافر
حدیث لولاک	134	شعیب علیہ السلام اور کافر
آٹھواں باب	138	حضرت موسیٰ و ہارون اور کافر
احادیث لولاک	138	رسولوں کو بشر کہنے والے
اعتراف	142	یہود نے آپ کو بشر کہا
حدیث نمبر ۲	143	کفار نے آپ کو بشر کہا
باب خیم	150	’ ولید نے آپ کو بشر کہا
حدیث لولاک اور دیوبندی	150	بشریت سے انکار
باب دہم	156	مظلوم
حدیث لولاک پر اعتراضات و جوابات	156	لائعتر اعتراضات و جوابات
جوابات	156	مشکل کشاف
حقیقت محمدیہ ﷺ	159	

259	چوتھی آیت	218	باب دوازدهم
259	۵ دہلیں	218	محمد ﷺ کی نور
260	وحیدانوں کی تائید	218	مسئلہ نورانیت
260	پانچویں آیت	221	نور محمد ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام
261	۵ دہلیں	226	پہلی آیت
262	دہلیوں کی تائید	227	دلیل ۱۲۵۱
263	پہلی آیت	229	غیر مقلدوں کے حوالے
263	۱۱ دہلیں	230	ائمہ مسلمین کا عقیدہ
266	ساتویں آیت	232	اعتراضات و جوابات
267	آٹھویں آیت	237	نور و کتاب حضور ہیں
268	نویں آیت	238	کھل آیت
270	دسویں آیت	238	دوسری آیت
272	گیارہویں آیت	239	دلیل نمبر ۱۱۵۱
273	صحابہ کرام و ائمہ کا عقیدہ	244	تیسری آیت
273	۳۰ دہلیں نور کی	245	۷ دہلیں
282	نورانیت مصطفیٰ ﷺ	249	اعمال سنت کے حوالے
291	کتابیات	250	۱۶ دہلیں
		254	سراج خیر کے جلوے

انتساب

ان بھائیوں و بہنوں کے نام سے
جنہیں معرفت ذات و صفات اللہ جل جلالہ و وحدہ لا شریک،
حضور پر نور ہادی سبل مشرقیہ کے وسیلہ جلیلہ سے حاصل ہو رہی ہے۔

عفو و کرم کا طالب
سراج احمد سعیدی
لوچر شریف، بہاولپور

تذراتہ عقیدت

بہار گاہ شفیع زور جزاء حضور اکرم نور مجسم، محبوب خدا
مطلوب دوسرا سلطان انبیاء، زیب مقام دنی فانی، زینت مسند
قاب قوسین و ادنیٰ در اللہ المکنون سر اللہ المحزون، نور
الافتدة والعیون، سرور القلب المحزون، عالم ما کان وما
یکون، ختم رسل، مختار کل، ہادی سبیل، سیدنا و مولانا و
ملجانا حضرت احمد مجتبیٰ سرکار محمد مصطفیٰ علیہ
التحیۃ والتشاء والصلاۃ والسلام علیہ والہ وصحبہ فی کل جن
بعدد معلومات اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ

مگر قول اللہ ہے عز و شرف

مؤلف کتاب ہذا کا مختصر تعارف

نام و نسب

سراج احمد بن مولانا نور محمد بن مولانا الہی بخش بن نبی بخش المعروف بہ خان بن مہراب خان بن سکے جاں بن جوہر خاں۔ تاریخ بلوچاں کے مصنف نے لکھا ہے کہ بلوچ قوم کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابو ثارہ سید الشہداء جزوہ بن عبدالمطلب عم النبی ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مبنی ہوتا ہے۔ استاذ اعلیٰ شیخ القرآن والدہ بیٹ امام المناظرین حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بلوچ قوم کی صلیبی نسبت امام المشارق والمغربین طلال المسکلات والمصاب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بوسلہ ان کی شری تیز ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ولادت

علامہ سراج احمد مسعودی قادری کی ولادت، ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۹۵۱ بروز منگل بوقت صبح صادق، مدینۃ الاولیاء اوچ شریف کے جنوب مغرب میں بہتی حافی امیر محمد خان میں ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو دعا دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عالم بنائے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو والدہ سے پوچھا عالم کیا ہوتا ہے؟ آپ کی والدہ چار پائی پر خوبصورت کپڑا بچھا کر اس پر بٹھا دیتی اور فرماتی کہ عالم اس طرح خوبصورت کرے یا نہیں پر غور کرو رکھتا ہے اور لوگوں کو راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین فرماتا ہے۔ آپ اپنی والدہ کی خدمت میں مرض کرتے امی جان تم یہ دعا پڑھ کر داور میں آمین کہتا ہوں۔

آپ کے والد ماجد جو عاشق رسول اور شب بیدار تہجد گزار تھے آپ کے پیدا ہونے کے بعد بھی ارادہ فرمایا کہ میں اپنے اس بچے کو عالم دین بنائوں گا۔ چنانچہ والدین کی دعاؤں کا صدقہ آپ نے علم کی دولت حاصل کی اور والدین کا نام روشن کیا۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں اور ہستی کے مدرسہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے فارسی و عربی پڑھنے کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد صاحب فیضی قدس سرہ العزیز کی خدمات حاصل کیں۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو ان کے سپرد کیا۔ علامہ فیضی صاحب نے اس وقت اپنی ہستی میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ علوم کھول رکھا تھا اور موصوف اس وقت بھی علمی دنیا میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ علامہ فیضی صاحب نے ۱۹۶۷ء میں احمد پور شریف میں جامعہ فیضیہ رضویہ کی داغ بیل ڈالی اور ہستی والا مدرسہ اس شہر میں منتقل کیا تو علامہ سراج احمد سعیدی بھی وہاں چلے گئے اور موقوف علیہ تک تمام کتب متداولہ وہاں پڑھیں، دورہ حدیث حضور غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے زیر سایہ ان کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم بنگالہ میں پڑھا۔ دورہ حدیث کے سالانہ امتحان کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ گج بخاری شریف ج اول (۸۰) گج بخاری شریف ج دوم (۸۵) مسلم شریف اول (۷۵) مسلم شریف دوم (۷۰) ترمذی شریف (۹۰) نسائی شریف (۹۰) ابوداؤد شریف (۸۵) ابن ماجہ شریف (۸۵) یعنی ۸۰۰ میں ۶۶۰ نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن لی اور مدرسہ آپ کیا۔ ۱۹۷۲ء و ۱۹۷۳ء میں منظور بنی نہٹنے کی وجہ سے مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم کا چارلسٹر ہوسکا اور ستارہ بندی و حصول سند کا معاملہ اخترا میں پڑا۔ ۱۹۷۳ء میں جلسہ کی اجازت مل گئی اور ۶۰۵، ۴۰۳ رجب الاول ۱۳۹۳ھ کو جلسہ دستار فضیلت ہوا۔ ۷ رجب الاول ۱۳۹۳ھ یکم اپریل ۱۹۷۴ء بروز جمعہ سند فراغ دورہ حدیث شریف حاصل کی۔ پھر آپ نے ۱۹۷۴ء میں الشهادة العالمية العربیہ (میٹرک) کا امتحان دیا، ۱۰۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں الشهادة العالمية العربیہ (ایف۔ اے) کا امتحان دیا، ۱۰۰۰ میں ۸۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز درجہ الشرف کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۳ء میں الشهادة العالمية فی العلوم العربیہ والا اسلامیہ (بی اے) کا امتحان دیا، ۹۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز ڈگری

حاصل کی، ۱۹۸۴ء میں الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے عربی و اسلامیات) کا امتحان دیا، ۷۰۰ میں ۳۸۰ نمبر حاصل کر کے جید کی ڈگری حاصل کی۔

تصانیف

آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد بہت ہے۔ چند کتب کے نام درج ذیل ہیں (۱) اعداء الصلاۃ والسلام فی حقہ سید الانام۔ مطبوعہ (۲) القول السدید فی حکم بزیہ مطبوعہ۔ (۳) مواظب کاظمیہ، مطبوعہ (۴) قیامت کب آئے گی، مطبوعہ (۵) غوث اعظم غیروں کی نظر میں، مطبوعہ (۶) الدعاء بعد صلاۃ الہما زہ مطبوعہ (۷) مقام معاویہ مطبوعہ (۸) فتاویٰ سراجہ مطبوعہ (۹) یا رسول اللہ کہنے کا جہاز مطبوعہ (۱۰) ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟ مطبوعہ (۱۱) فتاویٰ نبوی مطبوعہ (۱۲) ترجمہ خزانہ جلالیہ باب چہارم، مطبوعہ (۱۳) مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات، مطبوعہ (۱۴) اور محمد اعلیٰ خان کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ غیر مطبوعہ کتابوں کی تعداد بروقت جاری ہے۔

پیر طریقت حضرت قبلہ پیر محمد حنیف البرکات شاہ صاحب دام ظلہ فیہنگ ڈائریکٹر نبیاء القرآن جلی کیشنر لاہور نے خصوصی طور پر آپ کی تصانیف کو شائع کرنے کا ذمہ اٹھالیا ہے۔ قبل ازیں الدعاء بعد صلاۃ الہما زہ اور ہم میلاد کیوں مناتے ہیں کو نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا اور ”محمد اعلیٰ خان“ کے نام کو حتیٰ الاکان قلمیوں سے پاک اعلیٰ کتابت کے ساتھ زینت طاعت سے آراستہ کیا ہے آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء اہل سنت و مشائخ خصوصاً علامہ سعیدی صاحب اور ملک کا ممتاز اشاعتی ادارہ نبیاء القرآن کو ہمہ گیر خوبیوں و ثمریوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین ختم آمین

ملک ممتاز احمد زادہ

قرنل گوشت میڈلسٹ، چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنیو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد اول ﷺ

مقدمہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ نے تمام دنیا میں جن جن کی کہ اور البشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری مخلوق اور تمام کائنات سے پہلے اپنے حبیب اور ہمارے طیب حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک کو اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سبب کے پیدا فرمایا۔ حدیث چاہر میں ہے کہ حضور پر نور ﷺ کا وہ نور۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور قاضی کرنا رہا۔

دع بند یوں کی کتاب ”نشر الطیب ص ۶“ میں ہے کہ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ سورج تھا نہ چاند نہ زمین تھی نہ دریاں نہ جن تھا نہ انسان (بلفظ) کا وہ مطلق نے جب کائنات بنانے اور اس میں مخلوق کو بنانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے محبوب کے نور سے قلم و لوح اور عرش کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور سے عالمین عرش اور کرسی اور فرشتے پیدا کئے، پھر اس نور کے وسیلے سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جنت و دوزخ کو بنایا پھر مومنوں کی آنکھوں کا نور اور ان کے دل کا نور جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اور ان کی محبت و انس کو پیدا کیا جس سے توحید کی چمک حاصل ہوتی ہے اور توحید یہ ہے۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)“

(بحمد اللہ علی العالمین ص ۲۸، ۲۹ مقالات کاظمی۔ ج ۱)

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا مقام بیان کرتے ہوئے وہابیوں کے امام علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

وقد اقامہ اللہ مقام نفسه فی امرہ ونہیہ و اجمارہ و بیانہ

(النصارم المسلول ص ۳۴)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے قائم مقام بنا دیا۔ اپنے امر اور نہی اور اجمار اور بیان میں۔“

محقق وقت امام عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ ارکام فرماتے ہیں۔

جان لو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ کلام عظیم کی صفت ہوتی ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن تھا، اسلمو شیخین نے خوب پچھانا۔ دیکھو صدیقہ نے کیونکر اللہ تعالیٰ کی صفت کو آپ کا خلق بتایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیقہ آپ کی طرف سے اس حقیقت پر مطلع ہو چکی تھیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ** (انکور) ویکہ یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔ حالانکہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ پس غور کرو اس تحقیق عظیم میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ کہ اس نے آپ کو اپنی صفات واسماء میں اپنے قائم مقام بنایا ہے۔ اور خلیفہ کا مقام دراصل مستحلف کا مقام ہوا کرتا ہے۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۳۶ و مقام رسول ص ۷۷ ا و ص ۱۷۸) (۱)

حدیث قدسی نے بھی اس حقیقت پر غور روشنی ڈالی ہے کہ

لَوْلَا فَخْرُكَ لَنَأْظَهَرْتَ الرُّسُوبَةَ

”اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔“

دعا یہ ہے کہ سید الاولین والآخرین محمد ﷺ کی ذات گرامی حسن ازل کا شاہکار اور جلوہ اول ہے اور تمام اشیاء کو وجود کی نعمت آپ کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ یعنی آپ ہی اصل کائنات ہیں۔ شیخ موجودات ہیں، مدوح حیات ہیں، ہدیۃ الحقائق اور خلاصہ کائنات

۱۔ (۱) یعنی حضور ﷺ اول ہیں، ابتدا پیدائش کے (۲) اور سب سے آخر ہیں بقدر تعریف آدمی کے (۳) آپ کے آثار ظاہر ہیں کہ تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ ہی کے آثار سے تمام جہاں منور و روشن ہیں آپ کے حضور جیسا کہ کائناتوں میں اور آپ کے نور جیسا کہ کائناتوں میں (۴) باطن و ظہور ہیں حضور ﷺ کے ہر لہر و لعل و سوز کی حقیقت کو کو مسلم نہ ہو سکتا سب کے سب آپ کے تجلی بقدر کمالات کے نظارے سے خرم و کریم و مدح و ثناء میں ہیں اور آپ ہی ہر چیز کے ہائے دلالت ہیں یعنی ذات الہی کی شاخیں و اس کی سببیں اور اس کے انکسار اور انوار و افعال اور سب کو آپ جان اللہ جانتے ہیں اور کوئی نہ کے ہر علوم غامض و باطنی اور اول و آخر سب کو آپ نے گھیر لیا اور سارے کائنات (۵) انکسار و اسرار میں (۶) ہر علم و ہر حق و ہر کمال

ہیں۔ کما قال نبیاء الملة فی سیرتہ پر دینے پر نور بخش تو کلی م ۱۳۲۷ھ سیرت رسول ربانی میں ۱۳۲ میں مشہور اشعار سے مطلب الملائک ہوتے ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمكن النقاء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
”اے صاحب جمال اور سید البشر آپ کے روشن چہرے سے چاند روشن ہے آپ
کی تعریف کا حق ممکن نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اللہ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔“
سینوں، ویو بندوں، اور غیر مقلدوں کے مستند پیشوا شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شاء وصل شلیع اسم خواجہ نو کونین نور ہدی حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگر ہامہ طویل منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در اجمکان بروست ختم ہر نعمتی کہ داشت خدا شد ہر نعمام
”رسولوں کے پادشاہ احمقوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کے نور، اللہ
کے محبوب، مخلوق کے سردار، مقصود صرف آپ کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں
آپ کا نور اصل ہے باقی سب اندھیرا ہے جو تہا مکان میں تھا وہ آپ پر قسم ہے۔
اللہ تعالیٰ کی سب نعمتیں آپ کے پاس ہیں۔“

امام شرف الدین یامیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے تصنیف پروردہ شریف میں
فرماتے ہیں۔

دع ما ادعته النصارى فی نسبہم واحکم بما شئت مدحا لہ واحتکم
فالنسب الی فاتہ ما شئت من شرف والنسب الی قدرہ ما شئت من عظم
فان فضل رسول اللہ لیس له حد ليعرب عنه لاطق بسم
”چھوڑ دو جی وی جس کے ہیں نصاریٰ مدحی چاہو جو خدا آپ کو نبی ہے اللہ کی قسم جو
شرف چاہو کرو منسوب آپ کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو آپ کی منزلت

سے ہے کم۔ حدیثیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب کشائی کیا کریں۔ اہل عرب اہل عجم۔

کسی نے کیا خوب فرمایا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ بد بیضا داری آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری
 ”یوسف علیہ السلام کا حسن بھٹی کا دم موسیٰ علیہ السلام کا نوری ہاتھ آپ کے پاس
 ہے جو خوبیاں وہ سب رکھتے تھے وہ آپ کے پاس ہیں۔ یعنی آپ کی ذات
 خوبیوں کا مجموعہ ہے۔“

حضرت شیخ الشافعی خواجہ ابو الحسن ثرقانی قدس سرہ العزیز (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵)
 فرماتے ہیں۔ (غایت درجات مصطفیٰ ﷺ غناء لستم (مقام رسول ص 83)
 ترجمہ: حضرت محمد ﷺ کے درجات کی حد مجھے معلوم نہ ہو سکی۔
 شیخ الاسلام دالمسین محقق زمانہ حضرت امام شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
 فرماتے ہیں۔

عالم ظہور نور کمال محمد است آدم مثال حسن جمال محمد است
 از آفتاب روز قیامت چہ غم بود آن راکہ در پناہ طلال محمد است
 اے غرقہ گندہ طوفان غم متروک کشی لوح عصمت آن محمد است
 ”تمام عالم نور کمال محمدی ﷺ کا مظہر ہے۔ حضرت آدم حسن جمال محمدی کا نمونہ
 ہیں اس کو جو سایہ محمدی کی پناہ میں ہے قیامت کے روز آفات کا کیا غم ہوگا۔ اے
 غرق گندہ طوفان غم سے نڈر کیونکہ عصمت آل محمد کشی لوح ثابت ہوگی۔“

الحاصل یہ کہ ہمارے پیارے رسول، حبیب خدا شافعی روز جزا احسن کائنات شیعہ برکات
 حضرت سیدنا محمد ﷺ صدر کائنات اور مرکز محکمات بلکہ سب سے اول ہیں۔
 اعلیٰ حضرت عظیم المہر کت محمد وین ولبت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری رضی
 اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ نے کیا خوب مقرر فرمائی ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہیں تو کچھ نہ ہو
 جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
 آپ ﷺ کے اول ہونے پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں مگر
 بے شمار سے چند دلائل دشواہد ملا حلقہ ہوں۔

پہلا باب

حضور ﷺ کی اولیت قرآن مجید سے

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عظمیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

”وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن اور وہی ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے۔“ ((سورۃ الحدید، البیان))

شیخ الاسلام و المسلمین سند العاشقین حضرت الشیخ مولانا احمد رضا خان قادری رضی اللہ

عنه نے آیت مندرجہ بالا کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

وہی ہیں اول وہی ہیں آخر وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر

انہیں سے عالم کی ابتداء ہے وہی رسولوں کی انتہا ہیں

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

نہاز اقصیٰ میں تھا یہی سر مہاں ہوں معنی اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

صفات رسول اللہ ﷺ

قرآن مجید سے ثابت مندرجہ بالا صفات کے بارے میں ائمہ اسلام کی رائے درج

ذیل طور میں دیکھیں، حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی نے حاشیہ قرآن

میں لکھا ہے کہ یہ پانچوں صفات (اول، آخر، ظاہر، باطن اور ہر چیز کو جانتا)

حضور ﷺ کے لئے بھی ہیں کیونکہ آپ ہلکے مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے ہیں

نور محمدی (علیہ الخیرۃ والسلام) سب پر ظاہر، حقیقت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک کسی محل

کی رسائی نہیں اور حضور ﷺ ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ (نور العرفان)

حضور ﷺ سب کو جانتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے اور آپ کے مقدس ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کبھی ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بتائیں۔ فرمایا یہ کتابیں اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہیں جو کتاب میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل جنت کے نام مع ولدیت و قبائل درج ہیں پھر اس کے آخر میں ان کی اجمالی تعداد ہے جس میں کبھی ترمیم و اضافہ ہوگا پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں روز خیوں کے نام اور ان کے آباء اور اجداد و ان کے قبیلوں کا اعداد ہے اور آخر میں ان کی اجمالی فہرست ہے۔ کبھی بھی ان میں کمی و بیشی نہ ہوگی۔

یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب سب کچھ لکھا جا چکا ہے اور امر مقدر ہو گیا ہے۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سیدھے چلو اور قرب الہی حاصل کرو، کیونکہ جنتی کا خاتمہ نیک عمل پر ہوگا۔ اگر چہ درمیان میں وہ کیسے ہی کام کرتا رہے اور روز فی جنت کا خاتمہ بدی پر ہوگا اگر چہ وہ درمیان میں نیک کام کر لے۔ اس کے بعد سرکار ﷺ نے ان کتابوں کو بئیں پشت کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احکام فتم کر دیے ہیں۔ اور اب جنتی جنت کے اور روز فی جنت کے مستحق ہو گئے ہیں۔ (ترمذی و مشکوٰۃ ص ۲۱)

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ وہ دونوں کتابیں صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دیکھی تھیں۔ (ایضاً المصنفات)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا تھا سورہ انعام آیت ۱۱۳ کا ترجمہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ہے۔ کہ اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔ اس کے تحت تفسیر حنفی میں ہے آپ ﷺ کمال علمی میں جو تمام کتابت سے افضل و اعلیٰ ہے سب سے فائق ہیں اور اللہ کا

آپ پر فضل بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

غیر مقلدوں نے بھی مان لیا کہ اس سے مراد شریعت کے احکام یا آنے والی خبریں یا منافقوں کے حال کی باتیں ہیں۔ (تفسیر گزگانی)

سورۃ النحل آیت ۸۹ کا ترجمہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے۔

”اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا اچھا بیان ہے۔ مولوی محمود

الحسن دبی بندی نے لکھا ہے اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب کھلا بیان ہر چیز کا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ کتاب اتار کر کائنات کی ہر چیز کا علم آپ کے سینے میں رکھ دیا ہے۔ اور سورۃ النحل پر آیت ۲۴ کا ترجمہ۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی محمود الحسن دبی بندی اور غیر مقلدوں کے مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے اور یہ غیب

قائے میں بکھیل نہیں ہے۔ عثمانی صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں یعنی ہر قسم کے غیب کی

خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، یا اللہ کے اسماء و صفات سے، یا احکام

شرعیہ سے، یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے، یا جنت و دوزخ کے احوال سے، یا اولیائے حق

بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا اور نہ اجرت مانگا ہے اور نہ

نذرانہ و بخشش، پھر کائنات کا قلب اس پر کسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ بلطف ثابت یہ ہوا کہ آپ

اول و آخر کا ہر وہاں ہونے کے ساتھ باذن اللہ سب کچھ جانتے ہیں مندرجہ بالا حوالوں

سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ نہ کوہ پانچ صفات کے مظہر ہیں۔ چنانچہ شیخ محقق اس

آیت کے تحت فرماتے ہیں یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی، حمد و ثناء پر مشتمل ہیں اور

حضور اکرم ﷺ کی نعمت و صفات کو بھی شامل ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان اسماء و صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی ہے۔

ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کا نام ہی اسم گرامی

”اول“ قرار دے کر آپ کے حلیم مہربان کو حسن و جمال اور کمال و خصائل کا آئینہ دار بنایا

ہے اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات سے متعلق و متصف ہیں اس لئے

باوجود خصوصیت سے ان میں کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا ہے۔

خلا (۱) نور (۲) عظیم (۳) حکیم (۴) مومن (۵) مہکمن (۶) ولی (۷) ہادی (۸) رؤف (۹) رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء و صفات یعنی اول (۲) آخر (۳) کلاہر (۴) ہالین بھی انہیں قبل میں سے ہیں۔ (مدارج النبوة اردو ج ۱ ص ۷)

ہر شئی کا جاننے والا

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بھی بلاشبہ حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے ہے کیوں کہ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۸)

الظاہر

ظاہر سے مراد ہمارے پیارے رسول پاک ﷺ کی ذات باریکات ہے اور آپ اتنا ظاہر ہیں کہ آپ کو جملہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمام ملائکہ اور عہد و قصور کائنات کا ذرہ ذرہ تحت اثری سے لے کر عرش ملائکہ ہر چیز جانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَعْلَمُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ الْأَكْفَرَةِ الْجَنِّ وَ

الانفس (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۵۷، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۸۵)

”کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے“۔ آپ نے فرمایا ”ارسلت الی الخلق کافہ میں تمام مخلوق

کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کو آپ کی معرفت عطا کر دی گئی ہے اور انہیں بتا دیا گیا ہے کہ وہ آپ کے رسول ہیں اس لئے آپ کو ممت الظاہر سے متعلق فرمایا گیا ہے۔

الباطن

الباطن بھی ہمارے پاک و خیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے اور آپ کے باطن ہونے کا عالم یہ ہے کہ آپ نے ایک بار حضرت جبرائیل سے فرمایا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے عرض کی حضور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چھ تھے جناب میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ چمکتا تھا۔ اسے میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: "و عذرة ربی انا ذلک الکو کب" مجھے اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا (روح البیان و سیرت حلبیہ) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: یا ابا بکر و اللہ یعنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی اے ابو بکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (مطالع السیرات ص ۱۲۹) خلاصہ یہ کہ آپ کے ظہور کا عالم یہ ہے کہ کائنات کا دار و ذرہ آپ کو جانے اور آپ کے باطن ہونے کا یہ مقام کہ آپ کی حقیقت تقدس کو آپ کے رب کے سوا کوئی نہ جانے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ و ہذاک وسلم الی یوم القیمة

آپ کے اول ہونے کے وجوہ

وجہ نمبر (۱) آپ کی اولیت اس بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے حدیث شریف میں ہے: "اول ما خلق اللہ نوحی" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔"

وجہ نمبر (۲) آپ مرتبہ نبوت میں اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

كنت نبيا و ان آدم لم يجدل فی طبعه

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم اپنے ظہیر میں تھے۔"

وجہ نمبر (۳) آپ دوزخیات سب سے پہلے جناب دینے والے تھے۔

اَللّٰهُ يَرْحَمُ قَالُوا بَلْ لَّسْنَا بِمُؤْمِنِيْنَ

وجہ نمبر (۳) آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے

و اول من امن بالله، و پہلے اللہ کو مانا انا اول التسلین

”اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مسلمان میں ہوں۔“

وجہ نمبر (۵) سب سے پہلے آپ قبر سے باہر آئیں گے

وجہ نمبر (۶) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ مجدہ ریج ہوں گے

وجہ نمبر (۷) پہلے باب شفاعت آپ کو ملیں گے

وجہ نمبر (۸) سب سے پہلے بہشت میں آپ جائیں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ ص ۷)
امام عبدالقادر جرائزی آپ کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

هو ﷺ الانسان الازلي و هو الاول و الآخر و الظاهر

و الباطن و هو بكل شيء عليم (مقام رسول ص ۲۰۰، جواہر البحار)

”آپ ﷺ انسان الہی ہیں اور آپ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں اور آپ ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔“

آپ کی اولیت کے بارے میں عارف باللہ حاضر بارگاہ رسول اللہ ﷺ امام شیخ محمد یوسف بن اسماعیل البیہانی رضی اللہ عنہ نے سلطان العارفین امام العلماء المتقین سید الاولیاء و الکاشفین حضرت شیخ اکبر نجی الدین ابی عمری البیہونی ۶۳۸ھ (۳) کی کتاب مستطاب فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں ص ۱۷۴ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

لهو ﷺ الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل

شيء عليم فانه قال اوتيت جو امع الكلم و قال عن ربه

ضرب بيده بين كنفى فوجدت بردانا مله بين يدي

فعلمت علم الاولين و الآخرين فحصل له التخلق و

النسب الا لہي من قوله تعالی عن نفسه هو الاول و

الآخر و الاظهر و الباطن و هو بكل شیء علیم
 ”پس آپ ﷺ کا اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم دیا
 گیا جبکہ فرمان رسالت ہے کہ مجھے جو امح الکلم عطا فرمائے گئے ہیں اور اپنے رب
 کے متعلق فرمایا کہ اپنے دست قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں
 دکھا تو میں نے دست قدرت کے انگلیوں کی صفائی اپنے سینے میں محسوس کی اور
 مجھے سب انگلیوں و پچھلوں کا علم حاصل ہو گیا پس آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے
 تعلق اور نسبت الہی حاصل ہو گئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فرمایا ہے کہ وہ
 اول، آخر، ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

(تجاہد النجار، روضہ ص ۳۴۳)

انت الاول

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح خطا میں سیدنا محمد اللہ بن
 مہاس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے جبرئیل نے حاضر ہو کر
 مجھے یوں سلام کیا (السلام علیک یا ظہر السلام علیک یا باطن) میں نے
 فرمایا اے جبرئیل یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیوں کر
 ہو سکتی ہیں جبرئیل نے عرض کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان صفات سے فضیلت
 دی اور تمام انبیاء اور مرسلین پر فضیلت بخشی۔ اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف
 مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لا نک اول الانبیاء خلقا و سماک

بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصور و خاتم الانبیاء

الی آخر الامم۔

”حضور ﷺ کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور
 حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب ظہیروں سے زمامت میں خاتم الانبیاء و مرسلین

امت آفرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام ہی منہرے نور سے سابق عرض پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پرورد و بھیجے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوش خبری دینا اور ڈرنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلا تا اور جنگ کا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دنیا پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل مساوات و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے۔“

لربک محمود و انت محمد و ربک الاول و الآخر

الظاهر و الباطن و انت الاول و الآخر و الظاهر و الباطن

”پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا رب اول، آخر، ظاہر و باطن ہے اور حضور اول، آخر، ظاہر و باطن ہیں۔“

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الحمد لله الذي فضلى على جميع النبيين حتى لي

اسمى و صلتى

”سب غریباں اللہ عز و جل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں بھی۔“ (مستم بائوہ ص ۶، سہ ماہی حضرت)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعداد اسامہ و مقدر میں سے ایک نام ”الاول“ بھی ہے چنانچہ امام شمس الدین عسکری صوفی ۹۰۶ھ نے آپ کے اسامہ کو جمع کر کے ان کی جو تعداد لکھی ہے وہ پانچ سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے پانچ نام یہ بھی ہیں۔ الاول، اول شافع، اول مفتح، اول السلیمین، اول الموشین (القول البدیع ص ۳۷، ص ۶۷)۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ

امام پہلی صفی صوفی ۳۵۸ھ، شیخ متقی صوفی ۱۰۵۲ھ اور علامہ عثمان بن حسن خویری نے حدیث روایت کی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کا ایک جماعت پر گزر رہا جو آپ کی بارگاہ میں مدیہ سلام عرض کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی (السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاضِرُ) بہر حال جبریل نے آپ نے انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ تو جبریل نے کہا، سلام پڑھنے والے حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے (دلائل النبوة ج ۲ ص ۳۶۲) مدارج النبوة اردو ص ۲۹۳، ج ۱، درۃ المناجیح ص ۱۵۰، مولوی اشرف علی تھانوی دہلوی نے مندرجہ بالا حدیث کو اپنی کتاب نشر الطیب ص ۲۹ پر نقل کیا ہے۔

اول و آخر کا معنی

علامہ امام کاظمی میاں صوفی ۵۳۳ھ فرماتے ہیں۔

وَمِنْ أَسْمَاءِ تَعَالَى: الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ، وَمَعْنَاهُمَا السَّابِقُ لِلْأَشْيَاءِ قَبْلَ وَجُودِهَا وَالْبَاقِي بَعْدَ فَنَائِهَا وَتَحْقِيقُهُ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ أَوَّلٌ وَلَا آخِرٌ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كُنْتُ أَوَّلَ الْأَنْبِيَاءِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَيْتِ

(کتاب النصار، ج ۱ ص ۱۳۵)

”اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اول بھی ہے اور آخر بھی اول کا معنی ہوتا ہے۔ سابق الاشیاء یعنی اشیا کے وجود سے قبل، سبقت کرنے والا اور آخر کا معنی ہوتا ہے، اشیا کے فنا کے بعد باقی رہنے والا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی اول ہے اور نہ کوئی آخر اور حضور ﷺ نے فرمایا خلقت میں، میں سارے نبیوں سے اول ہوں اور دنیا میں آنے سے پہلے تمہارے فرمانے میں ان کے بعد ہوں۔“

مظہر صفات الہیہ

بزرگان دین نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ سیدنا محمد ﷺ کی ذات مگر امی اللہ تعالیٰ وحدہ کی ذات پاک کی مظہر ہے اور آپ کی صفات، اللہ پاک کی صفات کا مظہر ہیں۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت علامہ امام عبدالباقی شاعرانی متوفی ۳۹۶ھ ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ شب معراج اسما الہیہ کی بارگاہوں سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہو گئے، جب الرحیم سے گزرے تو رحیم بن گئے اور الغفور، المکریم، الحلیم، الشکور، الجواد پر گزرے تو غفور، کریم، حلیم، شکور اور جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر اسماء الہیہ کی بارگاہوں سے گزرے گئے اور وہ اسماء جن صفات سے متعلق ہیں آپ ﷺ ان صفات الہیہ سے متصف ہوتے گئے۔

(البراہین والجماع ج ۲ ص ۳۲ مقالات کاظمی در سال معراج النبی ﷺ)

۸۱ اسماء مشترکہ

حضور پر نور ﷺ کے اسماء مبارک میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک سے مشترک ہیں، چنانچہ علامہ امام محمد یوسف بن اسماعیل صہبانی قدس سرہ العزیز ارکام فرماتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے اسماء کے بارے میں جو روایت کیا گیا ہے ان تمام روایات کو میں نے اپنی کتاب۔ ”الاستبصار فی تفسیر النبی ﷺ“ میں جمع کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اسماء مبارکہ جو مذکورہ کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو باری تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ تعداد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینوں روایات سے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔ ایسے اسماء حسی یہ ہیں۔

الاول۔ الآخر۔ الاحد۔ الاکرم۔ البصیر۔ الباطن۔ البر۔
البلیغ۔ البہان۔ الجبار۔ الجلیل۔ الجامع۔ الحکم۔
الحکیم۔ الحلیم۔ الخلیف۔ الخیر۔ الخفید۔ الحی۔

الحافظ۔ الخافض۔ الخبير۔ ذو القوة۔ الرافع۔
 الرقيب۔ الرعوف۔ الرشيد۔ الرحيم۔ السلام۔ السميع۔
 السريع۔ الشاكر۔ الشكور۔ الشهيد۔ الصادق۔
 الصبور۔ الظاهر۔ العزيز۔ العليم۔ العدل۔ العظيم۔ العلي۔
 العفو۔ العالم۔ الغفور۔ الغني۔ انتاج۔ الفرد۔ القوي۔
 القريب۔ القائم۔ الكريم۔ الكافي۔ الكفيل۔ الملك۔
 المؤمن۔ المهيمن۔ المجيب۔ المجيد۔ المتين۔ الحي۔
 الماجد۔ المقدم۔ المقسط۔ الغني۔ المبین۔ المنیب۔
 المليك۔ المعطي۔ المير۔ النور۔ الهادي۔ الوهاب۔
 الواسع۔ الوكيل۔ الولي۔ الواحد۔ الوالي۔ الوافي۔ عليه السلام

(جہاں انجاء اور روح اس ۱۶۸)

امام ہلال الدین سیوطی شخص کبریٰ ج ۸ ص ۷۸ پر فرماتے ہیں کہ حضرت امام قاضی
 عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ابد قرطیبہ اصولۃ الاسلام کے ۳۰ نام نامی امام الہامی سے
 اشتقاق کئے تھے پھر میں نے یکہ ناموں کا ان میں اضافہ کر دیا۔ ان بزرگوں کی محبت بھری
 کاوش کے بعد علامہ امام بیہانی قدس سرہ النورانی نے انہیں ۸۱ تک پہنچا کر بارگاہ حسن و بابر
 میں اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

ملاحظہ بالا بزرگوں کی یہ کاوش حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ موفقی ۶۸۷ کے اس
 شعر کی تفسیر و تخریج کا نتیجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

و شق له من اسمہ لیجلہ
 فذل العرش منحمود و ہذا محمد
 وحکم الا له اسم النبی الی اسمہ
 اذ قال فی الخمس المؤمن اشہد

”اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے صاحبِ عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے۔ جبکہ پانچ وقت موزنِ اشد کہتا ہے۔“

مولوی محمد سلیمان غیر مقلد واپلی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کے تحت لکھتے ہیں۔ اگر حسان بن ثابت اُمویہ بروج القدس کی سنتِ حسنت کا اقتداء کیا جائے۔ تب تو حضور ﷺ کے اسی سے زیادہ ایسے اسمائے گرامی نکلیں گے جن کا توافق و تطابق اسماء اللہ الحسنى سے ہو جاتا ہے۔ سیرۃ نبویہ کے ائمۃ الاعلام کا شیوہ رہا ہے۔ کہ (الف) جس صدرِ بافضل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی توصیف کتابِ حمید میں فرمائی ہے۔ اس سے اسم نکالیتے ہیں۔ (ب) جس صفت کے ساتھ حضور ﷺ کی توصیف الفاظِ حدیث میں آئی ہے۔ اسے اسم شمار کر لیتے ہیں۔ (ج) جن اعلام کے ساتھ اشعار میں جو حضور ﷺ کے سامنے پڑے گئے حضور ﷺ کو مخاطب یا موصوف کیا گیا ہے ان کو اسماء کے ذیل میں شامل کر لیتے ہیں۔ ائمہ سیرت کا یہ شیوہ مستحسن ہے اور حسنِ ادب نیز کمالِ ادب پر دال ہے۔

(درجۃ للعالمین ج ۳ ص ۸۹)

مشترک اسماء کا مقصد و حکم

امام غازی ابو الفضل میاض ماکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کی پرشاک اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو پیدا دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک نکتہ بیان کر دیں تاکہ اس سے ہر کم عقل اور بد فہم کا اشتہاء دور ہو جائے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ عز و برہان کو اپنی عظمت، کبریائی، بادشاہی، اسماہ حسی اور اعلیٰ صفات میں مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں اور نہ ہی مخلوق کا کوئی فرد اس کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن الفاظ کا اطلاق شریعت مطہرہ میں خالق اور مخلوق دونوں پر ہوا ہے۔ حقیقت میں مشابہت وہاں بھی نہیں کیونکہ ذاتِ قدیم کی صفات اور مخلوق کی صفات بالکل مختلف ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور مخلوق میں کوئی مماثلت نہیں اسی طرح باری تعالیٰ شانہ کی صفات اور مخلوق کی

صفات میں کوئی مشابہت نہیں کیونکہ مخلوق کی صفات عرض و غرض سے جدا نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و منزہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ برہنہ دکانی ہے۔ لیکن گویا ہم نے اس جیسا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان عارف اور محقق علماء کرام کو شاد و آباد رکھے جنہوں نے فرمایا کہ توحید سے مراد ایک ایسی ذات کا اثبات ہے جو کسی بھی ذات کے مشابہ نہ ہو اور اپنی صفات سے کبھی معطل نہ ہو، واسطیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا اور آیت مندرجہ بالا کو دلیل بنایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی مانند کوئی ذات نہیں اس کے نام کی طرح کسی کا نام نہیں اور اس کے فعل جیسا کسی کا فعل نہیں اس کے صفات جیسی کسی میں کوئی صفت نہیں اگرچہ ظاہر الفاظ کی خالق اور مخلوق کے ناموں میں مطابقت نظر آئے تو یہ صرف الفاظ ہی کی مشابہت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو اور اسی طرح مخلوق میں صفت قدیم کا پایا جانا محال ہے۔ یہی اہل حق و صداقت یعنی اہل سنت و جماعت کا مہذب مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے اس بیان کو مزید واضح کر دیا وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکایت توحید کے جامع مسائل پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق یعنی حادث کے مشابہ کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ ذات ہماری تعالیٰ تو اپنے وجود میں مستغنیٰ بالذات ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق کے افعال کی مانند کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ فعل خدا کسی فاعل کے حصول یا نقص کو دفع کرنے کے لئے نہیں اور اس میں خواہش کی تحمیل یا اغراض حاصل کرنا بھی نہیں اور اس میں کسی قسم کی مباشرت و معاشرت کا دخل بھی نہیں جبکہ مخلوق کے افعال ان امور سے خالی نہیں۔

ہمارے دوسرے مشائخ عظام نے فرمایا کہ تم جو کچھ اپنے دہم و گمان یا عقل سے معلوم کر لیتے ہو وہ تمہاری ہی طرح حادث ہے، امام ابو القاسم جوینی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لیتے ہیں مطلق ہو جائے اور اس کے فکر کی بجائی آخری حد

ہو تو وہ حید ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ دینے والا ہے) جیسے (ان حزم و ان تیبہ اور ان کے پیر و کار) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی ٹہنی کر دے وہ معطل ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو بے بس سمجھنے والا) اور جو اللہ چارک و تعالیٰ کے وجود کا یقین رکھتا ہو لیکن اس کی ذات و صفات کی حقیقت معلوم کر لینے سے عاجزی کا اقرار ہی ہو وہ اصلی موجد ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا بہت خوبصورت ارشاد ہے کہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ تو یقین کرنے کے لواشیاء پر اس کی قدرت بغیر چارہ جوئی اور اسباب کے ہے اس کا منہ حرام کے دخل اور علت سے خالی ہے، ہر چیز اس کا منہ ہے اور وہ اپنے منہ کے لئے طلب کا محتاج نہیں بخیر چیز تیرے دم میں ماسکے ذات ہاری تعالیٰ اس سے دوری ہے یہ کلام عجیب نفیس اور محققانہ ہے اس کا آخری حصہ اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی تفسیر ہے کہ (لَیْسَ کَمِثْلِ شَيْءٍ شَيْءٌ) دوسرا حصہ اس فرمان الہی کی تفسیر ہے (لَا یَسْتَلِ عَمَّا یُلْعَلُ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کہے اور تیسرا حصہ ہاری تعالیٰ جلا جلالہ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے۔

لَا تَقُولُ لَنَا شَيْءٌ حَتَّىٰ آتَيْنَا بِكَ آيَاتٍ وَلَآ أَنْ نَقُولَ لَكَ لَنْ یَبْلُغَنَّ (الاحق)

”جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اثبات و توحید اور تقدیس و تہذیب کے کاموں پر ثابت قدم رکھے اور تشبیہ و تعطیل سے بچائے جو خطرات و گمراہی کے راستے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ عنوان والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات طیبہ کا ذکر فرمایا۔ ذاتی طور پر یہ صفات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہیں اور بازا اعطاء ان صفات سے حبیب خدا ﷺ بھی متصف ہیں۔ وَلَیْسَ لَكَ تَحْسُلُ اللّٰهُ یُؤْتِیْهِ مِمَّنْ یَّشَآءُ حضور اکرم ﷺ پر جسم علیہ السلام کی صفت اول کے دلائل و شواہد کے بعد اختصاراً باقی صفات کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

الآخر

حضور ﷺ کو آخر کی صفت سے اس لئے سرفراز فرمایا گیا کہ آپ جملہ انبیاء کرام کے

بعدِ تشریف لائے اور اس دنیا میں آپ کی جلوس گری کے بعد بابِ نبوت بند ہو گیا ہے۔
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

فَاَكَاَنُ مَخْشَدًاۤ اَبَاۤ اٰخِرٍ فَوْقَ تَرَجَاۤ اَوَّلِكُمْ ذٰلِكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ
النُّبُوَّةِ (احزاب: 40)

”خبریں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے
رسول ہیں اور سب نبیوں میں سے آخر“۔

سید العالمین ﷺ کی حوالہ دہیوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ جن سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا۔

- ۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- ۲۔ میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔
- ۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا ہوں۔
- ۴۔ ام ہی مکمل ہیں۔
- ۵۔ میں سب مظہروں کے بعد بھیجا گیا ہوں۔
- ۶۔ قعر نبوت میں جوامعت کی جگہ تھی مجھ سے کمال کی گئی۔
- ۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔
- ۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
- ۹۔ رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔
- ۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ پاسوائے اچھے خواب کے۔
- ۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔
- ۱۲۔ میرے بعد وہاں کذاب اور جالے (دھوکے) نبوت کریں گے۔
- ۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۲۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ (ختم نبوت ص ۱۸)

علماء کتب ساجد اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادت ادا کریں گے۔ کہ آپ ہی آخری ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۔ احمد علیؑ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

۳۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔

۴۔ وہ آپس (آخری) پیغمبران ہیں۔ یعنی آخری پیغمبر ہیں۔

۵۔ وہ آخری مرسلان ہیں۔ یعنی آپ آخری رسول ہیں۔

۶۔ خود حضرت عزت سے ارشادات جانفزا دل نوازا آرہے ہیں کہ محمد ﷺ اول و

آخر ہیں۔ (کما مر)

۷۔ اس کی امت مرتبہ میں سب سے اگلی اور زمانہ میں سب سے پہلی۔

۸۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ محمدؐ آخر الانبیاء ہیں ﷺ۔

نیز ترمیمات میں مقنن کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر

ہوئے۔ ہر قل کی دو حدیثیں کہ یہ خاندان خراہیوت تھا۔ عبد اللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ

قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک خبر کا قول کہ وہ امت آخر کے نبی ہیں بلکہ جبرائیل

علیہ السلام کی مرضی کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں متاخر ہیں۔

(ختم نبوت از اعلیٰ حضرت)

چار پائے کی گواہی کہ آپ آخری نبی ہیں

لکن جان و ایمان حسا کر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے جب خیر فتح ہوا رسول ﷺ نے ایک دروازہ کوئی سیاہ رنگ دیکھا اس سے

کلام فرمایا۔ وہ چانور بھی نظم میں آیا اور شاد ہوا "تیرا کیا نام ہے" عرض کی "یزید بن اشباب کا" اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساتھ دواؤں کو پیش کیا کئے "کلہم لا یورکہ الا نسی" ترجمہ: ان سب پر انبیاء سوار ہوئے۔

وقد كنت اتو قعك ان تو كني لم يبق من نسل جدی

غیری ولا من الانبیاء غیرک

"مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوائے میرے اور انبیاء میں سوائے حضور کے کوئی باقی نہیں۔"

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام منظور رکھا آپ جسے بلانا چاہتے تھے۔ اسے بھیج دیتے وہ چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس ﷺ یا فرماتے ہیں جب حضور پر نور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا۔ ابوہریرہ بن العقیان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں میں گر کر مر گیا (حاثیت ہوا کہ حضور ﷺ جملہ انبیاء کے بعد تشریف لا کر آخری صفت سے متصف ہوئے۔ چانوروں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔) ختم نبوت ص ۲ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۳

۳۰. دَوَّجَال

لفظ خاتم النبیین کے معنی حدیث شریف کی اردو سے اور لغت میں آخری نبی کے ہیں (لا کسی پیغمبر) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور دیگر احادیث جن کا خلاصہ ترجمہ بطور بالا میں گزر چکا ہے نے یہ ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے پھر اس معنی کو عوام کا خیال قرار دے کر یہ کہنا کہ خاتم ہاں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اصل فہم یہ روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات (ذاتی طور پر) کچھ فضیلت نہیں۔ (تقدیر الحاس صفحہ 56-57 مؤلفہ جلی ۱ ص ۵۷)

آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر بالفرض تقدم یا تاخر زمانی میں

فضیلت نہیں تو پھر آپ کے اول ہونے کا اگھار اور آخر ہونے پر اصرار کا کیا مطلب؟
مصر وجہ بلا عبادت نے مرزاجیت کو تقویت دی اور دین میں ایک بہت بڑا فتنہ برپا کر
دیا حالانکہ خاتم الانبیاء و المرسلین حضور ﷺ نے پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد ستائیس
کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء و المرسلین ہوں (۔)
میرے بعد کوئی نبی نہیں (اور دوسری روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک میں
دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے مزید معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی کی
کتاب ختم نبوت دیکھیں اور انجمنیہ برادری کا قائل دیدہ ہے۔ قطب گلازہ حضرت سید مہر
علی گلازدی نے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان تیس کذابوں کے وجود سے اطلاع دی جو
کتاب کو خدا کا نبی زعم کریں گے۔

سیکون فی امی کذابون للثون کلہم یزعم انہ لہی اللہ
راوی ثوبان، ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ نیز ان تیس دجالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا
جہاں پہنے کو خدا کا رسول ہونا زعم کریں گے۔

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من
الثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ

(من ابی ہریرہ، صحیح بخاری صحیح مسلم)

حضرت اعلیٰ سرکار گلازدی نے کچھ دجالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پس اگر ان پچیس
گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جاوے تو مسلم کذاب اور اسود غسی اور جہان
بن قریطہ اور محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے بعد بھی کاربانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے
کو نبی کہا۔ (سیف چشتیائی ص ۱۰۰ اوس ۱۰۵)

اصلی نبی

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری خطبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام کے
تمام معلم، مدرس و محرمی بن کر تشریف لائے یعنی انہوں نے اس دنیا میں کسی کے آگے نہ

تلفظ طے نہیں کئے اور کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی حضرت جبریل علیہ السلام بھی ان کی بارگاہ میں صرف ایک پیغام الہی رساں کی حیثیت سے آتے تھے۔ حضور پر نور ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

اَلْوَخْلُیُّ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ ”رُحْمٰنُ نے (رسول کو کل علم دلا) قرآن تعلیم فرمایا (اپنے محبوب رسول، کامل) انسان کو پیدا کیا انہیں (علوم قرآن کا) بیاں سکھایا۔“ (البیان ص ۷۹) دوسری جگہ پر فرمایا وَ عَلَّمَكَ تِلْكَ لَقَدْ عَلَّمْتُمْ ۝ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ ”اور اللہ نے آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔“ (البیان ص ۱۳۵) یعنی انبیاء کرام درس الوہیت سے پڑھ کر تحریف لاتے ہیں اور اس دنیا میں کسی انسان کے پاس پڑھتے نہیں بلکہ سب کو پڑھاتے ہیں اور ان کی اصلاح احوال کی سعی جمیل فرماتے ہیں بخلاف مرزے قادیانی کے کہ وہ بیچارہ استاذوں کے پاس پڑھتا رہا ان کے جوتے سیدھے کرتا رہا اور ان کی غلامی میں رہ کر ان سے فیض لیتا رہا چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی لکھتا ہے۔

آپ کے والد نے ایک استاد آپ کی تعلیم کے لیے ملازم رکھا جس کا نام فضل الہی تھا ان سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید اور فارسی کی چند کتب پڑھیں، اس کے بعد دس سال کی عمر میں فضل احمد ثانی ایک استاد ملازم رکھے گئے..... اس استاد سے حضرت صاحب نے صرف دہائی بعض کتب پڑھیں اس کے بعد سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مولوی گل علی شاہ آپ کی تعلیم کیلئے ملازم رکھے گئے ان سے نحو، منطق اور حکمت کی چند کتب آپ نے پڑھیں اور فن طبابت کی چند کتب اپنے والد صاحب سے پڑھیں (سیرت حضرت مسیح موعود ص ۹۰ ص ۱۰) بندہ ناچیز نے ایک جلسہ میں مرزا یحیٰی کے سامنے جب یہ دلیل بیان کی تو ان کی اکثریت نے مرزائیت چھوڑ دی اور توبہ کر کے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہو گئے۔ ۱۲ اگست علی احسان دہلوی اور اسلام علی رسول احمد والد صاحب جمعین۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآن بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تو اترا تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پہلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم النبوت کا سحر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (خزان العرفان)

مولوی شبیر احمد دیوبندی نے اپنی تفسیر میں دینی و زمانی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر ہر گنگی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی بس جن کو کئی نبی مل گئی اس لئے آپ کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی آخر زمانے میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری ساری ہے۔ حدیث میں ہے اگر آج مومن علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔

بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظمیٰ سے مستفید ہوتے تھے جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی ﷺ پر ختم ہوتا ہے بدین لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ دینی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی ہر گنگی کر لی ہے۔ (منہجہ) ختم نبوت کے حقائق قرآن و حدیث و صحاح و غیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علماء عصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا تر دوں گے رہتا۔ کہ اس عقیدہ کا سحر و قلعہ کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۳۹ و ۵۵۰)

اس عبارت میں چار چیزیں قابل غور ہیں (۱) تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام سزا میں ذمہ ہیں۔ (۳) انبیاء سابقین اپنے دور میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی روحانیت سے استفادہ کرتے تھے۔ (۴) نبی وہ بنا جس کی نبوت پر ہمارے نبی ﷺ کی مہر لگی۔ (وہدائد)

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء)

"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔"

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت اور رحم فرمانے والے ہیں۔

رحمت کی تفسیر

مفسرین کرام نے "رحمت" کی دو تفسیریں تو جنہیں بیان کی ہیں۔

اگر مستحق منعم مل ہو تو "رحمت" کو سلباً فعل کا مفعول لہ قرار پائے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

"ہم نے آپ کو کسی کے لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے۔"

اگر اعم احوال مستحق منعم بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور لفظ رحمت مصدر معنی لفاعل ہو کر محضی را حم قرار پائے گا اور تقدیری عبارت اس طرح سے ہوگی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

راحما للعالمین

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۲۳۸، تفسیر روح البیان پارہ ۱ ص ۱۰۳)

”اے محبوب ﷺ! تمہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔“

امام اہل سنت حضرت علامہ سیدی وسعدی و مرشدی قبلہ کاظمی کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لفظ رحمت مفعول بل ہو یا حال بہر صورت حضور ﷺ کا رحم یعنی رحم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور قائل بھی سبب فعل ہے۔ اس لئے ہمارے پیارے رسول ﷺ کا رحم، رحم کرنے والا ہونا حال اور مفعول لہ دونوں صورتوں کے مطابق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ تمام کائنات کل مخلوقات بلکہ ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا آپ ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔ (مقالات کاظمی)

العالمین

آیت مندرجہ بالا میں ”العالمین“ اسی طرح اپنے عموم پر مبنی ہے۔ جس طرح ”آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ میں اور یہ بات بھی سچی ہے کہ بعض مواقع میں العالمین قرآن خارجہ کی وجہ سے مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن ہماری پیش کردہ آیت میں خصوص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ جب مندرجہ بالا اصولی دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں تو اس کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ تمام جہان بلکہ ساری کائنات اور ماسوی اللہ ہمارے رسول کریم علیہ التسلیم کی رحمت کے محتاج ہیں اور اصول فطرت یہ ہے کہ جس کی احتیاج ہو اس کا ضرورت مند سے پہلے ہونا ضروری ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی ضروریات کو اس سے پہلے بنایا۔ عیدہ محتاج جان رحمت سے پہلے رحمت کا ہونا مقتضی فطرت ہوا۔ لہذا حضور پر نور ﷺ کی رحمت رحمت تمام جہانوں بلکہ ساری کائنات مخلوقات سے پہلے جلوہ گر ہوئے۔ (مقالات کاظمی)

”سبب پہلے ہوتا ہے“

ہمارے پیارے رسول ﷺ کی ذات باریکات عالمین کے وجود ظہور کا سبب ہے

اور ان کے موجود ہونے میں واسطہ وسیلہ ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ ﷺ کا تمام کائنات سے پہلے ہونا یقینی امر ہے کیونکہ سبب و مسبب سے پہلے ہوتا ہے اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات باریکات تمام مخلوق و عالمین کے وجود کا سبب ہے۔ چنانچہ امام المفسرین، زبدۃ العارفین عارف باللہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ عرأس البغلی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر ساری مخلوق کو عرش سے لے کر کرٹی تک آپ کے نور کے ایک حصہ سے بنایا۔ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گا سبب یہ ہے کہ سب آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے ہونے سے مخلوق کا ہونا ہوا۔

وكونه سبب وجود الخلق و سبب رحمة الله على

جميع المخلوق فهو رحمة كافية

”مخلوق کے وجود کا سبب آپ کی ذات ہے تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بھی آپ ہیں پس آپ سب کو کافی ہو جانے والی رحمت ہیں۔“

(روح البیان، ج ۵، ص ۵۲۵)

جس طرح آپ کی ذات متنوع صفات مخلوق کی موجودیت کا سبب ہے اسی طرح آپ کی ذات اللہ تعالیٰ سے فیض و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ و واسطہ ہے۔ مجددین و ملت حضرت الشاہ مولانا امام احمد رضا خان برہنہ اللہ عنہ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

معادن اسرار علام الغیوب

بورخ بحرین امکان و وجوب

”علام الغیوب کے مازول کے معادن آپ ہیں۔ امکان اور وجوب کے دریاؤں کا بحر ذراغ آپ ہیں۔ اصولی ہمت یہ ہے کہ ہر نبی الہی امت کے لئے فیض الہی کا واسطہ وسیلہ تھا لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ تمام مخلوق کے لئے فیض الہی کے حصول کا واسطہ ذریعہ اور سبب تھے اور ہیں۔“

آپ کا نور واسطہ فیض الہی ہے

علامہ امام سید محمود آلوی بغدادی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۲۷۰ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

و كونه رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلوة والسلام
واسطة الفيض الالهي على الممكنات على حسب
القواہل و لذا كان نوره ﷺ اول المخلوقات و في
الخبر اول ما خلق الله تعالى نور نبيك يا جابر و جاء
الله تعالى المعطى وانا القاسم و للصوفية قدمت اسرار
هم في هذا الفصل كلام فرق ذلك

(تفسیر روح المعانی پارہ ۷ ص ۱۰۵)

”یعنی حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم
امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الہی سے ملتا ہے۔ وہ حضور کریم ﷺ
کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا
فرمایا گیا۔“

حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو
پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اور میں اس کی رحمت کے
خزانوں کو ہانپنے والا ہوں اور صوفیائے کام قدست اسرار ہم نے اس ضمن میں جو اسرار و
معارف بیان کئے ہیں وہ اس سے بلند ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ جب آپ فیض الہی
کے حصول کا واسطہ ہیں تو فیض حاصل کرنے والوں سے پہلے آپ کا ہونا ضروری ہوا ہمارے
پیامبر رسول کریم ﷺ مطلق درجۃ للعالمین ہیں۔

فللهذا لا ينقطع الرحمة عن العالمين ابدا

”یعنی آپ کی رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ ان دو لاکھ سے ثابت ہوا کہ محبوب الہی ﷺ نہ صرف عالمین کے موجود و مشہور ہونے کا سبب اور واسطہ فیض الہی ہیں۔ بلکہ اصل ایسا عالمین ہو کر ہر وقت ان پر رحم فرماتے والے بھی ہیں۔“ (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیت کا معنی

علامہ امام اسماعیل حنفی علیہ الرحمۃ اکابر مفسرین و علماء سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، ناس، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، خلیفہ، جامع، مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ اور اس کے علاوہ تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول (سب کیلئے رحمت بنا کر) جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے اول ہو، افضل ہو، ان کے حالات کو جاننے والا ہو، ان کے قریب حاضر و موجود ہو رحمت کرنے کی طاقت و اختیار رکھتا ہو اور زمرہ ہو کیونکہ پھر غیر حاضر ضعیف و کمزور اور بے اختیار و بے جان مردے رحمت کرنے والے نہیں ہوتے بلکہ خود قائل رحم ہوتے ہیں اور وہ کسی پر رحم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اگر بالفرض حبیب خدا رحمت کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے خبر غیر حاضر کمزور بے اختیار اور معاذ اللہ بے جان مان لیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز آپ کے حق میں تفسیر نہیں بلکہ بہت بڑی گستاخی ہوگی اور تمام علماء کا (بہکم لا تقولوا دعنا) اتفاق ہے کہ آپ کی ذرہ بھر بے ادبی کفر سے خالی نہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ کی ذات باہر کائنات سے کائنات کو حیات ملی ہے۔ چنانچہ مفسر شہیر علامہ امام اسماعیل حنفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”فاذا قدم الى العالم صار العالم حيا ووجوده لا نه روح

جميع العالوق۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۵۲۸)

”پھر جب آپ نے جہان کی طرف قدم سے رحمت لڑو، پھر حیا تو اسے وجود حیا

کی دولت ملی۔ اس لئے کہ آپ تمام مخلوق کی روح و جان ہیں۔“

قلب عالم قبلہ پیر سید مر علی کو لڑوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اس صورت توں میں جان آکھیں

جانیں کہ جان بھان آکھیں

کج آکھیں تے رب دی شان آکھیں

جس شان توں شانیں سب بنزیاں

جان چہان اور روح حیات و مرکز حیات، در رسول ﷺ کی ذات باریکات ہے۔ تمام

بزرگان اسلام اس حقیقت کا اعتراف فرماتے ہیں کہ آپ ہی روح الامداد ہیں۔

اصل وجود

ہر فرقہ کے مسلم بزرگ عاشق رسول حضرت شیخ سعدی م ۶۹۱ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بلند آسمان میں قدرت چل

تو مخلوق و آدم بنو آب و گل

تو اصل وجود آدمی از تخت

دگر ہرچہ موجود شد فرع تخت

”بلند آسمان آپ کے مرتبے کے سامنے شرمندہ ہے آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم

ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ آپ کی ذات اول اور اصل موجودات ہے باقی جو کچھ

ہے وہ آپ سے ظاہر ہے۔“

ان اشعار کے تحت مولوی کاظمی چار حسین دہلوی دہلوی نے لکھا ہے۔

حدیث میں ہے میں نبی تھا اور آدم اس وقت مٹی کا چمکا تھے حدیث میں ہے سب سے

پہلے اللہ نے میر انور پیدا فرمایا۔ (بیستان طبع حاشیہ ص ۱۰)

اول ما خلق اللہ نوری (الحدیث)

”سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میر انور تھا۔“

رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

انا من نور اللہ و کلہم من نورى (فصوص الحکم اردو ص ۳۸)

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور وہ سب کے سب میرے نور سے ہیں۔“

(۲) ومن نورى خلق کل شیء

(مطالع السیرت ص ۱۲۹ اور ص ۲۲۱)

”اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو میرے نور سے پیدا فرمایا ہے۔“

(۳) غیر مقلد و ہابی (اہل حدیث) امام ابن جوزی کو اپنا امام گردانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔

ومن نورى خلق جميع الکائنات (المیلاد النبوی)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے۔“

کسی مومن مسلمان کو اس بات پر قلعہ کوئی شک نہیں کہ تمام کائنات کا صدور، اول المخلوق، حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس سے ہوا ہے لیکن بعض احادیث میں مجلس شرافت و کرامت کے لئے خصوصیت کے ساتھ تمام مومنوں اور کچھ غلاموں کا نام بھی ذکر ہوا چنانچہ آپ نے فرمایا۔

انا من نور اللہ و المومنون من فیض نورى

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹)

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سارے مومن میرے نور کے فیض سے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے بنایا ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے بنایا اور عمرو عاص کو ابو بکر رضی اللہ عنہم کے نور سے اور میری امت کے تمام مومن مردوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے نور سے اور تمام مومن عورتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نور سے بنایا ہے، پس جو کوئی مجھ سے اور ابو بکر و عمرو عاص رضی اللہ عنہم سے عقیدت نہیں رکھتا (فان من نور) اس کے لئے کوئی

نور نہیں "فخرت" "ومن لم يجعل الله له نفورا فاعاله من نور ترجمہ: اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا "اے عمر تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو مجھ پر کیا اور سات سو سال بعد میں وہاں سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو مجھ پر کیا وہ میرا نور تھا یہ بات میں فخر سے نہیں (بلکہ تعجب سے) کہتا ہوں" (پھر فرمایا) اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا مگر میرے نور سے بنایا لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے بنایا اور یہ بات میں فخر انہیں کہتا۔ یہ روایت مجاہد البخاری جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ پر عارف باللہ امام سید عبدالرحمن عیدروس کے حوالے سے عربی مہارت سے موجود ہے۔ ہمارے استاد محترم حضرت علامہ شیخ محمد ثین حبیبہ انجمن تہذیب المسلمین سیدی وسندی مولانا منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عربی عبارت نقل فرمائی ہے دیکھو ان کی کتاب مقام رسول مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

حضور ﷺ کے بغیر زندگی ناممکن

ہمارے آقاؐ نے نعمت، بیکسر رحمت، امام اہل سنت، حضور فرائی زماں علیہ الرحمہ راہم فرماتے ہیں کہ حضرت سید العالمین ﷺ کے بغیر کوئی فرد ممکن، موجود نہیں ہو سکتا، وجود نعمت ہے اور عدم اس کی ضد بل موجودات نعمت وجود کے حصول میں حضور پر نور ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہے۔ اسی آیت سے حضور ﷺ کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے، جیسا کہ تفسیر مراؤس البیان (ج ۲ ص ۵۲) و صاحب تفسیر روح البیان نے ص ۹۶ پارہ ۱ میں اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اس میں سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود، فروع سے پہلے ہوتا ہے، اس لئے ذات پاک سیدنا محمد

شیخ علیہ السلام کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل موجودات اور عالمین سے پہلے ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ پیدائش حضرت محمد عربیؐ شیخ علیہ السلام تمام موجودات عالم، اور عالمین سے پہلے ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۳)

سب کے لئے رحمت

شیخ الاسلام والاسلمین، حضرت علامہ سید فہیم الدین صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (حضور رحمۃ اللعالمین علیہ السلام سب کے لئے رحمت ہیں) کوئی جن یا اس مومن ہو یا کافر، حضرت لکن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے۔ ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اس کے لئے تاخیر عذاب ہوئی اور رخصت و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیے گئے۔ (خواص القرآن)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لئے رب العالمین اور اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رحمۃ للعالمین فرمایا، یعنی جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے۔ حضور ﷺ اس کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کے بغیر روایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا آپ کی رحمت مطلقہ عامہ، کاملہ، مثالیہ جو سارے جہانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ دائمی وابدی طور پر ان میں موجود ہے اور یہی اس سے نفع اٹھا رہے ہیں اور شاد و کام ہو رہے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی حوالی ۱/۱۳۶۹ نے لکھا ہے کہ رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محرم القسم مستفیض ہوتا چاہے اس کو کبھی کسی نہ کسی درجے میں ہے اختیار رحمت کا حصہ بخش جاتا ہے۔ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کے عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے لحاظ کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ پہلی اصحاب کے برخلاف، اس امت کے کافروں کو عام و متساوی عذاب

سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آفتاب رحمت کی ضیاء باری کو اگر کوئی شہرہ چشم نہ دیکھ سکے تو اس میں آفتاب کا تصور ہرگز نہیں بلکہ یہ تو چکاڑ کے اندھے ہونے کی دلیل ہے۔ آفتاب رحمت کی شعاعوں سے اپنے بیگانے بھی یکساں فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور ہورہے ہیں۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نظر چلے انعام دا مدنی دے فیض تمام دا
بخرا خواص عوام دا منکر نہ آیا کیا کراں

پہلا شبہ

پہلی آیت کے حوالوں اور دوسری آیت کے حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ پہلے حضور ﷺ کا نور تعلق ہوا اور آپ کے نور سے ہر شئی بنائی گئی تو کیا۔ ناپاک، طبعیت اور فاسق چیزیں اور کافر و شرک و غیرہ بھی آپ کے نور سے بنے ہیں۔ کیا یہ تصور موجب توہین نہیں ہے؟

شبہ کا ازالہ

اہم اہل سنت حضور قبلہ غزالی زماں رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوق آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے۔ جس طرح ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۃ الارض میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات۔ جملہ موالیہ اور جمہور اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا اور نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباح و نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زہری چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی تاجھرات، معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان، بطعوم و روائح، کھانا و شفا حرا، اچھی، بری بوسب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے مضر کا موجب نہیں۔ حالانکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور

اس لطافت کے مرتبے میں کسی اثر کو برا نہیں کہا جاسکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر انہیں قبیح، ناپاک اور برا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور خس چیزوں کا کوئی اثر حضور سید العالمین ﷺ کی ذات پر کیوں پڑ سکتا ہے؟ اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں جب ناپاک اور گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتی تو انوارِ محمدی ﷺ کی مقدس شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں سے اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیونکر متاثر ہو سکتی ہیں؟ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں (اور یہ حقائق اشیاء آپ کے نور سے ہی معرض وجود میں آئیں) لیکن حقیقت کسی کی نجس و ناپاک نہیں ہوتی۔ نہایتیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کھانا کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اس کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ، اناج، پھول اور پھل سبز یوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزاء فلیٹلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد، دل میں نہیں لاتے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ناپاکی کے اثرات صورتوں اور تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں۔ حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اس لئے کل مخلوق کا نور محمد ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا سبب نہیں ہے۔ (مقالات کاظمی)

دوسرا شبہ

شبہ یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحمت عالمین یعنی ماسوائے اللہ کو محیط ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کی رحمت سے کافر و مشرک یعنی بدترین لوگ بھی بہرہ ور ہیں تو دوسرے کے بعد جتنا عذاب کیوں ہوں گے؟

ازالہ شبہ

امام اہل سنت حضور قبلہ سیدی و مرشدی علامہ کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ اول تو علو رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں متفاوت (جدا) ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔

لا فرق بین المؤمن و الکافر من الانس و الجن فی

ذلک و الرحمة متفاوتة (تفسیر روح المعانی پارہ ۷۷)

”حضور ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں اس بارے میں مومن و کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر رحمت ہر ایک کے حق میں مختلف اور متفاوت ہے۔“ کہ ان کا جملائے عذاب ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضور ﷺ کی رحمت سے منہ پھیرا۔ ورنہ آپ کی رحمت میں کوئی کمی نقصان نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل رحمتیں ہر جسم پر عطا فرماتا ہے و سَمِیعٌ وَ شَهِیدٌ یعنی میری رحمت ہر شے پر پہنچتی ہے مگر اس کے باوجود بھی کفار جملائے عذاب ہوں گے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رحمان و رحیم ہونے میں کچھ فرق آئے گا؟ یا کُلُّ شَیْءٍ کے موم سے انہیں خارج سمجھا جائے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شے پر پہنچتی ہے۔ مگر بعض افراد اپنی عدم الہیت کی وجہ سے اس قائل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے قانکہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ (رحمت کا عام ہونا اور بات اور اس سے غلو قانکہ نہ اٹھانا اور چیز ہے کہ رحمت سے قانکہ نہ اٹھانا رحمت کے عموم کے منافی نہیں ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۶)

تیسرا شبہ

حضور ﷺ اپنے مخالفوں سے برسرِ پیکار رہے، ان سے قتل و قتال کیا اور ان کو در بدر کی ٹھوکروں پر مجبور کر دیا کیا یہ معاملات رحمت کے خلاف نہیں ہیں؟

تیسرے شبہ کا جواب

حضور پر نور سید عالم رحمۃ اللعالمین علیہ السلام نے اپنی ظاہری عمر مبارک کے چالیسویں سال میں اظہار نبوت فرمایا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اس دعوت کی صداقت کے لئے لوگوں کے منہ مانگے معجزات دکھائے۔ اپنی پیروی کرنے والوں کو رضائے الہی و جنت کی بشارت دی۔ آپ کے اس اعلان حق کو سن کر اہل مکہ پر اقرب و خستہ ہو گئے اور ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی۔ سوشل بائیکاٹ کر کے آپ کو منہ خانہ ان کے شعبہ اہل طالب میں محصور کر دیا اور صلہ ہستی سے ملانے کا عزم بالجزم کر لیا۔ آپ کے غلاموں کے ساتھ بھی وہی رویہ اپنایا جو انسانیت کے سراسر خلاف تھا۔ بالآخر آپ نے اپنے غلاموں کو مکہ مکرمہ چھوڑ دینے اور جھٹے اور اس کے بعد مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دیا۔ آپ کے مخالفوں نے موقع فتنہ جان کر آپ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ان کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کو اپنے بستر پر بٹہ کا حکم دے کر خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ان کی سربراہی میں عاتق ثور میں تین شب و روز قیام فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کے مخالفوں نے مدینہ منورہ میں بھی آپ کو چھین سے نہ چیلنے دیا اور ابھی دو سال بھی مکمل نہ ہوئے کہ ابو جہل کی سربراہی میں ایک لشکر جرار مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے پہنچ گیا۔ جس کے نتیجے میں غزوہ بدر پیش آیا اس کے ایک سال بعد غزوہ احد کا سانحہ کافروں نے کھڑا کر دیا۔ اسی طرح ستائیس غزوات کئے بعد دیگرے سامنے آئے اور صرف ۹ میں قتال وقوع میں آیا۔

سیرت رسول عربیؐ تاریخ اسلامی کا ہر قاری جانتا ہے کہ بانی اسلام رحمۃ اللعالمین علیہ السلام کے غزوات و سرایا محض دفاعی و حفاظتی مذاہر کے پیش نظر سامنے آئے۔ ان کی ابتداء مسلمانوں نے نہیں بلکہ اسلام دشمن طاغوتی طاقتوں نے کی اسے باوصیائیں ہمسار اور دو تہہ۔ یعنی یہ تمام جنگیں خود کافروں کی ساختہ پڑاوت ہیں اور ہمارے پیارے نبی

ﷺ نے محض دفاع کیا اور حفاظتی تدابیر اختیار فرمائے، وقار و حفاظت رحمت کے قلعہ منافی نہیں، مہوڑی کی طاقت ختم کر دینا رحمت ہے۔ ظالم کو سزا ملنا رحمت ہے۔

سانپ کو مار ڈالنا رحمت ہے، چوہ، ڈاکو، زانی، بد معاش اور فساد برپا کر دینے والے کو سزا دینا ظلم نہیں رحمت ہے اور ان کے حدود جبر سے بچنا بچانا کسی کے نزدیک بھی ظلم نہیں بلکہ رحمت ہے۔ لہذا ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے یہ اقدامات بھی یقیناً رحمت تھے، یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ بنو عامر کے دو شخص جن کے ساتھ رسول ﷺ کا عہد تھا، مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو قتل کر دیا اللہ کے رسول ﷺ نے مطالبہ دیت کے لئے بنو نضیر سے مدد مانگی، انہوں نے جواب دیا تشریف رکھیں ہم مشورہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے یہودیوں نے بجائے مدد دینے کے یہ مشورہ کیا کہ دیوار کے اوپر سے آپ پر پتلی کا پاٹ گرا دیں، آپ ان کی نیت بد پر مطلع ہو گئے اور فوراً مدینہ منورہ تشریف لائے اور حکم الہی اس عمل بد کی ان کو سزا دینے کی تیار فرمائی، بنو نضیر کو جلا وطن کر دیا مگر ان کو یہ اجازت بخشی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں، چنانچہ وہ اپنے اسوئل کے کرخیہ میں شام کی طرف چلے گئے۔ بنو نضیر کو آپ نے معاف فرما دیا اور وہ اپنے گھروں میں حشمت رہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کا ہر اقدام رحمت ہی رحمت تھا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مراویں غریبوں کی مدد لانے والا

وہ اپنے پرانے کاظم کھانے والا

صحبت میں غیروں کے کام آنے والا

قیسری آیت

اللہ جل جلالہ تعالیٰ جل شانہ کا حکم برحق ہے کہ

قُلْ اِنْ صَلَّيْتُ وَاسْتَيْسَرْتُ وَاسْتَيْسَرَ لِيُؤْتِيَ مَالِي لَوْلَا رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ لَكُنْتُ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾

شَرِيكَ لَّهِ تَعَالَى لَكَ اَوْزُنٌ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ (الانعام)
 ”اے حبیب فرما دیجئے بے شک میری نماز اور میرا حج قربانی (سب عبادات)
 اور میرا جینا اور (اس دنیا سے) پردہ کر جانا اللہ ہی کے لئے ہے جو وہ ہے ہمارے
 چنانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے
 پہلا مسلمان ہوں۔“

اس آیت کے آخری جملے سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول اکرم نور مجسم خاتم
 المرسلین ﷺ تمام مسلمانوں یعنی اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں فرشتوں، جبروں، جنوں،
 انسانوں، عرش و کرسی لوح و قلم یعنی ہر چیز سے پہلے اللہ کو ماننے والے ہیں آپ کا سب سے
 پہلے مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب سے اول ہیں۔“

اگر آپ ﷺ کو ساری مخلوق سے پہلے نہ مانا گیا تو پھر جو کوئی تخلیق میں آپ ﷺ
 سے اول ہوگا۔ اول مسلمان ہونے کا اصلی حقدار بھی وہی قرار پائے گا، حالانکہ قرآن مجید کی
 آیات اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ قدرت الہی کے شاہکار اول آپ ہیں اور
 نور الہی کا جلوہ اول آپ کی ذات گرامی درجات ہے اور آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ
 تعالیٰ کی توحید کا اقرار فرمایا اور سب سے پہلے اس کی عبادت میں سرگرم عمل ہوئے۔ آپ کو
 نور الہی کا جلوہ اول ماننا قرآن پاک کی آیت تو آیت قرآن مجید کے کسی ایک جملے کے
 معانی بھی نہیں بلکہ قرآن علی الاطلاق آپ کی اولیت و نورانیت کو بیان فرماتا ہے چنانچہ
 آیت مندرجہ بالا کے تحت صاحب تفسیر عرأس البیان جلد ۸ ص ۲۳۸ پر ارکام فرماتے ہیں:

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اشارة الى تقدم روحه وجوهه
 على جميع الكون

اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی روح پاک اور ذات
 اقدس تمام کائنات سے پہلے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کو مانتی ہے چنانچہ
 قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَئِكَ اسَلَّمْتُ مِنْ رَّبِّي اِلَّا تَهْتَفِ (آل عمران: 83) اور

اللہ کیلئے اسلام لانے دو سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ لیکن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کیلئے اسلام لانے والے انہوں نے قرآن مجید سے پیارے رسول ﷺ کو ہی تو ثابت ہوا کہ آپ تخلیق کے لحاظ سے بھی زمینوں و آسمانوں میں بسنے والی تمام مخلوق سے پہلے تھے۔ آپ کی ذات خود صفات پر، اَوَّلُ التَّسْلِيَةِ، کا اطلاق اس وقت صحیح قرار پانے کا جب آپ کو سب سے پہلے مان لیا جائے اور اس حقیقت کا انکار منصف مزاج سے ہرگز منظور نہیں چنانچہ دیوبندی حضرات کے مفسر شہیر علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کو لکھنا چاہا کہ عموماً مفسرین و اَوَّلُ التَّسْلِيَةِ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اَوَّلُ التَّسْلِيَةِ ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث ”مکت نبیا و آدم بین الروح و الجسد“ (یعنی میں اس وقت ہی تھا جب آدم روح و جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۳)

چوتھی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکما فرمایا۔

قُلْ لِلّٰهِ اُذُنٌ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ (الانعام: ۱۳)

”فرما دیجئے (اے حبیب) مجھے حکم دیا گیا یہ کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔“

امرت، ماضی مطلق مجہول سے واحد شکم کا مینہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کو یہ حکم بہت پہلے کسی اور جہان میں دیا گیا اور آپ وہاں سب اسلام لانے والوں سے پہلے اسلام لا کر اول ہوئے۔ چنانچہ عارف باللہ امام احمد بن محمد مالکی المتوفی ۱۲۳۱ھ فرماتے ہیں۔

فہو اول المسلمین علی الاطلاق (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۷)

یعنی حضور اکرم ﷺ پر ہمیشہ ﷺ علی الاطلاق تفسیر کسی قید و حد کے اول المسلمین ہیں۔ یعنی تمام مخلوق سے پہلے آپ کی جلوہ گری ہوئی تھی۔

پانچویں آیت

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے حبیب آپ اعلان فرمادیں۔

وَأَمِزْتُ لَإِنْ أَكُونُ أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ (الزمر)

”اور مجھے حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار۔“

مفتی احمد یار خان صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں کہ ”صوفیا (اہل اللہ) فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور ﷺ عابد ہیں آپ ولادت شریفہ سے پہلے بھی عالم ارواح میں بھی عابد تھے۔“ (انوار العرفان)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے کہ چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

چھٹی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ۝ (الزمر)

”اے حبیب آپ فرمائیں اگر زمین کی کوئی لولہ موتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا۔“

حکیم امت حضرت مفتی احمد یار خان اپنی مختصر تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں میں اوّل اللہ العزیز ہیں کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت نور محمدی ﷺ نے کی ہے۔ (انوار العرفان ص ۷۸۹)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ۔
(حضور ﷺ) نے فرمایا میں اوّل اللہ العزیز ہونے کے باوجود کسی ہستی کو اس کے اولاد میں ماننا تو تم کوں سے اللہ کا حق ماننے والے ہو۔ (تفسیر عثمانی ص ۶۳۲)

غیر مقلدوں کے مولوی داؤد و سادات غیر مقلدیت کے جنگل سے بھاگ کر عثمانی صاحب

کی تخلیق کرتے ہوئے مندرجہ بالا عبارت کو اپنی تفسیر میں لکھ کر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اَوَّلُ الْغُیُوثِ ہیں (تفسیر گز کا نوی ص ۵۹۳)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو معبود برحق کی عبادت کرنے میں اول ہے یقیناً وہ خلقت میں بھی اول ہے اس لئے تو ترجیحاً غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان کو حق کا ساتھ دیتے ہوئے لکھنا چاہا۔

بِذَاءِ اللَّهِ الْخَلْقِ بِالْغُورِ الْمَحْمُودِ

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی ﷺ سے فرمائی ہے۔“

(ہدیۃ الہدی حصہ اول ص ۵۶)

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ جل وعلا نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے۔

أَلَمْ تَكُنْ خَلْقَكَ صَلَاتِكَ ۝ (الأنشراح)

” (یا رسول اللہ ﷺ) کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو۔“

امام راغب اسلمانی متوفی ۵۰۲ھ صدر کا معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

صدر، الصدر، الجوارحۃ ثم استعير للمقدم الشیء

صدر کا معنی ہے کھولنا، پھر برہنہ کی ابتداء کے لئے استعمال ہوئے لگا۔

(الصدر، مص، اعلیٰ، مقدم کل شئی، اول کل شئی) (الصدر مصدر سے

معنی نکل، ہر چیز کا شروع ہر چیز کا اول۔

مناظر اسلام علامہ محمد عمر اجمرونی رحمۃ اللہ علیہ نے عیاس نور میں بحوالہ شرح ہدا

الامالی، الامام علی نقاری نقل کی رحمۃ اللہ علیہ اتمام فرمایا ہے کہ

الم نشرح لك صدرک و صدر الشیء ایضا اولہ ففی

التعبیر بہ ایحاء الی انہ اول الرسل وجودا لما انہ آخر

ہم شہودا علی ماورد اول ماخلق اللہ نوری او روحی

کہ انبیاء کرام کے وصال کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔

(کتاب الروح، فیما قرآن ج ۳ ص ۵۸۴)

(۶) ایضاً ہی سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربیؐ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۷) فتنہ کوئی سے ثابت ہوا کہ سرکارِ ابدِ قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بخت کے بعد جملہ انبیاء کرام آپ پر ایمان لا کر آپ کی مدد کر رہے ہیں۔ جو کوئی انبیاءِ عظیم السلام کی حیاتِ ایمان و نصرت کا منکر ہے۔ سوائے اللہ وہ انہیں نبی نہیں مانتا بلکہ ان معصوموں کو ماسخ بنانے پر تلا ہوا ہے۔

وعدہ کہاں لیا گیا تھا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ وعدہ تمام انبیاء کرام سے ایک ہی مقام پر لیا تھا قرآن ثابت کرتے ہیں کہ اس وعدے کی محفلِ عالم ارواح میں منعقد ہوئی تھی۔

ابن مردود یہ ابن مہاس سے مخرج انہوں نے فرمایا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ منیٰ اخذ میثاقک آپ کا بیٹاق کب لیا گیا۔ فرمایا "و آدم بین الروح والجسد" جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔ (در مشورج ۵ ص ۱۸۳ مقام رسول ص ۲۱۰) ہمارے مرشد امام اہل سنت فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام سے یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۱)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت بھی قولِ سابق کی مشیر ہے۔

خصوصیت النبی ﷺ یکو نہ اول النبیین فی الخلق و

مقدم نبوتہ و اخذ الميثاق علیہ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳)

اس میں آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ فی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے اور

آپ کو نبوت پہلے ملی اور آپ کے لئے جنت کی محفل منعقد ہوئی۔ یعنی یہ قیام معاملے عالم اجسام سے پہلے کے ہیں۔

مقام یشاق اور وہابی

مولوی اشرف علی تھانوی ریح بنوری وہابی نے لکھا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جاتا قرآن مجید میں صریح ہے۔ اور محل (جگہ) اس عہد کا۔ عالم ارواح ہو۔

(بیان القرآن علی ہامہ)

مولوی عبدالماجد دیا آبادی وہابی، تفسیر مابعدی ج ۱ ص ۱۳۵ میں لکھتے ہیں۔

أَحْكَمَ اللَّهُ وَبَيَّنَّاهُ الْكَسْبَ۔ یعنی ارواح انبیاء سے عہد لیا، عالم ارواح میں اس ناسوتی دنیا سے قبل۔ غیر مقلدوں کے گھر کے ایک فرد میاں عبدالرشید صاحب مرحوم لکھتے ہیں قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے اس وقت دو عہد لئے جانے کا ذکر ہے جب وہ ابھی وجود خاکی میں نہیں آئے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء روز اول سے الگ گروہ ہیں۔ (نور بصیرت)

مرئی ارواح

حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک اس جہان میں تمام نبیوں میں روحوں کی تربیت فرمانے والی اور ان پر علوم الہیہ کو پہنچانے والی تھی۔

و بعضی عرفا کفایت اند کہ روح شریف و عی ﷺ نبی

بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح مے کر دچنانکہ

دریں عالم بہ جسد شریف مریں اجساد بود بہ تحقیق

ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد (واللہ اعلم)

(فتح المصنعات ج ۳ ص ۲۴۳)

”بعض عرفا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک عالم ارواح میں نبی

تھی۔ اور روحوں کی تربیت کرتی تھی، جس طرح آپ اس عالم میں جسد شریف سے مرئی اجساد ہیں اور یہ حقیقت سے ثابت ہے کہ عالم اجساد سے پہلے ارواح پیدا ہو چکی تھیں۔“

محقق علی الاطلاق برکت رسول فی الہند امام الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارغام فرمایا ہے کہ احادیث میں مروی ہے کہ جب نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا گیا اور آپ کے نور سے تمام انبیاء کے انوار نکالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ ان انوار کی جانب نظر فرمائیے۔ جب حضور ﷺ نے ان پر نظر فرمائی تو ان کے انوار پر آپ ﷺ کا نور غالب آ گیا اور سب کے نور مائع پڑ گئے وہ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ یہ کس کا نور ہے۔ جس کے سامنے ہمارے نور مائع پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے (حبیب حضرت محمد ﷺ) کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لے آؤ تو ہم تمہیں نبوت کے منصب پر فائز کریں گے۔ سب نے عرض کیا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَشَرِ) میں اظہر من الشمس ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳) امام الکاشغری سید الدقیق الشیخ الاکبر فتوحات کبریہ جلد سوم، باب ۸۲ ص ۱۷۶ پر فرماتے ہیں کہ مروجہ روایات آقائے کائنات کا کلام ﷺ بھری نبوت سے پہلے بھی موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم کا جسم تیار کیا جا رہا تھا۔

فتوحات کبریہ کے بارہویں باب ص ۱۸۵ پر فرمایا ہے۔ طالب حقیقت کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے۔ جب ارواح محصورہ کو پیدا کیا گیا جو زمانے میں تمام اجسام کی تدبیر کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت معلومہ کی تعیین کے لئے نفل کی حرکت کے وقت حاصل ہوتا ہے اور زمانے کی حرکت سے بھی پہلے اپنی حقیقت کو ظاہر فرمانے کی خاطر جس مدد کو پیدا کیا وہی رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک ہے۔ اس کے بعد نفل کی حرکات کے وقت اور ارواح کا صدور ہوا ان کا وجود عالم غیب میں تھا اور

عالم شہادت میں موجود تھے۔ (۲) فتوحات مکہ جلد سوم باب ۳۳ ص ۶۳ پر فرمایا۔
 سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہماری رگوں کی اصل ہیں پس آپ روحانی لحاظ سے اولین
 باپ ہیں جیسے کہ جسمانی لحاظ آدم اولین باپ ہیں اور رسالت کے لحاظ سے نوح علیہ السلام
 اولین باپ ہیں جنہیں سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجا گیا ان سے پہلے نبی تھے، ہر ایک
 اپنے رب کی طرف سے شریعت پر تھا۔ (جواہر النجاشی ص ۳۹۱)

کسی عارف باللہ و عاشق رسول اللہ ﷺ نے کیا خوب استحضار کیا ہے۔

راست کو اے آفتاب جملہ نور از کجا ملک تو فرمودی ظہور
 من بظاہر گرچہ آدم زادہ ام در حقیقت جدود الادہ ام
 ”اے تمام نوروں کے آفتاب (مرکز) یہ تو بتاؤ کہ آپ کس ملک سے تشریف
 لائے ہیں (آپ نے فرمایا) ظاہر میں اگرچہ میں آدم زادہ ہوں حقیقت میں اس
 کی اصل وہیاد ہوں۔“

مرکارا علی حضرت علی المرتضیٰ والبر کہ فرماتے ہیں۔

ان کی نبوت ان کی اہوت ہے سب کو عام
 ام البشر میں انہیں کے پیر کی ہے
 ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے گل
 اس گل کی یاد میں صدا الہی البشر کی ہے

غیر مقلدوں نے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کو شاعر رسالت محمدیہ ﷺ مان لیا
 ہے۔ علامہ مرحوم حضور ﷺ کو ازادانِ جزدگل کی ولایت کش صفت سے یاد کر کے ارتقام
 فرماتے ہیں۔

گنت ہاست زدنایے شام دو صندوق طاعت و طیب و نساء
 گر ترا ذوق معانی رہناست بکھتہ پشیدہ در حرف شامت
 یعنی آن شمع شبتان وجود بجز وہ دنیا و باز دنیا نہ نبود

جلوہ او قدسیان را سینہ سوز بود احمد آب و گل آدم هنوز

(اسرار و رموز)

”رازدان جزو گل نے امت کو فرمایا تمہاری دنیا سے طاعت، طیب اور نساء کو پسند کرتا ہوں اگر تمہیں ذوق معانی، راہنما ہے، تو حرف شامیں نکلتے پوشیدہ ہے یعنی وہ شہستان وجود کے نور دنیا میں آئے ہیں، دنیا سے نہیں ہیں، اس کا نور قدسیوں کے سینے کو گرما رہا تھا۔ آدم اس وقت آب و گل میں تھے۔ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین۔“

علامہ مرحوم جاوید نامہ ص ۱۵۰ پر عہدہ کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عہدہ از فہم تو بالا تراست	زانکہ او ہم آدم و ہم جو ہر است
جو ہر او نے عرب نے انجم است	آدم است و ہم از آدم اہم است
عہدہ ہر است و ہر از عہدہ است	ماہرہ رنگم او بے رنگ و بوست
عہدہ با ابتدا بے انتہاست	عہدہ را صبح و شام ما کھا است
کس ز سر عہدہ آگاہ نیست	عہدہ جز سر الا اللہ نیست
وہا پیدا نہ کردہ و نہ دیت	جانہ بینی از مقام باریت

شعروں کا خلاصہ یہ ہے کہ عہدہ فہم سے بالاتر ہے کیونکہ وہ آدم بھی اور جو ہر بھی ہے وہ جو ہر عربی ہے نہ گنجی آدم ہے اور آدم سے بہت پہلے بھی عہدہ دہر ہے اور ہر عہدہ سے ہے ہم سب رنگ والے ہیں عہدہ بے رنگ و بو ہے عہدہ کی ابتدا ہے انتہا نہیں عہدہ کی کوئی صبح و شام نہیں عہدہ کے راز سے کوئی آگاہ نہیں عہدہ لا اللہ کے راز کے سوا کچھ نہیں ان تہیوں سے مقصد ظاہر نہ ہوگا جب تک مقام باریت کو نہ سمجھو۔

وہابیوں کا عقیدہ

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرستہ دہلوی لکھتے ہیں۔

جب ذات باہمکات محمدی علیہ السلام منصرف بالذات بالذات ہوئی اور انبیاء باقی

موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والدہ معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بجز اولاد معنوی کے۔ (تخصیر الناس ص ۱۷)

دیوبندیوں کے مولانا غازی صاحب لکھتے ہیں۔ بس باعتبار جسم اطہر کے اگر چہ آپ اولاد آدم ہیں لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں۔

(اشہاب اثنا عشر ص ۵۳)

غیر مقلدوں کے مشہور عالم مولوی وحید الزمان حیدر آبادی متوفی ۱۳۳۸ھ لکھتے ہیں۔

بدء الله سبحانه الخلق بالنور المحمدي ثم بالماء ثم خلق العرش على الماء ثم خلق الريح ثم خلق النون و القلم واللوح ثم خلق العقل فالنور والمحمدي مادة اوليه لخلق السموات والارض و ما فيها (ہدیۃ الہدی ص ۵۶)

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی ﷺ سے فرمائی پھر پانی و عرش و ہوا، وابت قلم و لوح اور عقل کو بنایا پس آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نور محمد ﷺ ہے۔“

ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور مقدس کو پیدا فرمایا اور انبیاء کرام کے نور اور روح اور دیگر اشیاء کو آپ کے نور پاک سے بنا کر کائنات برک و بجا اور نظامِ حق کو ظاہر فرمایا

وهو خالق كل شيء جل جلاله

نویں آیت

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ يَا مُحَمَّدٌ لَئِنْ رَأَيْتُمْ
وَمُوسَى وَهَارُونَ مَرْثِيَةً كَأَخْلَانَا وَنَحْنُ نَحْنُ كَأَخْلَانَا ۝

”اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب ہم نے (مخلیج رسالت پر) نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور روح اور ایمان ہم سے اور مرثیہ کے لیے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے

پہلے مہد لیا۔“ (الاحزاب)

فیاء است محمد یہ حضرت علامہ سید محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔
(اس آیت میں) اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تمام
انبیاء کے بعد ہوئی، لیکن تخلیق میں اولیت کا شرف حضور خیر الاولین والآخرین ﷺ کو ہی
حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جب اس آیت کا مطلب
پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

كنت اولهم في الخلق و آخرهم في البعث "یعنی پیدائش میں، میں سب
سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد ہوں۔ (فیاء القرآن ج ۳ ص ۱۶)

تفسیر بالحدیث

اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول معظم نور مجسم ﷺ کا
ذکر فرمایا ہے اور یہ اولیت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ خلقت میں بھی تمام انبیاء کرام سے
اول ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں خود سرور کشور رسالت ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ نے فرمایا: **وَإِنَّا آخِلُونَ**
بِهِنَّ النَّبِيُّنَ وَبِئْسَ أَقْبَلُهُنَّ کو پڑھ کر فرمایا۔

كنت اول النبيين في الخلق و آخرهم في البعث
(دلائل النبوة ج ۱ ص ۳۲)

”میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں ان کے بعد
ہوں۔“

حافظ ابن کثیر دمشقی نے اپنی تفسیر و تاریخ میں متعدد جہاں بالا حدیث شریف کے آخر میں
یہ جملہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **بِئْسَ أَقْبَلُهُنَّ** یعنی قبیلہم یعنی بیانات انبیاء میں میرا
ذکر پہلے کرنے کی وجہ یہی ہے کہ خلقت میں ان سب سے اول ہوں۔ حافظ ابن کثیر اپنی
تاریخ میں لکھتے ہیں حدیث الثابتہ واریح یعنی یہ حدیث بہت ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔ امام قاضی

عیاض وحدت علامہ ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے حدیث شریف معراج بابا کو بغیر کسی تنقید کے روایت کر کے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۵۵، خطاب ج ۱ ص ۱۵۳) مولوی شبیر احمد عثمانی دبی بندی نے آیت معراج بابا کے تحت لکھا ہے۔

یہ پانچ خطبہ جن کے نام یہاں خصوصیت سے لئے، اولوالعزم خطبہ کہلاتے ہیں ان کی جامعیت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے اور ہے گا، ان میں پہلے نام ہمارے نبی ﷺ کا ہے حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے مگر وجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں اور جو بھی آپ کا عالم فیہ میں سب سے مقدم (پہلے) ہے۔ کما ثبت فی الحدیث۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۳۳)

اعمال اسلام اور مفسرین کرام نے قرآن پاک کی اس آیت سے اور حدیث کے حوالے سے یہ بات اطلاع فرمائی کہ حضور پر نور ﷺ اول المخلوق ہیں چنانچہ امام علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علاؤ الدین محمد الخازن متوفی ۷۳۱ھ حراہم فرماتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی فضیلت و تعظیم کے لئے آپ کا ذکر پہلے کیا ہے اور اس وجہ سے بھی جس کو امام بغوی نے ہاماد ثعلبی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اول ہوں اور تشریف آوری میں ان کے بعد ہوں، حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک میں ہے۔

وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (الانبیاء)

اس لئے اس نے حضور ﷺ کا ذکر پہلے فرمایا۔ (خازن ج ۳ ص ۴۸۳) تنقیدی وقت علامہ تاجی ثناء اللہ عثمانی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں حضور ﷺ کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے دوسرے خطبہوں کے ذکر سے پہلے آپ کا ذکر (بطور خطاب) کیا گیا اس تقدیم ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، کہ پیدائش کے آغاز کے لحاظ سے میں جب لوگوں سے مقدم ہوں اور بخت و نبوت کے لحاظ سے سب کے بعد آیا ہوں۔

رواہ سعد عن قتادہ مرسلًا و لکن رواہ البغوی عن قتادہ عن

الحسن عن ابی ہریرہ متصلًا (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۸۷)

(بروایت بغوی) قتادہ نے (حدیث مذکور کے بیان کرنے کے بعد کہا یہی مضمون ہے آیت) وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ کہ اس میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر نوح ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ سے پہلے فرمایا ہے۔ لیکن سعد اور ابو نعیم نے علیہ میں مسرور بن جبر بن سعد کی وساطت سے بروایت ابو الجعد عا اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس کی روایت سے حدیث مذکور کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان (کشاکش میں) تھے۔

مقام میثاق

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی چشتی لکھتے ہیں۔ قسمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسم کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے میثاق (نہوت کا) لیا گیا۔

کَمَا قَالَ لَعَالَى إِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَؤُونَ لَوْحٍ

روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر رضی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق

تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں اخذ میثاق (یعنی عہد لینا) تو بھینا موقوف ہے۔ وجود اور نہوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مسند (موافق) ہے نہ محض تھانوی صاحب چشتی روایت کے تحت لکھتے ہیں اور اوپر قسمی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جاتا مذکور ہے۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت امام جلال الدین سیوطی نے درج ذیل حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

نمبر (۱) ابن مردیہ ابن عباس سے تخریج کہ ابن عباس نے فرمایا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جانشین کب لیا گیا فرمایا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۲) ابن سعد نے اخراج کیا کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ سے کب خیر طلب کی گئی فرمایا جب محمد سے وعدہ لیا گیا اس وقت آدم دوح اور جسم کے مابین تھے۔

نمبر (۳) ہزار اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی وخرج کہ ابن عباس نے فرمایا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم دوح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۴) امام احمد اور بخاری جارج میں طبرانی اور حاکم باقہ صحت اور ابو نعیم اور بیہقی دلائل میں بیہرہ سے راوی ہیں کہا، خود میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا اس وقت جب آدم دوح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۵) حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا بارگاہ سرکار میں عرض کیا گیا آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہے؟ فرمایا ابھی آدم کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی۔

نمبر (۶) ابو نعیم مناہجی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کب سے نبی بنے ہیں؟ فرمایا اس وقت سے کہ جب آدم گارے میں تھے۔ (یعنی ان کے جسم کے لئے گاماتیار ہو رہا تھا)۔

نمبر (۷) ابن سعد، ابن ابی الجعد عاصی وخرج ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی بنے؟ فرمایا حضرت آدم کی خلقت سے پہلے۔

نمبر (۸) ابن سعد مطرف سے وخرج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا جب آدم دوح اور گارے کے درمیان تھے۔

نمبر (۹) ابن ابی شیبہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب فی اذ آخذ فی الایہ پڑھتے تو فرماتے بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تعریف لانے میں آخروں

نمبر (۱۰) ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں فی اذ آخذ فی الایہ فرمایا کہ ہمارے لئے یہ

ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب کے بعد

نمبر (۱۱) حسن بن ابی علیان اور ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ اور ابو نعیم و لاکل میں راویوں
وہابی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ
حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَإِذَا أَخَذْنَا** (الایہ) میں راوی ہیں کہ آپ نے
فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں اور بعثت میں ان سے آخر ہوں اسی لئے ان سے پہلے
میرا ذکر ہوا۔ (مقام رسول ص ۲۱۰ تا ۲۱۲ بحوالہ تفسیر در منثور ج ۵ ص ۱۸۳ مطالع
اسرار ص ۱۲۱، ۲۳۰)

نمبر (۱۲) حضور ﷺ نے فرمایا کتب اول ہم خلقت و آخر ہم بعثت۔ خلقت
میں ان سب سے اول ہوں بعثت میں ان کے بعد۔

(مقام رسول ص ۲۱۲ روح البیان ج ۵ ص ۲۲۱)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ
سرور کون و مکان ﷺ نے دوران گفتگو کر یہ فرمایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یہ گریہ و زاری کیسی؟ جبکہ
باری تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں آپ کو ایسا مقام رفیع حاصل ہے کہ اس نے آپ کو جملہ انبیاء
سے بعد میں مبعوث فرمایا لیکن آپ کا ذکر خیر سب سے پہلے نثر فرمایا۔ جیسا کہ اس آیت
میں ہے۔ **وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ** وَبَيْنَ أَيْدِيهِمْ (الایہ) میرے ماں
باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی فضیلت اس درجہ ہے کہ جہنم میں عذاب
پانے والے روزئی بھی یہ خواہش کریں گے کہ انہوں نے آپ کی پیروی کی ہوتی اور یوں
پکاریں گے۔ **سَلِّبْنَا** اطعنا اللہ و اطعنا الرسول ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا
اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ
نے فرمایا کہ میں پیدائش میں جملہ انبیاء سے مقدم پہلے ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب

میں آفریں اسی لئے مذکورہ بالا آیت میں آپ کا ذکر نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے پہلے فرمایا گیا۔ (جواہر انکار اردو ج ۱ ص ۵۵، ص ۵۶)

مستدرجہ بلا دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں لیکن دنیا میں آپ سب انبیاء کے بعد آخری نبی بن کر تشریف لائے ہیں یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

دوسری آیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ بُنَيِّكَ أَيْمَانَ مِمَّنْ شَرَحْنَا لَكَ وَأَقَامُوا الْكُفَّةَ
عَلَىٰ أُنْفُسِهِمْ ۖ أَفَلَا تُؤْمِنُونَ ۚ قَالُوا بَلَىٰ ۖ شَهِدْنَا ۚ أَنْ تَقُولُوا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ ۚ (الاعراف)

”اور یاد کیجئے (اے محبوب) جب آپ کے رب نے بنی آدم کی قیاموں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کی جانوں پر انہیں گواہ بنایا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں (یقیناً تو ہمارا رب ہے) ہم نے گواہی دی (یہ اس لئے) کہ قیامت کے دن تم کہنے لگو ہم تو اس سے بے خبر تھے۔“

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو ایک گزشتہ واقعہ یاد دلایا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کو اپنے محبوب سے منسوب فرما کر ان کی عظمت کو بلند فرمایا ہے۔ یہ وعدہ اَلشَّكُّ کے نام سے دنیائے اسلام میں مشہور و معروف ہے۔ اس وعدہ میں اللہ تعالیٰ نے جملہ بنی نوع انسان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا ہے۔ احادیث میں یہ شہادت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کے اقرار کے لئے اَلشَّكُّ والے معاہدے میں بھی ہمارے نبی ﷺ سب سے اول رہے چنانچہ امام اہل سنت غزالی زمان سیدی و مرشدی قبلہ کاظمی کریم رحمہ اللہ فرماتے ہیں تمام نفوس بنی آدم سے پہلے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات قدسی نے جلی کہا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف فرمایا اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور

ﷺ کے اقرار کے بعد اقرار کیا اس واقعہ کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں جلوہ گر ہو چکی تھی۔

یعنی آپ کی ذات باہر کات ﷺ نہ صرف جلوہ گر ہو چکی تھی بلکہ اپنے معبود کی معرفت حاصل کر چکی تھی اس لئے تو سب سے پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا اعلان فرمایا اپنا نچہ قاری محمد طیب دیوبندی قاسمی نے لکھا ہے کہ عہد آئین میں جب کہ ساری نوع بشری سے سوال کیا گیا۔ آئین پر بیٹھ کر کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب ایک دوسرے کا منہ بٹکنے لگے سب سے پہلے جس نے ہنسی کر اقرار دی ربوبیت کیا وہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہی کی ذات باہر کات تھی جن کی صدائے حق سن کر سب نے ہنسی کی آوازیں لگائیں کہ کیوں نہیں جھٹک آپ ہمارے رب ہیں جس سے واضح ہے کہ آغاز بشریت کے وقت حضور ہی عالم بشریت کے مسلم اول اور اس کی معرفت دیوبیت کے مربی تھے۔ (آفتاب نبوت ص ۸۴)

ابو اہل تقان کی انالی کے ایک جزو میں اہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا؟ حالانکہ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم بیثاق) میں لگایا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے اول (جواب میں) ہنسی کر ﷺ نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ (مشکوٰۃ ما یمان باللہ)

غیر مقلدوں کے جواب مدنی حسن بھوپالی مدنی ۷۰۱۳ھ لکھتے ہیں سب سے پہلے آپ ہی سے بیثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے آئین پر بیٹھ کر جواب میں ہنسی کہا۔ اعجاز۔

”میں“ روح نے کہا یا جسم نے

سوال: یہ بات مشہور ہے کہ روزِ آئندہ روحوں نے بتلی کہا تھا یہ بات کس حد تک درست ہے؟
جواب: لوگوں کی یہ بات کہ روزِ آئندہ روحوں نے بتلی کہا تھا بالکل غلط ہے حضور پر نور ﷺ کا ارشاد جس کو امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا ”فما تخرج منه ذریۃ“ اور دوسری روایت میں ہے کہ ”فما تخرج من صلبہ کل ذریۃ اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے ”سقط عن ظہرہ کل نسمة ہو خالقہا من ذریۃ اور حضرت ابو دواء کی روایت میں ہے ”اخرج ذریۃ بیضا یعنی چاروں روایتوں میں وہی لکھ ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ ذریۃ ہے جس کا معنی ہوتا ہے اولاد اور نسل کا معنی مردم ہے صاف ظاہر ہے کہ روح اور چیز ہے اور ذریۃ نسل اور چیز۔

اور روحوں کا ان کے والدین میں نہ رکھا جاتا بھی بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے چنانچہ سیدنا علی بن ابی طالب کا ارشاد گرامی ہے۔

ثم بعث الله اليه ملكا باریع کلمات فیکتب عمله واجله

ورزقه و شقی او سعید ثم یطبع فیہ الروح (متفق علیہ)

خلاصہ یہ ہے کہ احتقر اور حمل سے چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار ہاتھیں لگنے کے لئے بھیجتا ہے عملِ رزق موت، بخشی ہے یا دوزخی، پھر اس میں روح پھونگی جاتی ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی روح اس کے باپ یا پ کے جسم میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے اپنے بدن میں اس وقت پھونگی جاتی ہے جب وہ چار ماہ اپنی ماں کے شکم میں گزار چکا ہوتا ہے یہ کہنا کہ آدم کی پشت سے روحوں نے نکل کر بتلی والا جواب دیا تھا سراسر غلط ہے نیز یہ ثابت ہوا کہ فرشتہ ہر انسان کا عمل اہل رزق اور اس کی شقاوت و سعادت کو جانتا ہے۔

جب غلام کا یہ عالم ہے تو امام علیہ السلام کی دعا کے ساتھ کیا ہوگا؟

پہلا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کس صورت میں ان کی پشت میں موجود تھی اور کس شکل میں اس کا اخراج ہوا؟

جواب: اس سوال کا جواب قرآن مجید، احادیث طیبہ اور سائنسی تحقیق کے مطابق یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

خُلِقَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَالَقَ ۖ ثُمَّ نُحْمٌ ثُمَّ عَلَقٌ ۚ ثُمَّ يَنْثَنُ عَلَی الْخَلْقِ ۚ ثُمَّ يَنْثَنُ عَلَی الْخَلْقِ ۚ ثُمَّ يَنْثَنُ عَلَی الْخَلْقِ ۚ

”وہ انسان بنایا گیا ہے اچھلتے پانی سے جو نکلا ہے ٹنڈا اور سینے کی پڈیوں کے درمیان سے“۔ (الطارق)

نُّطْفَةٍ فَالَقَ یعنی اچھلتے والا پانی۔ اس سے مراد مادہ منویہ ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

الْأَنبِيَاءُ نُنْفَخُ مِنْ نُّفُوسِهِمْ ۖ فَنُفِثُ فِي عَصَافٍ ۚ

”کیا وہ پانی کا ایک ٹکڑہ تھا جو پکا یا جاتا ہے“۔

سائنسی تحقیق کے مطابق مرد کے جسم سے اس چھنے والے پانی میں دو اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو حکم مادر میں پہنچ کر انسانی روپ دھار لیتے ہیں اور دنیا میں آ کر نسل آدمیت کہلاتے ہیں۔ مخصوص مقام سے نکلنے والے اس پانی کو عام پانی سے کوئی نسبت نہیں کیوں کہ اس پانی میں دو اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو رشتہ پدری و پیری کو قائم رکھتے ہیں اور والد مولود کی محبت کا سبب اصلی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں انہی اجزاء کو رکھ دیا تھا اور بروز اہستہ انہی اجزاء کو اس کی پشت سے نکال کر انہی رگوں سے نکال کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کی ذریعہ سے عہد ”والدی نعمان عرفات“ میں لیا تھا اور ان کی پشت سے پیدا ہونے والی ذریعہ کو بروز آمد کر کے نئی نسلوں کی طرح پھیلا دیا بحسب کے سامنے سب سے دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں

ہم تیری واحدانیت کی شہادت دیتے ہیں رب نے فرمایا۔ روز قیامت نہ کہنا کہ ہم غفلت میں تھے اور یہ بھی نہ کہنا کہ شرک تو ہمارے اسلاف نے کیا تھا اور ہم ان کی اولاد تھے (اے اللہ) کیا تو ہمیں باطل پرستوں کے ٹہل کی وجہ ہلاک کر دے گا۔

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جو اجراء لطیف حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالے تھے ان کو صورت مثالی عطا فرمادی اور ان اشخاص مثالیہ سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا آیت وحدیت دونوں پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلے کے ساتھ تھا۔ جس طرح کردیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر ان کو عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔

دوسرا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور ﷺ کا نور تھا یا پیشانی میں؟

جواب: ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تھا امام فخرالدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے اس روایت کو ترجیح دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کو ملائکہ سجدہ کرنے کے لئے مامور ہوئے کیونکہ۔ گمان فی جہنہ نور محمد ﷺ اُنکی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور جلوہ گزین تھا۔

علامہ امام عمر بن احمد غریزی فرماتے ہیں۔

واما سجود الملائكة لادم فلا جل ان نور نبينا ﷺ

کان فی جہنہ

”بہر حال آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کی پیشانی میں ہمارے نبی کا نور موجود تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔“

گر سجدے ذات حق احمد وجود۔ آپ و گل را کے ملک کر دے بخود

شیخ محقق حضرت الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو پیشانی آدم میں رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر اس نور نے تمام اعضاء میں سرایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسما تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳)

امام اہل سنت حضور غزالی زماں سیدی و مرشدی علامہ سید احمد السید انکاشی قدس سرہ اعتراف فرماتے ہیں بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی ﷺ آدم کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نور محمدی ﷺ پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا کہ رازی کی تفسیر کبیر میں ہے دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم علیہ السلام میں تھا تو اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔ (مقالات کاظمی)

حضرت آدم علیہ السلام جب آسمانوں پر جلوہ افروز ہوئے تو فرشتے تعظیم و تکریم سے ان کے ساتھ چلنے لگے آدم علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا یہ تعظیم و تکریم اس نور مبارک کی ہے جو تمہاری پشت میں ضوفاں ہے اور تمہاری سرت کا سبب ہے عرض کیا میں اس زیارت کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کی سبابہ انگلی میں منتقل کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے جب اس کی زیارت فرمائی تو انگلی کو اٹھا کر کلہ شہادت پڑھا اس وقت سے اس انگلی کو شہادت والی انگلی کہا جانے لگا۔ پھر آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو چومنا اور آنکھوں سے لگایا اور حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا کہا جاتا ہے کہ ان میں الشہدان محمد و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور البشر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

(مدارج النبوۃ ص ۲۲۸ و روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹)

دوسرا باب

حضور ﷺ کی اولیت کے بارے میں علماء دیوبند کے حوالے

قرآن مجید اور احادیث مقدسہ اور تفاسیر معتبرہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ حضور پر نور سید العالمین ﷺ کو اللہ عز و جل نے اپنے نور کا جلوہ اول بنایا ہے۔ جمہور علماء اسلام کا یہی عقیدہ ہے دیوبندی علماء بھی اس حقیقت کے معترف نظر آتے ہیں چند حوالے ان کی معتبر کتابوں سے بطور اتمام حجت پیش خدمت ہیں۔

شاید کما ترچائے حیرے دل میں میری بات

نانو توئی صاحب کا عقیدہ

بانی مدرسہ دیوبند اور دیوبندیوں کے قاسم اعظم والخیرات اور ان کے فرشتہ صفت انسان مولوی محمد قاسم دیوبندی رقم طراز ہیں ”جب ذات بابرکات محمد ﷺ موصوف بالذات، بالعبودیت ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزل اولاد معنوی کے ”سب کو علم ہے والد اولاد سے پہلے ہوتا ہے۔ جب آپ کو انبیاء کرام کا والد معنوی مان لیا تو اس حقیقت کا اعتراف ہو گیا کہ آپ سب سے پہلے ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی اپنے قصیدہ بہاریہ میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کی مدح و ثناء کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”اگر یہ قصیدہ مولوی حسین احمد دیوبندی اور مولوی محمد ذکریا کاغذ حلوئی دیوبندی نے اپنی کتابوں ”الشہاب الثاقب“ اور ”تعلیق نصاب میں بھی نقل کیا ہے لیکن ہم اسے قصائد کا سب سے پیش کردہ ہیں۔

لکھتے ہیں ”اور میں ہیں تو خیر کسی زمین پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
لکھتے ہیں ”سب کسی پر ہے نہ ثانی اظہار زمین پہ چمکتے ہوئے ہے محمدی سرکار

ثناء کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ
 ثناء کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
 الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثناء اس کی
 جو تو اسے نہ جانتا تو سارے عالم کو
 کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
 چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے
 مگر کرے روح القدس میری مدد گاری
 تو فخر کون و مکان زندہ زمین و زمان
 خدا تیرا تو خدا کا ضعیف اور محبوب
 تو بڑے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
 حیات جان ہے تو، ہیں اگر وہ جان جہاں
 طفل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
 جلوہ میں حیرے سب آتے دم سے تا وجود
 بجز خدا کی نہیں چھوٹے تھ سے کوئی کمال
 جو دیکھیں اتنے کمالوں پہ تیری یکنائی
 تو آئینہ ہے کائنات کبریائی کا
 جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
 جمال ہے تیرا معنی حسن ظاہر میں
 رہا جمال پہ تیرے نقاب بشریت
 سوا خدا کے بھلا تھ کو کیا کوئی جانے
 تا تو ہی صاحب کے اشعار کا حکم صدقِ قرآن ہے۔

حضرت مصطفیٰ اور اور میں علیہ السلام آسمان پر ہیں حضور مظلوم علیہ السلام ہیں آپ ایسے بے

مثل و مثال ہیں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ زمین والوں کے لئے آپ کافی ہیں سب کچھ چھوڑ دو صرف آپ کی تعریف کروایا کر کے جو چاہو اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لو آپ کی ثناء کسی سے نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے آپ ہیں آپ شہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا آپ وہ نور خدا ہیں جو ہماری عقل سے دور ہیں یعنی صرف بشر نہیں، ہماری عقل آپ کے نور تک نہیں پہنچ سکتی اور آپ کی مدح زبان سے نہیں ہو سکتی آپ کی تعریف کے لئے روح القدس کی مدد و نگر ہے خدا آپ کا ہے اور آپ خدا کے ہیں اور وہ آپ کا عاشق ہے اور آپ اس کے محبوب ہیں آپ سورج کی روشنی کا نور ہیں اور آپ جان حیات ہیں۔

اور نور ویدہ کائنات ہیں کائنات آپ کے دم قدم سے ہے۔ کیوں کہ آپ مبداء الائنار یعنی اصل کائنات ہیں آپ خدا نہیں باقی سب کچھ ہیں معبود ہونے کے سوا باقی تمام کمالات آپ کو حاصل ہیں اور آپ تمام کمالات کے جامع ہیں۔ اور یہی وحدت الوجود ہے کمالات کبریائی آپ میں چمکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا ویدہ آپ کی ذات میں کرتا ہے۔ یا نبی اللہ تمام انبیاء آپ کے احقر ہونے کے اقوامی ہیں ظاہری حسن میں آپ کا جمال پنا ہے آپ کا ظہور مجرہ ہے کیونکہ نور ہونے کے باوجود وہ ظن آمند سے پیدا ہونا مجرہ نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ کے حسن و جمال (نور) پر بشریت کا پردہ ہے۔ آپ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا آپ وہ نور کے سورج ہیں کہ آنکھوں کو جلا بخشتے ہیں۔

حقیقت محمدی پا کوئی نی سکدا

اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نی سکدا

مولوی حسین احمد دیوبندی کا عقیدہ

دیوبندی حضرات کے صدور میں مولوی حسین احمد غازی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو روحانی جسمانی کمالات میں یکساں اور سب کا امام و باپ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اشہاب الثقب میں لکھا ہے۔

کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات ﷺ کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور درحقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح اور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے۔ مدار فضائل کا مظہر کے نزدیک انہی کمالات روحیہ پر ہے۔ جسمی پر نہیں لیکن باعتبار جسم الطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں۔ لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں باوجود اس کے بہ نسبت حضرت محمد ﷺ کے جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی عطا کی گئی تھی اور ہے۔ (الغالب الاقباق ص ۵۴ ص ۵۵)

دیوبندیوں کے چٹا اور مرکز دائرہ تحقیق اور جانشین شیخ الہند نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو سب کا امام اور باپ مان کر یہ باور کرا دیا کہ جس طرح باپ اولاد سے پہلے ہوتا ہے اس طرح امام الانبیاء والمرسلین ﷺ بھی سب سے اول ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا عقیدہ

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب فخر الطیب (جو ان کے نزدیک بارگاہ رسالت، آپ ﷺ میں نہایت مقبول اور گنج کتاب ہے میں پہلی فصل نور محمدی کے بیان سے شروع کی ہے اور اس میں سات مستحضر روایتیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں، سب سے اول ہیں ہر چیز آپ کے نور سے معرض وجود میں آئی ہے اور ہر چیز میں آپ کے نور کا جلوہ موجود ہے چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

پہلی روایت

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز کو پیدا کیا آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے میرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہاں میں) کنور لائی اس کا مادہ تھا جس سے نور کے فضل سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا میرے کنارہ ہوا اور اس وقت

نہ لوج تھی۔ نہ قلم تھا نہ ہشت تھی نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوج اور تیسرے سے عرش آگے حدیث طویل ہے تھا نوئی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول خلق ہونا ثابت ہوتا ہے حقیقہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایت میں ولایت کا حکم آیا ہے ان اشیاء (یعنی لوج و قلم و عرش و جہنم وغیرہ) کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نثر الطیب ص ۶ ص ۷)

دوسری روایت

حضرت عباس بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنگ میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خیمہ ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور تہذیبی نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے (ف) اور مشکوٰۃ ص ۵۱۳ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تھا نوئی صاحب لکھتے ہیں اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا مقرر ہو چکا تھا۔ سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیائے مخلوق کی ان کے وجود سے تقدم ہے۔ پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اس کی کہ مقدم ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت (خاتم النبیین) کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے ثبوت لہ کے ثبوت کی۔ پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بیان مخلوق نہ تھا اس لئے (آپ کے) نور و روح کا مرتبہ معین ہو گیا۔

شبہ نمبر ۲

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی ہیں کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے

بعد میں مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو متعلق ہے؟
جواب: یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ نبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیل داری کا
عہدہ آج مل جائے اور خواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل میں جیسے
جانے کے بعد۔ (نثر الطیب ص ۷)

تیسری روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ
آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ
السلام بنور روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت
کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ مشکوٰۃ ص
۵۳۳) تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور ایسے ہی الفاظ میرے نفس کی روایت میں بھی آئے ہیں
امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے علیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور
حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے (نثر الطیب ص ۸) یعنی حضور ﷺ آدم علیہ السلام کی پیدائش
سے پہلے بھی نبی تھے اور آپ کی ذات بابرکات پر اس وقت بھی احکام نبوت جاری تھے
بمخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان پر احکام نبوت ان کی بعثت کے بعد جاری ہوئے۔ مولانا
جہا علیہ الرحمۃ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ بنور و نور منوری سے پہلے بھی نبی تھے۔

(عرف اللہ علی الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ ابواب المناقب) مولانا نور کشمیری دیوبندی

چوتھی روایت

فصی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی
بنائے گئے؟ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان میں تھے
جبکہ مجھ سے بیانات نبوت کا لیا گیا۔

کَمَا قَالَ تَعَالَى إِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْهُمْ نَسَبًا لَّهُمْ ذُرِّيَّتٌ

کتاب الایمان

روایت کیا اس کو ابن سعد نے چارہنٹی کی روایت سے رجب کے ذکر کے موافق۔
 روایت مندرجہ بالا کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے حدیث بالا میں جو مقدم ہونے کے
 احتمال کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ حدیث اس جواب میں نص ہے کیونکہ اخذ جاتی تو یقیناً
 متوفی ہے جو وہ اور ثبوت پر رجب تقدیر میں جاتی ہوتا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل۔

پانچویں روایت

پانچویں روایت احکام لیکن اللطاف میں منجملہ ان روایت کے زوائد مرزوق نے ذکر
 کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ
 حضرت امام حسین اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ
 نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پردہ گار کے
 حضور میں ایک نور تھا۔

اس روایت کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں کم کی گئی ہے زیادتی
 کی نہیں جس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے۔ وہی تفسیر اس کے ذکر
 میں ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مناسب اس کو تفسیر ہو (یعنی اس مقام کے لحاظ سے اعتبار اس
 گزرے ہیں) نشر الطیب ص ۹

چھٹی روایت

ابن کثیر نقیہ کی امالی کے ایک جزو میں کھل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے
 ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب
 انبیاء سے تقدم (حصول اولیت) کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے
 انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی آدم علیہ السلام سے یعنی ان کی پشتوں میں
 سے ان کی اولاد کو (عالم جاتی میں) نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا
 میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے اول (جواب میں) علی (یعنی کیوں نہیں) محمد ﷺ

نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے حالانکہ آپ سب کے آخر میں نبوت ہوئے۔

قانونی صاحب لکھتے ہیں اگر جثاق لینے کے وقت ادواغ کو بدن سے تلمس بھی ہو گیا ہوتا ہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اس لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر ضمنی کی روایت میں آپ سے قبل آدم علیہ السلام جثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ جثاق است برکم ظاہر روایت سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ جثاق نبوت کا بلا اشتراک غیرے ہو جیسا اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

(نثر الطیب ص ۹)

ساتویں روایت

جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور ﷺ کی مدح خود اطاعت ہے اس لئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے مدح کو سلامت رکھے انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے:

من قبلها طبت فی الظلال وفی	مسودع خیت یخصف الورق
ثم هیط البلاد لا بشر	ات ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد	الجم نسرا واعله الفرق
تنقل من صلب الی رحم	اذا مضی عالم بذاطیق
وردت نار العللیل مکنتما	فی صلبه انت کیف یحترق
حتى احتوی بینک المہین	من عیند علیا تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت	الارض وجاءت بنورک الافق
فمن فی ذالک الغناء وفی النور	صل الرشد تخترق

(نثر الطیب ص ۱۰)

”زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز روایت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سب سے قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایہ میں تھے آپ بھی تھے اور روایت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے فسفر و مستورع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے۔ اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس موقع کے ہوئے درخت سے کہا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ٹٹا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستورع میں تھے) اس کے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہایت تھے اور نہ مظلہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنم ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور بوط کے وقت جنم ہونے کا اتمام ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے فرض آپ نہایت تھے نہ مظلہ نہ مغلہ) بلکہ (صلب آباد میں) محض ایک مادہ ماسیہ تھے کہ وہ مادہ کششی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسبت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کششی تھا مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے)۔

رجویش مگر کششی راہ مفتوح بخودی کے رسیدے کششی نوح

(اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا مظلہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباد کے مختلف طبقات میں کیے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے بار ظلیل میں بھی اور فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں منتقل تھے تو وہ کیسے چلتے (پھر آ کے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے مولانا رجب کی طرف سے ایک ذرہ حالیہ پر جاگزیں ہوا

جس کے تحت میں اور علی (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خُصِف) لقب ہے آپ کے جد بعید مدد کہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے بیٹا میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نفق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد و خُصِف کو ان سب کے سامنے بالکل تشیب کی نسبت درجاتِ جہل کے ساتھ ہے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (بخاری طیب ص ۹ تا ص ۱۲، الہدایۃ والنہیۃ ج ۲ ص ۲۵۸ و مولد رسول ذیل کثیر ص ۳۳، شامہ خیر ص ۱۰)

محفل میلاد کا ثبوت

قانونی صاحب، حافظ ابن کثیر اور نواب صدیق حسن کی اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور سید الانسین ﷺ کی زیرِ صدارت صحابہ کرام کے جم غفیر میں آپ کا میلاد منجھایا اور آپ کی آمد پر روشنی ڈالی اور تشریف آوری کے عہد بیان فرمائے اگر ذکر میلاد اور اس کی محفل کا انعقاد درست نہ ہوتا تو حضور ﷺ حضرت عباس کو نوراً منع فرما کر اس کو ناروا قرار دیتے اس محفل اور اس میں میلاد پاک کے ذکر اور آپ کی نورانیت و اولیت اور عالمِ لاہوت و عالمِ نور سے آ کر اس عالمِ رنگ و بو میں جلوہ گر ہونا حدیثِ تقریری و اسے مولودانے سے ثابت ہو گیا ہے اس روایت اور اس جگہی دوسری روایات جو صحاح میں اور کتب سیرۃ میں موجود ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ ذکر میلاد اور اس رات میں ظاہر ہونے والے واقعات بیان کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے اور صحابہ کرام و صحابیات کا معمول ہے۔ پھر یہ رٹ لگانا کہ میلاد منجھانا گمراہی ہے خود گمراہی میں جھکا ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اس کو بیہ سانیوں کی رسم کہنا خود بیہ سانی کے گڑھے میں گرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ واضح ہو کہ یہ محفل میلاد حضور پر نور سید عالم نور مجسم ﷺ کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی اور اس میں سامعین کی تعداد ستر ہزار کے لگ بھگ تھی مدح رسول و میلاد رسول ﷺ

کے لئے اکٹھا ہوا جماعت سے کچھ کم نہیں غیر مقلدوں کے ثواب میں صدیق حسین بھوپالی کو لکھنا پڑا اس میں کیا برائی ہے؟ (یعنی یہ کوئی برائی نہیں) کہ اگر ہر روز ذکر حضرت کے (میلاد کا) نہیں کر سکتے تو ہر اسوداع (ہفت) یا ہر ماہ میں التزام (لازم انتظام) اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت دست و دل وحدی و ولادت (میلاد) و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام رفیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ (الشماتہ العنبر یہ ص ۵)

آگے چل کر ثواب صاحب کو لکھنا پڑا۔

کہ جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں (الشماتہ العنبر یہ ص ۱۲) یعنی مسلمان وہی ہیں جو آپ کے میلاد کا حال سن کر خوش ہوتے ہیں اور وہ صحابہ کرام تابعین اہل بیت تابعین محدثین مفسرین احمدیین اور اولیاء اللہ صالحین و مومنین کا ملین ہی ہیں ان کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی مسلمان میلاد شریف کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدا ہونے کی وجہ سے
مثل قادیسی نجد کے قلعے مگر اتے جائیں گے

السلام علیک یا اول

حکیم امت دین ہند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حنفی ۱۳۶۲ھ نے لکھا ہے کہ شب معراج آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک جماعت پر گزر ہوا کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم ہارون موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

(خضر المصیب ص ۳۹ و بارخ جنت ص ۳۱۰)

(۲) تھانوی صاحب نے آگے لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کو خطبہ دیتے ہوئے شب معراج سرکار نے فرمایا اور میرے بیٹے کو (اللہ تعالیٰ) نے فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہٹا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم

کرنے والا بنایا یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر۔ (نثر الطیب ص ۵۹)

(نمبر ۳) تھانوی صاحب نے ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بخت میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا۔ (نثر الطیب ص ۸۰)

نمبر ۴: تھانوی صاحب نے چوتھے مقام پر لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض خاص اہل جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے۔ اور جو دنیا میں تشریف لانے سے قبل آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا بیج ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم یثاق میں سب سے اول الست برکم کے جواب میں آپ کا یثاق فرمانا۔ (نثر الطیب ص ۲۱۶)

یہ چار حوالے تھانوی صاحب کی اس کتاب نثر الطیب میں ہیں جس کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ سچ ہے دیکھو نثر الطیب ص ۳۲۸ تا ۳۲۹ ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول ہیں اور نور ہیں۔ اور آپ کو اولیٰ و نور ماننے والوں کا عقیدہ و ایمان درست ہے الحمد للہ وہ اہل سنت ہی ہیں جو اپنے مالک و مولیٰ ﷺ کو نور الہی کا جلوہ اول مانتے ہیں۔

نمبر ۵: تھانوی صاحب نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

نمبر ۶: (سورہ الزمر آیت نمبر ۱۲) کا ترجمہ تھانوی صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور مجھ کو یہ بھی حکم ملا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔ عثمانی صاحب کا عقیدہ

دو بدیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی دہلوی اپنی تفسیر میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں رقم طراز ہیں عموماً مفسرین (دانا اول المسلمین) کا مطلب یہ لینے ہیں کہ اس است حمدیہ کے اعتبار سے آپ (اول المسلمین) ہیں لیکن جب جامع ترقی کی

حدیث ”كنت نبيا و آدم بين الروح و الجسد“ (کہ میں اس وقت نبی تھا جب آدم نوح اور جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۳ طبع مکتبہ رشیدیہ لاہور)

(۲) عثمانی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اسی امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

شیخ الہند اور ابوالکلام آزاد اور دریا آبادی کا عقیدہ

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی، مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی کا مگرسی اور مولوی عبداللہ جدو دریا آبادی دیوبندی نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کے تحت حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پہلا فرمانبردار لکھا ہے اور سورہ الزمر آیت نمبر ۱۲ کے تحت دریا آبادی اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے آپ کو مسلمانوں میں اول اور اللہ کا پہلا حکم بردار لکھا ہے۔

قاری طیب دیوبندی کا عقیدہ

حدود سدیع بند کے مہتمم اور دیوبندیوں کے حکیم اسلام قاری محمد طیب صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے نبوت ملتی ہے اور آخر کار آپ ﷺ پر مود کر آتی ہے پس آفتاب کی قبیل سے آفتاب نبوت کا مبداء بھی ثابت ہوتا ہے اور ختمی بھی، نبوت میں اول بھی اللہ ہے اور آخر بھی، قانع بھی ثابت ہوتا ہے، اور خاتم بھی، آپ ﷺ نے اپنی نبوت کی اولیت کا تو ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میں نبی بن چکا تھا جبکہ آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان ہی تھے۔ (یعنی ان کا خیر تیار کیا جا رہا تھا اور ان کی تخلیق مکمل بھی نہیں ہوئی تھی) پھر نبوت کی اس اولیت و آخریت و خاتمیت کے ان دو حقا و پہلوؤں کو ایک ذات میں جمع کرنے کی صورت یہ فرمائی میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے پہلا۔ (آفتاب نبوت ص ۸۲ و ۸۳)

قاری طیب کے صاحب زادے مولوی محمد اسلم دیوبندی کا عقیدہ

حکیم اسلام دیوبند مولوی محمد طیب صاحب کے فرزند مولوی محمد اسلم صاحب دیوبندی نے سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل دو حدیثوں کے تحت اپنے ایمان و عقیدہ کا جس طرح اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

حدیث نمبر ۱: علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جو اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے ایک نور کی حیثیت میں تھا۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر ۲: کتاب التشریفات فی الخصائص والسموات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل تمہاری عمر کتنے سال ہے؟ حضرت جبرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے پردہ میں ایک ستارہ ہے جو ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے میں اس کو ۲۷ ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل میرے پردہ کا رطل جلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے (فتح کلام مؤلف تشریفات) کا ضل دیوبندی تخریج ملاحظہ ہو۔

اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے نور اور حضرت جبرائیل کی عمر دونوں کا اعجاز ہوتا ہے جو ستارہ ستر ہزار سال میں صرف ایک مرتبہ نکلا ہو اور اس کو حضرت جبرائیل بہتر ہزار مرتبہ نکلتے دیکھ چکے ہوں تو یہ اتنی بے شمار مدت بنتی ہے کہ شاید عدد اور ہندسوں میں اس کا اظہار ممکن نہیں ہے لہذا اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے نور کو پیدا کرنے کی مدت ہے کیونکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ ایک نور کی شکل میں تمام مخلوق سے پہلے وجود پا چکے تھے اور اس حدیث میں آپ نے اس نور کی تخریج بھی فرمادی ہے کہ وہ ایک ستارہ کی شکل میں تھا جو اتنی مدت بعد نکلا تھا اور جبرائیل اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے کہ جبرائیل کے اس ستارے کو کبھی بارہ دیکھنے سے کتنی مدت

پہلے سے وہ ستارہ نکل رہا ہو گا بہر حال یہ عقیم مدت ایسی ہے کہ اس کا ہندسوں میں اظہار مشکل ہے جیسا کہ آج کے سائنس دانوں نے لامتناہی رفتار اور مدت کے اظہار کے لئے ہندسوں کو بے بس پا کر نوری سال کی اصطلاح وضع کی ہے جس کا مطلب ہے کہ روشنی جو دنیا میں تیز رفتار ترین چیز ہے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ بیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اب ظاہر ہے کہ صرف چوبیس گھنٹوں میں یہ جتنا فاصلہ طے کرے گی اس کا اظہار کسی عدد یا ہندسے کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ کائنات کے ان بے نہایت فاصلوں کو میلوں کے ذریعے ظاہر کیا جائے جہاں تک خود روشنی صدیوں اور کروڑوں سال میں پہنچ سکتی ہے اسی لئے ان فاصلوں کے اظہار کے لئے نوری سال کو اصطلاح کے طور پر ایک پیمانہ اور عدد مقرر کیا گیا کہ روشنی اپنی اسی تیز رفتاری یعنی ایک لاکھ بیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال میں جتنا فاصلہ طے کرے گی وہ ایک نوری سال یعنی (LIGHT YEAR) کہلائے گا تخریج ششم (مرتب سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۱۱۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عمر وادی حدیث تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۲۳ پر اور جواہر النہار ج ۲ ص ۸۰ پر اور مقام رسول ص ۲۲۳ پر بھی موجود ہے۔

دیوبندیوں کے پیر کا عقیدہ

علامہ دیوبند یعنی نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب، امجدی صاحب اور قاضی صاحب کے پیر و مرشد صوفی امامان عارف حقائق اشیاء حضرت مولانا حاجی احمد اراک اللہ مہاجر کی نے کیا خوب نظر کشی کی ہے۔

حلم و محمود محمود خدا احمد مرسل محمد مصطفی ﷺ
 ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال محرم غلوت سرسے لاجرم
 بے دھڑوں کا وسیلہ ہے وہی بلکہ سازوں کا وسیلہ ہے وہی
 ہے امن بخون افلاک وہ چاند کشور بولاک وہ
 روشنی مرثی نور لا مکان شمع بزم عالم کون و مکان

راحت و روحِ رواں کائنات زندگی پرور جانِ حیات
 باعث ایجادِ عالم ہے وہی موجب بنیادِ آدم ہے وہی
 گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہِ کون یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
 ہے وہ سرمایہ وجود کائنات دلوں عالم سے ہے خصوصاً کی ذات
 ہے وہ بے شک میوہِ فحل وجود اول و آخر وہی اصل وجود
 ہے یہ سب اس کیلئے اے یکِ بخت واسطے پھل کے پوتے ہیں درخت
 گر ہوا آخر میں وہ شاہِ جلیل پر ہے ظاہر اس کی سبقت کی دلیل
 گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہر پر حقیقت اس ہے سب کا پیشوا
 گرچہ آخر ہے ثمرِ اولِ ثمر کب ثمر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
 جب ثمر سے یہ ثمر ظاہر ہوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

(کلیات اعداد میں ۱۰۱)

مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضرت قلب العالم حاجی امداد اللہ کی جتنی تصانیف و تصانیف ہیں ان کے مولانا مکتوی ہانگل موافق قیام میں اور وہی متاثر رکھتے ہیں جن کے ذریعے سے وحدہ و ہدایت ہانگل نازل ہے۔ (اشہابِ اناقب میں ۶۰)

حدیث اول ما خلق اللہ نوری دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد مکتوی دیوبندی درج بالا حدیث شریف کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عبدالحق نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے (قادی رشیدیہ میں ۷۳ طبع ۱۸۸۱) حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا تھا وہ میرا نور تھا مکتوی صاحب نے مندرجہ بالا حدیث شریف کی توثیق کر کے یہ مان لیا ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول بھی ہی اور نور بھی ہیں مکتوی صاحب نے اپنی کتاب امدادِ سلوک میں ۲۰۱ میں

لَقَدْ جَاءَكُمْ فِي هَذِهِ نُورٌ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْلِمُونَ

کے تحت حضور ﷺ کو نور خالص تسلیم کیا ہے اور اعداد اسلوک کے ص ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا (تفصیل نور کے باب میں دیکھو)

ہم حکیم اسلام دیوبند قادری شریف مہتمم دیوبند لکھتے ہیں آفتاب نبوت بشری ﷺ ازل سے چکا اور کائناتی ابد تک چلکا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہوگا کہیں بلا واسطہ اور کہیں بلا واسطہ روشنی اس کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ اول ماخلق اللہ نوری سب سے پہلے میرے نور کو اللہ نے پیدا کیا۔

(آفتاب نبوت ص ۲۳۹)

مولوی سجاد حسین دیوبند لکھتے ہیں روح اعظم الوداع کی صورت عید کے علاوہ جن کو الوداع کہا جاتا ہے صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں جو ذات باری سے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام الوداع کی صرتی ہے اس کو روح اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روح اعظم روح محمدی ہے جیسا کہ حدیث اول ماخلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا ہے میں مذکور ہے۔ (مقدمہ مشنوی شریف دفتر دوم ص ۱۰)

مولوی ذوالفقار علی دیوبند لکھتے ہیں اور ہر مجروح جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں وہ مجروح ان کو صرف بدولت حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق ہیں کہ اول ماخلق اللہ نوری (سب سے پہلے میرے نور کو اللہ نے پیدا کیا)

وقال الله تعالى مخاطبا لا دم لو لا محمد لما خلقتك

وور دایضاً لو لاک لما خلقت الا للاک

(عطر الوداع شرح قصیدہ برود ص ۲۶ مطبوعہ دہلی)

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا اگر وہ حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو نہ بناتا۔“

دیوبندیوں کے دائرہ مرکز تحقیق مولوی حسین احمد ظہری صاحب لکھتے ہیں حقیقت

محمد یہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہ معنی
لولاک لما خلقت الا فلاک اور اول ما خلق اللہ نوری
اور انانی الانبیاء

وغیرہ کے ہیں (اشہاب النقب ص ۷۷)

مولوی اسماعیل دہلوی بخیر شوائے و ہایت نے اول ما خلق اللہ نوری کی توحیق کی
ہے (یک روزہ ص ۱۱) محدث النکح جزی نیا ولی ما خلق اللہ نوری کو اسی واسطہ سے ۲۲
پر بطور دلیل نقل کیا ہے جو قصص الانبیاء میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے استہ
لال کیا گیا ہے

ہذا مفتی عزائم احمد کا کوردی نے تاریخ حبیب الرحمن میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری کو
مستند مانکر اس سے حضور ﷺ کی اولیت و نورانیت کا استدلال فرمایا ہے۔ قصص الانبیاء و
تاریخ حبیب الرحمن کو تھانوی صاحب نے مستند کتابیں تسلیم کیا ہے۔ (بخاری زیور)

ہمارے استاد اکرم شیخ الحدیثین نے اس حدیث کے ثبوت میں اپنی کتاب مقام رسول
ﷺ کے ص ۱۱۸ پر حوالوں کا اہتمام فرمایا ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے۔ حضرت شیخ سعدی
شیرازی متوفی ۶۹۱ھ یا حافظ محمد شمس الدین شیرازی متوفی ۷۹۱ھ یا امام عبدالرحمن ہامی
متوفی ۸۹۸ھ یا حضرت شہداء احمد اعجازی محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ نے کیا خوب ارشاد
فرمایا ہے۔

یا صاحب الجبال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القصر
لا یسکن النساء کما کان حلقہ بعد از خلا بزواج تولی قصد مختصر

”اے صاحب جبال اور اے سید انسانوں کے سرور آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو
روشن بخشنی لگی ہے جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف ممکن نہیں خدائے
ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں یہی مختصر بات ہے۔“ (سورہ رسول
اکرم ﷺ ص ۹۳) صدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی۔ مولفہ ذاکرہ عبدالحی دیوبند

ہندی، عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۳ مولفہ مولوی اعجاز علی دیوبندی
 میلا دانہی، انشائے اختر یہ ص ۶۰ مولفہ نواب آف غیر مقلد صدیق حسن خان
 بھوپالی تفسیر عزیز پ ۳۰ ص ۲۲ مجموعہ کلمات عزیز پ ص ۳۳ مجموعہ نور ص ۱
 مع حاشیہ، مقام رسول ص ۸۳ سیرت رسول عربی ص ۶۳۲۔ متعدد جہاں بالاربابی کو
 دیوبندیوں اور غیر مقلدوں نے ناجائز قبول کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ
 آپ کو یا سے پکارنا اور نور علی نور کہنا اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا اول ماننا
 یمن ایمان ہے۔

تیسرا باب

حضور ﷺ کی اولیت کے بارے میں غیر مقلدوں کے حوالے

اس باب میں غیر مقلدین کے حوالے درج ہیں اور ان حوالوں میں یہ استدلال پیش خدمت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ ہی اول المخلوق ہیں یعنی بلاشبہ بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تھی لیکن کائنات کی ابتدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک سے ہوئی ہے اور آپ ہی اول المخلوق ہیں۔

ثناء اللہ غیر مقلد لکھتے ہیں

غیر مقلدین کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۷۹ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کر دیں کہ میں تو سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ (ترجمہ قرآن امرتسری ص ۱۷۹)

نمبر ۲: سورۃ الانعام آیت نمبر ۳ اَوَّلُ الْيَوْمِ اَنْ اَوْزَتْ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ کا ترجمہ "کیا ہے تم کو مجھے پہلے بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں"۔ (ترجمہ قرآن ص ۱۵۵)

نمبر ۳: سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷ کا ترجمہ کیا ہے اور اے نبی (کیا تجھے معلوم نہیں) ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے پختہ وعدہ لیا تھا (ترجمہ قرآن ص ۵۰۱) اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے وعدہ لیا تھا تو سب سے پہلے یہ وعدہ آپ سے لیا اور نوح و ابراہیم کو یا جو کچھ وعدہ کیا میں پہلے آئے ان سے وعدہ بعد میں لیا گیا اس کی وجہ اس کے ساتھ لیا ہوا کہ آپ غلط نہیں ان سے اول تھے لہذا وعدہ بھی پہلے آپ کی ذات ستورہ صفات سے لیا گیا ہے جس کی تفسیر گزشتہ حواشی میں دلیل نمبر ۲ کے تحت فرمان رسول کریم ﷺ

سے پیش کر دی گئی ہے وہاں دیکھ لو۔

نمبر ۴: سورۃ الزمر آیت نمبر ۱۲ کا ترجمہ کیا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرما خیر داروں میں اول فرما خیر دار بنوں۔

(ترجمہ قرآن ص ۵۵۰ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

نمبر ۵: سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۱ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے تو کہا اگر خدائے رحمن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں (ترجمہ قرآن ص ۵۹۳) آیات کریمہ کے مندرجہ بالا ترجموں سے یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ عیساٰ سے اول ہیں اور آپ کی اولیت کا انکار گویا قرآن کریم کا انکار ہے۔

گوڑ گا نوی غیر مقلد کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے مفسر مولوی راز نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا تھا۔ اس وقت جب کہ آدم پرے طور پر پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (تفسیر گوڑ گا نوی پر ترجمہ قرآن ص ۵۰۸)

نمبر ۲: حضور ﷺ نے فرمایا پھر جب میں باوجود اول العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو (تفسیر گوڑ گا نوی ص ۵۳۳) ظاہر ہے کہ اول العابدین وہی ہو سکتا ہے جو سارے عابدوں سے پہلے ہو لہذا رسول ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

غیر مقلدوں و تابعین اور دیوبندیوں کے مشترکہ امام مولوی اسماعیل دہلوی مقتول ۱۲۳۶ھ نے حضور ﷺ کو اول بھی اور نور بھی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں

”مرجہ خاتم الانبیاء و مغازی مخلوق اول است نہ عباد اول چنانکہ روایت اول ما خلق اللہ نور علی برائن دلالت ہے دار (یک صفحہ ص ۱۱ طبع فاروقی ملتان)

”حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا مرجہ اول مخلوق کی حیثیت سے ہے اول تحریف

لہنے سے نہیں جس طرح روایت اول ما خلق اللہ نور یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا تھا اس پر دلالت کرتی ہے۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں کے امام نے اول ما خلق اللہ نور حدیث شریف کو صحیح تسلیم کر کے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اول المخلوق اور نور مان کر اہل سنت کے بچے بچے اور کھرے عقیدے کی تائید کر دی ہے۔ سبحان اللہ

ان اللہ سیو ید هذا الدین بالرجل

نمبر ۲: مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی مشنری بھی اہل سنت کے پاکیزہ عقائد کی جنگ سے لبریز ہے۔ ملاحظہ ہو دہلوی صاحب کی مشنری جس میں انہوں نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو شیخ الوری، ہادی، مخزن، سرغیب، خطا و بھول سے مبرا، ترجمانِ قدامت اور نور تسلیم کیا ہے رسول ﷺ کی یہ صفات جان و ہدایت پر قیامت سے کچھ کم نہیں ہیں۔

اس سے ہے مقصود اصلی خطاب	وہی ہے کا مضمون ام الکتاب
حبیب خدا سید المرسلین	شیخ الوری ہادی راہ دین
دل الکا جو مخزن سرغیب	مبرا خطا سے ہے جنگ وریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم	ہوا بارخ دین جس سے رشک ارم
یہ ظاہر جو ہے مطلق انبیاء	حقیقت میں مطلق اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا الکا نور	ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
جو اس میں جاں ڈرا کیجئے	ابھی فقط ہار یک پا کیجئے
کہ سب سے اکمل وہ انساں ہوا	تو جنگ وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناموں کا تمام	کہ آخر کو ہوتا ہے ناہم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب	ہوا ختم اس کا پہ نچ غریب
تخلص کا موقع تھا یا وہ جہاں	سو تصویر ناہم ہوتی وہاں عیاں

الہی ہزاروں درود اور سلام تو بھیج ان پر اور انکی امت پر عام
(ارمغان نعت ص ۱۱۳ طبع نقیص اکیندی کراچی)

امام وہابیہ کی مندرجہ بالا مثنوی نے وہابی مسلک کی دجیہاں کھیر کر رکھ دی ہیں تھوڑی سی
تفصیل پھر ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی واصل مخاطب آپ ﷺ ہیں آپ اللہ کے حبیب
رسولوں کے سردار اور اسب کے شفیع ہیں اور دین کے رستے کے ہادی۔ آپ کا دل مبارک
غیب کے دراز کا خزائنہ ہے۔ آپ ہر خطا و غلطی سے بلاشبہ پاک ہیں، آپ کی زبان قدیم باتوں
کی ترجمان ہے۔ آپ نے دین کے باغ کو رشک ارم بنا دیا۔ یہ ظاہر آپ نبیوں کے بعد
آنے حقیقت میں آپ سب کا مطلع طلوع ہونے کی جگہ ہیں، آپ کا نور سب سے پہلے پیدا
ہوا۔ ظاہر آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ ہی اعلیٰ انسان ہیں ویک آپ تصویر رحمان ہیں۔
تمام نبیوں میں آپ کا نور جلوہ گر رہا اور آپ سب کا انتظام کرتے رہے۔ آخر میں خود جلوہ گر
ہوئے آپ پر ہزاروں درود اور سلام ہوں اور آپ کی ساری امت پر اللہ کی طرف سے۔

جو لوگ سرکار کی نورانیت و بشریت کے تضاد کا ڈھونگ دچاتے ہیں دراصل وہ اللہ
تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں، جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کو اللہ تعالیٰ نے پرورد بشریت
سے چھپا کر اور انہیں پورا پورا بشر بنا کر بی بی مریم کے پاس بھیج دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد باری
ہے۔ فَاتَّوَسَّلْنَا الْفَقَارَؤُ حَتَّىٰ قَسَمْتَ لَیْهَا بِشَرِّ مَا سَوَّیْنَا (مریم) ترجمہ: پھر ہم نے مریم
کی طرف اپنے فرشتے جبریل کو بھیجا تو اس نے مریم کے سامنے مکمل بشر کی صورت بنائی۔

مسلمانو! جب غلام کی طاعت کی یہ حالت ہے تو سید المرسلین و الملائکہ ﷺ کا مرتبہ و
مقام کیا ہوگا؟

حضرت سعدی نے فرمایا ہے۔

عرش است کی پایہ زایان محمد ﷺ جبرئیل امین خادم و دربان محمد ﷺ
عظام کدائے سخن گویت تو والد تری زان چہ من گویت
”عرش و دربان حضور ﷺ کی بیکلی سبزی ہے۔ جبرئیل امین آپ کا دربان و خادم

ہے، میں نہیں جانتا کہ آپ کے بارے کون سی بات کہوں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں آپ اس سے بلند بالا ہیں۔“

علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا عقیدہ

مولوی وحید الزمان نے اپنی غیر مقلدیت کو پھیلانے کے لئے بڑے بڑے ہڈے نکالے ہیں اور غیر مقلدوں کی رہنمائی و تہدیت کا دوسرا کس کے لئے انہوں نے ”ہدیۃ الہدی“ نامی کتاب لکھی ہے وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

بِذَاءِ اللَّهِ مِصْحَانَهُ الْخَلْقِ بِالنُّورِ الْمُحَمَّدِي ثُمَّ بِالْمَاءِ ثُمَّ
خَلَقَ الْعَرْشَ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ الرِّيحَ ثُمَّ خَلَقَ التُّونَ
وَالْقَلَمَ وَاللُّوحَ ثُمَّ خَلَقَ الْعَقْلَ فَا النَّورِ الْمُحَمَّدِي مَادَّةَ
أَوَّلِيَةِ لَخْلُقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهَا

(الہدیۃ الہدی ج ۱ ص ۵۶ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ)

”اللہ پاک نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی سے فرمائی، پھر پانی کو بنایا، پھر پانی پر عرش کو بنایا، پھر ہوا کو پیدا کیا، پھر روایات اور قلم اور لوح کو بنایا، پھر عقل کو پیدا کیا پس حضرت محمد ﷺ کا نور ہی وہ پہلی چیز ہے جس سے آسمان و زمین اور ان کی ہر چیز پیدا ہوئی۔“

جادو وہ جو سر چڑھ کر ہوئے

مسلمانوں اور فرماؤ کہ بے چاری غیر مقلدیت، وہابیت کے پلے میں وحید الزمان نے کیا رکھا ہے۔ جو سر کار کو محض بشر بشر اپنے سے نہیں سمجھتی اور نور کا انکار کرتی ہے۔

نواب صدیق حسن غیر مقلد کا عقیدہ

آتش غیر مقلدیت کو ہوا اپنے والے ان کے امام نواب صدیق حسن کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ وہ قلم خود لکھتے ہیں۔

خاص اس آپ ﷺ کے آنحضور میں منحصر ہیں ایک وہ جو شخص بذات شریف تھے

دنیا میں مثلاً آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ۔ (نمبر ۱) اول انھیں تھے۔ خلق میں (یعنی آپ نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے تھے)

(نمبر ۲) اور آپ کی نبوت مقدم (پہلے) تھی اور آدم علیہ السلام اپنی طینت (خاک) میں منجول (غیر) تھے۔ نواب صاحب نے جو دہائی لکھی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

پیش از ہر شاہان فیور آمد ہر چند کہ آخر بظہور آمد
اے شمع رسل قرب تو معلوم شد دیر آمد از دور آمد
”تمام شاہان فیور (انبیاء کرام) سے آپ پہلے بنے ہو۔ مان لیا کہ ظہور کے لحاظ
سے آخر میں آئے ہو۔ اے شمع رسل آپ کا قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ دیر سے
آئے ہو اس لئے کہ دور دورا راستے سے آئے ہو۔ اور حاضر باظر کا مسئلہ بھی حل
ہو گیا۔“

نمبر ۳: اور سب سے پہلے آپ سے یمان (دعہ) لیا گیا (۴) اور سب سے پہلے
آپ ہی نے ”است برکم“ کے جواب میں ”لمنی“ کہا (۵) آدم علیہ السلام و جمیع مخلوقات
آپ ہی کے لئے پیدا ہوئے۔ (۶) آپ کا نام مرثیٰ پر لکھا گیا (۷) ہر آسمان و جنت میں
بلکہ تمام ملکوت میں (آپ کا ذکر ہے) اور ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (۸) اللہ ان
میں ذکر اسم شریف کا ہوتا ہے۔ (۹) کتب سابقہ میں آپ کی بشارت دی ہے اور نعت بیان
کی ہے۔ (الشمسۃ العنبر یہ ص ۲۰ طبع ۱۳۰۵ھ)

نواب صاحب کا حدیث سے استدلال

متدرجہ بالا عبارت سے نقل غیر مقلدوں کے نواب نے حدیث مرہاض بن ساریہ کی
صحت پر زور دے کر اس کو لکھا ہے۔ جس سے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی اولیت و
نورانیت اور حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے ایک مرحلہ تخلیق کی نشاندہی اور حبیب خدا
ﷺ کی اللہ داد غیب دانی بلکہ ہمدانی ہو رہی ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں حدیث مرہاض
عن ساریہ میں فرمایا میں اللہ کا بندہ (یعنی کرنے والا) اور خاتم النبیین تھا۔ اس وقت کہ آدم

اپنی خاک میں منجمل تھے۔ میں خبر دوں تم کو اس (چھپے ہوئے) حال کی، میں دعوت ہوں اپنے باپ ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ کی اور خواب ہوں اپنی ماں کا اور انبیاء کی مانیں اس طرح دیکھتی ہیں حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس سے تصور شام نظر آئے۔

امور جہ احمد و البزار و الطبرانی و الحاکم و البیہقی
(روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے) حافظ ابن حجر کی
کہتے ہیں۔

صحیح ابن حبان و الحاکم و له طرق كثيرة
اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس کی بہت سی سندیں ہیں
(اشعنانہ الخضر یہ ص ۱۰) حدیث عرباض بن ساریہ سے ظاہر ہونے والے عقیدے (۱)،
جب آدم گل گارے میں تھے، ہمارے رسول کریم ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ کی مہابت میں
مصروت تھے اور آپ کو علم تھا کہ میں ہی خاتم النبیین ہوں (۲) آپ کو حضرت ابراہیم کی دعا
کا علم تھا (۳) آپ کو حضرت عیسیٰ کی بشارت کا بھی علم تھا۔ (۴) آپ کو اپنی ماں پاک کے
خواب کا بھی علم تھا۔ (۵) آپ کو یہ بھی علم تھا کہ انبیاء کرام کی مانیں ایسا خواب دیکھتی ہیں
(۶) اللہ والے دور، حد از سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس حدیث شریف کو غیر مقلدوں کے دیگر دو اماموں یعنی حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی
تاریخ الہدایہ و النہایہ ج ۲ ص ۳۲۱ پر اور محدث ابن جوزی نے اپنی مشہور کتاب الوافی ج ۱
ص ۳۶ پر بغیر حرج کے نقل کیا ہے جو اس حدیث کی صحت کا منہ بولا ثبوت ہے۔
قاضی سلیمان غیر مقلد کا عقیدہ

قاضی سلیمان، منصور پوری دہلی، غیر مقلدیت کی معروف شخصیت ہیں وہ بارگاہ رسالت
میں اپنی عقیدت کا یہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

اور لیل صد ہزار اہل و اصحاب قرب رب اولیہ صد عظیم اولین و آخرین

مسند آرائے نبوت بود اور قدس گاہ منجھل چو بود آدم در میان ماؤتھن
احتشام او بود پیدا از کلام ذوالجلال نور او پیدا ہم پنہاں آیات مبین
(الجمال والکمال ص ۳۵ طبع مکتبہ اثریہ غیر مقلدیہ)

”اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے لاکھوں آدمیوں کی دلیل آپ ہیں پہلے اور پچھلے
نیکروں علوم کی کئی آپ ہیں مبارگاہ رب اعزت میں آپ اس وقت مسند آراء
نبوت تھے جب آدم علیہ السلام کا خیر مٹی اور پانی کے درمیان تھا آپ کی شمت
کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آپ کا نور روشن آیات میں ظاہر ہے۔“

مولوی راؤ، غیر مقلد کا عقیدہ

اگلے انبیاء کا نور ستاروں کی طرح تھا اور اس نور اعظم کو آفتاب درخشاں کہنا چاہئے (یعنی
ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ صرف نور نہیں بلکہ نور اعظم اور آفتاب درخشاں ہیں)
(تفسیر گورکانوی ص ۷۰۳)

دوسرے مقام پر لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک نور بنا کر آپ کو چکا یا دیا ہے۔
(تفسیر گورکانوی ص ۷۱۳)

ابن تیمیہ کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے امام ابن تیمیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا۔

قَدْ جَاءَ كَلِمَتُ الْقَوْلِ ثَوًّا كَلِمَتُ الْفَيْضِ النُّورِ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ

”نور سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔“ (تفسیر کیرج ص ۹۴)

غیر مقلدوں کے امام حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں حضور محمد ﷺ کان اظہر و
اکبر و اعظم منهم کلہم یعنی حضور ﷺ کا نور تمام نبیوں کے نور سے اظہر اکبر اور
اعظم ہے۔ (الہدایۃ النہایۃ ج ۲ ص ۳۲۱)

غیر مقلدوں کے امام علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا
کرنے کا ارادہ فرمایا زمین کو فرش بنا دیا اور آسمان کو بلند کرنا چاہا تو اپنے نور سے جلوہ ظاہر فرمایا

اور اسے حکم دیا کہ تم محمد بن جادوہ جلوه نور محمد بن کرنا بلند ہوا کہ جناب عظمت تک پہنچ گیا پھر اس جلوه نور نے مجدد کیا اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

لذلك خلقتك و سميتك محمد المصطفى ابداء الخلق و يك اختم الرسل

"میں نے آپ کو اس لئے پیدا کیا اور آپ کا نام محمد رکھا پس آپ ہی سے مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور آپ ہی پر رسالت کو ختم کروں گا۔" (المیلاد النبوی ص ۱۶)

حافظ ابن کثیر درج ذیل حدیث قدسی کو اپنی تفسیر میں لائے ہیں۔ کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا: جعلتک اول النبیین خلقا و آخرهم بعثا "تم نے آپ کو پیدائش میں سارے نبیوں سے پہلے بنایا اور بعثت میں ان کے آخر میں بھیجا۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰)

حافظ صاحب دومے مقام پر لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فبداء بی قبلهم

"سارے نبیوں سے پہلے میں پیدا ہوا ہوں اور دنیا میں ان کے بعد آیا ہوں پس ان لئے پہلے مجھ سے ابتداء کی گئی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۵)

میاں صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

وحد و طابطة در وصف وی ﷺ است کہ ہر چہ جز مرقبة الوهیت است از فضل و کمال همه اور اثابت است و هیچکس

کامل از وی و مساوی با وی نیست

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من و جھک المسیر لقد نور القمر

لا يمكن التواء كما كان حقه بعد از خلد از بزرگ توئی قصه مختصر
 ”آپ کی تعریف بیان کرنے کا ضابطہ وحد یہ ہے کہ آپ معبود نہیں اس کے علاوہ
 باقی تمام فضائل و کمالات آپ کو حاصل ہیں اور کوئی شخص ان کمالات و فضائل میں
 نہ آپ سے بڑھ کر ہے اور نہ ہی آپ کے برابر۔ اے صاحب جلال اور شہر
 کے سردار آپ کے پیرے سے چاند کو روشنی ملی کا حق آپ کی تعریف ممکن نہیں۔
 آپ اللہ کے بعد آپ سب سے بڑے ہیں۔“ (الشماتۃ المختصر یہ ص ۶۰)
 الحمد للہ غیر مقلدوں نے بھی اہل سنت کے عقائد کی تاکید کر دی ہے جس سے یہ ثابت
 ہو گیا کہ جماعت اہل سنت ہی سچی و کبریٰ ہے ان کے عقائد صحیح و درست اور قرآن و حدیث
 سے ماخوذ ہیں۔ ان کے عقائد پر اعتراض کرنا اور اصل قرآن و حدیث پر اعتراض کرنا ہے۔

باب چہارم

کائنات کیسے بنی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام مخلوقوں حتیٰ کہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری کائنات اور کل مخلوقات سے پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ اقیہ والسلام کے نور پاک کو پیدا فرمایا اور آپ ہی کے نور سے تمام اشیاء کو ظاہر کیا چنانچہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس حقیقت پر خوب روشنی ڈالتی ہے صحابی رسول کریم ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حدیث جابر مع متن وترجمہ

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال
سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اول شيء
خلقه الله تعالى؟ فقال هو نور نبيك يا جابر خلقه الله،
ثم خلق فيه كل خير و خلق بعده كل شيء و حين خلقه
اقامه من مقام القرب اثني عشر الف سنة ثم جعله اربعة
اقسام فخلق العرش و الكرسي من قسم و حملة العرش
و خزنة الكرسي عن قسم و اقام المقسم الرابع في مقام
الحب اثني عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اقسام فخلق
القلم من قسم و اللوح من قسم و الجنة من قسم ثم اقام
المقسم الرابع في مقام الخوف اثني عشر الف سنة، جعله
اربعة اجزاء، فخلق الملائكة من جزء و الشمس من جزء
و القمر و الكواكب من جزء و اقام الجزء الرابع في مقام
الرجاء اثني عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اجزاء فخلق

العقل من جزء و العلم و الحکمة و العصمة و التوفیق من جزء و اقام الجزء الرابع فی مقام الجہاد اثنی عشر الف سنة ثم نظر اللہ عزوجل الیہ فترشح النور عرقاً فقطر منه مائة الف و اربعة و عشرون الف و اربعة آلاف) قطرة من نور فخلق اللہ من کل قطرة روح نبی اور و ح رسول ثم تنفست ارواح الانبیاء فخلق اللہ من انفسهم الاولیاء و الشهداء و السعداء و المطيعين الی يوم القيمة فالعرش و الكرسي من نوری و الكر و بیون من نوری و البر و حاتیون و الملائكة من نوزی و الجنة و ما فیہا من النعم من نوری و ملائكة السموات السبع من نوری و الشمس و القمر و الکواکب من نوری و العقل و التوفیق من نوری و ارواح الرسل و الانبیاء من نوری و الشهداء و السعداء و الصالحون من نتاج نوری ثم خلق اللہ اثنی عشر الف حجاب فاقام اللہ نوری و هو الجزء الرابع فی کل حجاب الف سنة و هی مقامات العبودیة و السکنة و الصبر و الصدیق و البقین ، فغمس اللہ ذلک النور فی کل حجاب الف سنة فلما اخرج اللہ النور من الحجب رکبه اللہ فی الارض فكان یضئ منها ما بین المشرق و المغرب کالسراج فی البیل المظلم ، ثم خلق اللہ آدم من الارض فركب فیہ النور فی جینه ثم انقل منه الی شیث و کان یسقل من طاهر الی طیب و طیب الی طاهر ، الی ان اوصله الله صلب عبد الله بن عبد المطلب و منه الی

رحم امی امنۃ بنت وہب ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلتی
سید المرسلین و خاتم النبیین و رحمة للعالمین و قائد
الغیر المحجلین و ہکذا کان ہدے خلق نبیک یا جابر

”امام عبد الرزاق امام معمر سے وہ محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ
انصاری متوفی ۸۷ھ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال
کیا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شی کو بنایا ہے آپ نے فرمایا وہ میرے نبی
کا نور ہے اے جابر جسے اللہ نے پیدا فرمایا۔ پھر اس میں ہر بھلائی پیدا کر دی اور ہر
چیز اس کے بعد بنائی اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے بارہ ہزار سال مقام قرب
میں رکھا پھر اس کے چار حصے کئے تو عرش اور کرسی کو ایک حصہ سے اور حاملین عرش و
خزینہ انگری کو ایک حصہ سے بنایا اور چوتھی حصہ کو بارہ ہزار سال تک مقام حب میں رکھا
پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ سے قلم دوسری سے لوح اور تیسری سے
جنت کو بنایا پھر چوتھے حصے کو بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رکھا اسے چار
حصوں میں تقسیم فرمایا ایک جزء سے ملائکہ دوسری جزء سے سورج اور تیسری جزء
سے چاند چارے بنائے اور چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال تک مقام رجاء میں رکھا دیا پھر
اسے چار جزدں میں تقسیم کیا تو پہلی جزء سے عقل دوسری جزء سے علم و حکمت اور
عصمت اور توفیق کو بنایا اور چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیا میں رکھا دیا پھر اللہ
عزوجل نے اسے اپنے دیدار سے نوازا تو اس نور سے پیدہ جاری ہو گیا اور اس
سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی و
رسول کی روح کو پیدا کیا پھر ارواح کا نبی و اس لئے گئے تو ان انکس سے اللہ نے
دلیوں شہیدوں شہیدوں اور فرمانبرداروں قیامت تک آنے والوں کو پیدا کیا پس
عرش کرسی میرے نور سے کروبی روحانی فرشتے بہشت اور اس کی نعمتیں ساتوں
آسمانوں کے فرشتے سورج چاند تارے میرے نور سے عقل اور توفیق میرے نور

سے رسولوں و نبیوں کی ارواحیں میرے نور سے شہید، سید صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار حجاب پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو جو جزو رابع ہے ہر پردے میں ہزار برس رکھا اور وہ مقام عبودیت، سکینت اور صبر و صدق اور یقین ہے۔ اس نور کو اللہ تعالیٰ ہر پردے میں ہزار برس تک ڈبوئے رکھا جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو پردوں سے نکالا اللہ عزوجل نے اسے زمین کی طرف روانہ فرمایا۔ اس نور سے زمین کی مشرق و مغرب کے مابین روشنی پھیل گئی۔ جس طرح اندھیری رات میں چراغ ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے آدم بنایا تو اس نور کو آدم کی جبین میں رکھ دیا پھر اسے شیث کی طرف منتقل کیا اور وہ نور پاک پشتوں سے پاک رگوں کی طرف اور پاک رگوں سے پاک پشتوں کی طرف منتقل ہوتا رہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی صلب میں پہنچایا اور ان سے میری ماں حضرت آمنہ بنت وہب کے حکم الطہر میں آیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ دنیا میں ظاہر کیا تو مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمت للعالمین اور تاج فرشتہ گین یعنی جن کے ہاتھ، پاؤں اور پیشانیوں قیامت کے دن چمکیں گی ان کا سردار بنا کر بھیجا۔ اے جاہل حیرے نبی کی خلقت کی ابتدا اس طرح ہے۔

مصنف امام عبدالرزاق راجی کی جرسنن و کبلی بار سیرت میں ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اور دوسری بار پاکستان میں جمعی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اصل حدیث تک رسائی دی ہے اور ہم حدیث کا متن مع سند، اہل اسلام کی خدمت میں پیش کر کے حضور پر نور سید المرسلین ﷺ کی اولیت و نورانیت کی وہ دلیل پیش کر رہے ہیں جسے اکثر محدثین و مفسرین و احمدیہ نے اپنی کتابوں میں سرکار ابد قرآن و ﷺ کی اولیت و نورانیت کیلئے بطور دلیل پیش کیا تھا اس حدیث کے بارے میں منکرین کے اکابر کا استدلال آگے آ رہا ہے۔

حدیث کے مستند ہونے کا ثبوت

اس حدیث کا عربی متن شیخ زادہ شرح قصیدہ بردہ ص ۹۸ تا ص ۱۰۰ اور فرہ پتی علی البردہ ص ۱۰۰ مطبوعہ نور محمد کراچی میں موجود ہے۔ نیز الدر المنجیدہ ص ۴ مصنف شیخ المسلمین امام احمد نوری کے حوالے سے الذکر الحسین ص ۱۸ تا ص ۲۲ پر بھی حدیث ہذا کا متن مرقوم ہے۔ شیخ الاسلام دالمسلمین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری نے حدیث جاریہ کو فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۴۰۸ اور صلاۃ الصفا میں نقل فرمایا ہے امام اہل سنت غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۳۰۶ھ نے اس حدیث کو اپنے رسالے میلاد النبی ﷺ میں نقل فرمایا ہے۔ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۳ پر یہ حدیث موجود ہے آپ نے اس حدیث کے بعد ارقام فرمایا ہے کہ مصنف عبد الرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ و امام ذرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ و امام احمد ابن حنبل متوفی ۲۴۱ھ و علامہ سہاسی اور علامہ دیلمی نے اپنی تصانیف جلیلہ فضل المقریٰ و مواہب اللدنیہ مطالع السمرات، طیس اور ذرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اکتفا کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۳) شیخ الحدیث حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کے تقریباً ۳۰ حوالے نقل فرمائے ہیں۔ نیز یہ حدیث سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۳۰ اور حجتہ اللہ علی العالمین ص ۲۹ و ۲۸ پر بھی موجود ہے۔

صاحب مصنف کا تعارف

امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ (صاحب مصنف) متوفی ۲۱۱ھ جلیل القدر محدثین کے استاد امام ہاشم بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ جیسے اکابر دین کے استاد اور امام بخاری کے استاد الامام ترمذی ہیں۔ ترمذی صاحب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۱ اور میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۳ اور نہایۃ الاختصاص ۲۱۳ پر ان کے حلقہ لکھا ہے کہ امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص امام عبد الرزاق

سے بھتر دیکھا ہے انہوں نے فرمایا میں نے کوئی ایسا محدث نہیں دیکھا جو فن حدیث میں امام عبدالرزاق سے بڑھ کر ہو یعنی امام عبدالرزاق فن حدیث کے شہنشاہ ہیں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں امام عبدالرزاق اشیبہ فی الحدیث، حافظ الحدیث صاحب تصانیف اور تمام اماموں کے نزدیک ثقہ ہیں۔ (حدی الساری ص ۵۸۸) شاہ عبدالغفر محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں امام عبدالرزاق فن حدیث میں بے عیب ہیں صحاح میں ان کی روایت موجود ہے۔ ہستان المحدثین ص ۱۲

اسی طرح فن رجال کی کتابیں حضرت امام عبدالرزاق کی صفت و ثناء سے لبریز ہیں۔ آپ فن حدیث کے اول ترین اماموں میں شامل ہیں اور اہل نقد نے فن حدیث میں آپ کو ہر عیب سے ہرانا ہے۔ مزید وضاحت ماہنامہ المسعود ماورق الاول ۱۳۲۳ھ میں دیکھیں۔

(صحیح) حضرت ﷺ کی نورانیت کے منکر کبھی امام عبدالرزاق پر شیعہ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں کبھی اناس نور اللہ پر اعتراض کرتے ہیں اور من کو قبول خود صحیحہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے نور کو گلوں میں تقسیم کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نور تجزی و تقسیم سے پاک ہے اور من تفسیر یہ ہے اور اضافت تخریفی و تعطیل ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، ارض اللہ، روح اللہ وغیرہ۔ جب اس طرح ان کی دال سنگی تو انہوں نے مصنف عبدالرزاق سے حدیث جابر کو غائب کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا یعنی وَ تَرَكْنَاهُ لَكَ وَ تَكُونُ۔ حدیث جابر مع سند معتبر عام پر آگئی۔ آپ کی اولیت و نورانیت کے منکروں منہ کالا کر گئی۔ عرش کبریٰ لوح قلم جنت حوریں غلمان و حضوان ملائکہ جگہ سورج چاند ستاروں کو نور کہنے والے۔ حضور پر نور ﷺ کے نور ہونے سے ماسطوم کیوں بچا ہیں؟ ان لوگوں کی اہل منطق اہل علم کی سمجھ سے بہت دور ہے امام عبدالرزاق کے معتبر تعارف اور حدیث جابر کے بارے میں ضروری حبیہ کے بعد اس حدیث کا مقام ملاحظہ ہو۔ تخلیق کائنات کے راز کو افکار کرنے والی یہ حدیث اپنی صداقت اور حقولیت کا لوہان ان لوگوں سے بھی منوا چکی ہے جو ان کے پیارے رسول ﷺ کی شان و مقام بیان کرنے والی حدیثوں سے چڑتے ہیں۔

اور ان حدیثوں کو بلاوجہ تنقید کا نشانہ بنا کر آقاؐ کا نامدار شیخؒ کے مقام اور مرتبہ کو گھٹانے اور حدیثوں سے بغاوت کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ فیہ الملوچ۔ علی حضرت مجدد دین و ملت قاضی بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَمَا تَقْنَأْكَ وَتَكُونُ كَمَا هُوَ سَابِقُ تَهْرُ ذَكَرَ هُوَ اَوْ نَحْنُ تِيرَا بُولَ هُوَ بَالَا تِيرَا

پانچواں باب

حدیث جابر دیوبندیوں کی نظر میں

غیر مقلدوں کے ظہیر (مدگار) نے حافظ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کو شیخ الطائفہ کا لقب دیا ہے اور اس کو امام دیوبند کہا ہے تھانوی صاحب نے حدیث جابر کو بطور دلیل اپنے کتاب فشر الطیب ص ۶ پر پہلی فصل میں پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے حدیث شریف کے لکھنے کے بعد وہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو عقیدہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول اُلُحْلق ہونا باوریت حقیقہ ثابت ہوا (یعنی ہمارے پیارے حبیب ﷺ نور بھی ہیں اور اول اُلُحْلق بھی ہیں) کیوں کہ جن جن اشیاء (مثلاً عقل یا ظلم یا پانی یا عرش) کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث سے دلیل ہے۔ مخلوق میں کسی چیز کو بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ سے اول ماننا اس دلیل کے خلاف ہے۔ لہذا حق یہی ہے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور کو بتلایا ہے۔

نمبر ۲: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی متوفی ۱۳۲۲ھ لکھتے ہیں۔ جابر نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اول میرے نبی کا نور پیدا کیا ہے پھر اس نور کو پھیلا یا اور اس سے لوح و قلم و عرش و کرسی ملک و ملکوت و عالم و آدم کو پیدا کیا۔ (عطر الودود ص ۲۲)

نمبر ۳: حافظ عنایت علی ہاڑوی دیوبندی، خلیفہ مہار تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتلائیے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا اے جابر، اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا ہے اس کے بعد ہاڑوی صاحب ایسے اشعار لکھتے

ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کا نور مبارک جلوہ لگن ہے ملاحظہ ہوں وہاں شعاع۔

سب دیکھو نور محمد کا سب سچ ظہور محمد کا
جبرئیل مقرب خادم ہے سب چا مشہور محمد کا
کہیں عاشق وہ محبوب ہوا کہیں پیوستہ محبوب ہوا
کہیں چاہر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں مثنیٰ روح عظیم ہوا
کہیں ہارون وہ خدیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں امیر اکمل ہوا آگ نرود میں روشن ہوا
کہیں چاہر اسامیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں پیادہ ہے کہیں شاخ کہیں پردانہ ہے
کہیں دانا کہیں دانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ثروت ابدال کہلویا ہے کہیں قلب دہریا ہے
کہیں ابن امام کہلویا ہے سب دیکھو نور محمد کا
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم) (بارغ جنت ص ۲۸۳ و ۲۸۵)

نمبر ۴: قاری محمد طیب کے لڑکے مولوی محمد اسلم قاسمی دیوبندی نے علامہ نور الدین عینی کی مشہور زمانہ کتاب انسان النعیم، کا ترجمہ کیا، حدیث چاند اس کتاب میں مرقوم ہے دیوبندی مترجم نے حسب دستور حدیث چاہر کو قبول کر کے اس کا ترجمہ لکھا ہے اور اس پر تنقیدی حاشیہ آرائی نہیں کی (ترجمہ انسان النعیم ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

نمبر ۵: حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کی نہایت پندیدہ کتاب اور اس طرح دیوبندیوں کے نامیہ رسول جناب رشید احمد گنگوہی کی معتد کتاب جو اہل سنت کے عظیم المرتبت فاضل علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری کے قلم فیض رقم کا شاہکار ہے یعنی "تاریخ حبیب اللہ" اس میں بھی حدیث چاہر سے سرکار ﷺ کی اولیت و نورانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۳ پر ہے کہ گنگوہی دیوبندی نے جناب ظہیر احمد دیوبندی کو حکم دیا کہ تاریخ حبیب اللہ لے جاؤ اور لوگوں کے سامنے اس کتاب سے میلاد شریف بیان کر دو چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ نیز تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب اشرف المصطفیٰ میں اس کتاب کے حوالے نقل کئے ہیں اور بخشی زیور حصہ ۱۰ ص ۵۳ و ص ۵۴ میں ان کتاب کو ان کے کتابوں میں شامل کیا ہے جو دیوبندی

بندگیوں کو نفع دیتی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ جہاں حدیث جابر سے محبوب خدا ﷺ کی اولیت و نورانیت کا سبق ملتا ہے وہاں اہل اسلام کے ایمان و یقین کو نفع ہوتا ہے۔ ۱۲ الحمد للہ علی احسانہ

تھانوی صاحب کے نزدیک دوسری نفع دینے والی کتابوں میں سے قصص الانبیاء بھی ہے۔

اس کے ص ۳ پر حدیث جابر باہیں مندرجہ ہے روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل ابن ابی حاتم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سے فرمایا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ایک روز میں جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت سراسر سعادت میں بیٹھا تھا کہ جابر بن عبد اللہ انصاری نے حضرت ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر تصدیق ہوں فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سب موجودات سے پہلے اس خالق نے میرا نور پیدا کیا ہزار برس تک وہ نور میرا قدرت الہی کے مشاہدے اور شہادے میں مصروف رہا۔

مترجم بالا احادیث سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اول بھی ہیں اور نور بھی۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

حدیث جابر جس کو مستند احمدیہ نے قبول فرما کر اپنی معتبر کتابوں میں لکھا اور عقائد کا استنباط کیا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور سید الاولین و الاخرین ﷺ کائنات کی پہلی تخلیق کو جانتے ہیں آپ نے ان کے عقیدے کی تردید نہ فرمائی بلکہ جواب باصواب عطا فرما کر ان کے ایمان و عقیدے کو پختہ کر کے اپنی شان اولیت و نورانیت کو علی الاملان واضح فرمایا۔ کیونکہ آپ کا اول الخلق ہونا قرآن مجید کی متعدد آیات سے بھی ثابت ہے۔ (کامر)

چھٹا باب

حضور ﷺ کی اولیت و نورانیت کے بارے میں

غیر مقلدوں کے حوالے ملاحظہ ہوں

غیر مقلد اسے کہتے ہیں جو فقہ کے چار اماموں (امام اعظم متوفی ۱۵۰ھ و امام مالک متوفی ۱۷۹ھ و امام محمد بن اور نس شافعی متوفی ۲۰۳ھ و امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے اجتہاد و فتاویٰ و مقامات اور ان کے استنباط و فقہ کی تدوینی خدمات کو نہ مانے اور اپنی تین بجائے میں لگا رہے۔ غیر مقلد اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کیلئے گرگٹ کی طرح ہر دور میں اپنا نام بدلتے رہتے ہیں ان کے خود ساختہ عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ صرف اور صرف بشر ہیں حضرت عہد اللہ و حضرت آدم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طاپ سے وہ معرض وجود میں آئے ان کی اولیت و نورانیت کا ذکر محکم صرف صوفیوں اور برہمنوں نے رچا دیا ہے اور نبی کو انسانوں سے نکال کر نور بنا دیا ہے چنانچہ غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ان کی تعظیم انسانوں کی ہی کرنی چاہئے (تقویۃ الایمان ص ۶۰ مطبوعہ دہلی و ص ۸۵ مطبوعہ کراچی) اور دہلوی یہاں آگے بھل کر کہتے ہیں۔

کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بولنا اور جو بشر کی ہی تعریف ہو سو ہی کر و سوان میں بھی اختصار ہی کرنا اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔ (تقویۃ ص ۶۳ دہلی و ص ۸۹ کراچی)

تاریخ: اس غیر مقلد نے حد کر دی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تعریف بڑھ چڑھ کر کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپ پر صود پڑھتے ہیں مومنوں کو درود سلام زور لگا کر پڑھتے کا حکم دیا ہے۔ لیکن غیر مقلد نے محبوبان خدا کو عاجز بندے اور بھائی بنا کر عام انسانوں میں لا کھڑا کیا ہے۔ چاہے خدا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی

تقریب اور آپ کی اولیت و نورانیت کا اعلان ایسے حزبِ مذہبوں سے بھی کرایا دیتا ہے۔
چنانچہ

حدیثِ جابر سے غیر مقلدوں کا استدلال

ترجمانِ غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے غیر مقلدوں کی ہدایت کے لئے کتاب ”الہدیۃ الہدی“ تالیف کی اور اس کے بارے میں قلم خود لکھا ہے کہ ”بیت فیہا العقائد الصحیحۃ لا ھل الحلیث“ یعنی میں نے اس میں اہل حدیث کے لئے صحیح عقیدے بیان کر دیئے ہیں اور اپنے صحیح عقیدوں میں سے ایک عقیدہ انہوں نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔

بِذَاءِ اللّٰہِ سُبْحَانَہُ الْخَلْقُ بِالنُّورِ الْمُحَمَّدِیْ ثُمَّ بِالْمَاءِ ثُمَّ خُلِقَ

الْعَرْشُ عَلٰی الْمَاءِ ثُمَّ خُلِقَ الرِّیْحُ ثُمَّ خُلِقَ النَّوْنُ وَ الْقَلَمُ

وَاللُّوْحُ ثُمَّ خُلِقَ الْعَقْلُ فَالنُّورُ الْمُحَمَّدِیْ مَادَّةُ اُولٰٓئِہِ لَخَلْقِ

الْاَرْضِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْہَا (ہدیۃ الہدی ج ۱ ص ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز حضور ﷺ کے نور کو پیدا کر کے کیا حضور ﷺ کے نور کے بعد پانی کو پیدا کیا پھر مانی پر عرش کو بنایا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر دواتِ قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو پیدا کیا پس نور محمد ﷺ زمینوں و آسمانوں اور مایعہا کی پیدائش کا مرکزِ اول ہے۔
مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے حدیثِ جابر سے حاثہ ہو کر یہ عبارت رقم کر کے اس کو صحیح عقیدے کے طور پر ثابت کیا ہے اور اہل سنت کے سچے عقیدے جیسا عقیدہ رکھنے کی اہل حدیثوں غیر مقلدوں کو ہدایت دی ہے۔ شاید وہ ہدایت پا جائیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں۔

خاص گھس آپ کے آنحضرت میں مختصر ہیں آپ کی نبوتِ حقدّم (اول) تھی اور آدھ اپنی طہنت میں منہدل (خیر) تھے اور سب سے پہلے آپ ہی سے چٹاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ نے است بریکم کے جواب میں اٹلی کہا۔

آدم اور جمیع مخلوقات آپ کیلئے پیدا ہوئے اور آپ کا نام عرش پر رکھا گیا اور ہر آسمان و جنت بلکہ سائر ملکوت میں آپ کا نام لکھا ہوا ہے اور طالعہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

(شمسہ خبریہ ص ۳۰)

غیر مقلدوں کے شیخ الخاٹم تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے۔ مثلاً سب سے پہلے آپ کا نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول ”الست برکم“ کے جواب میں آپ کا یحییٰ فرمانا آپ کا نام عرش پر رکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا (نشر المصیّب ۲۱۶) یعنی یہ تمام فضائل آپ ہی کو حاصل ہیں۔

غیر مقلدوں کے ایک امام کا عقیدہ

محدث ابن جوزی منبلی متوفی ۷۵۹ھ اہل سنت کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہیں فقہ میں وہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے حضور غوث الاعظم سیدنا ابو محمد نجی المدین سید عبدالقادر جیلانی الحنفی والسنی کے دوس میں شریک ہو کر ان کے فیوض و برکات سے استفادہ کرتے تھے۔ مشہور عاشق رسول حضرت شیخ سعدی شیرازی کے استاد تھے غیر مقلدوں نے حسب عادت امام علامہ ابن جوزی محدث کو بھی اپنے اصحاب میں سے مان کر ان کے فرمان کو اپنے لئے خود بخود حجت بنالیا (جدید السہدی حصہ اول) محدث ابن جوزی بار بار ہر کار کی اولیت والے ارشادات کو بلا تنقید نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اور زمین کا فرش بچھانے اور آسمان کو بلندی بخشنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اپنے نور سے ایک جلوہ ظاہر فرما کر اس کو حکم دیا کھڑی محمد بن جاوہ نور محمد بن کر بلند ہوا اور حجاب عظمت کو چھوٹنے لگا پھر وہ نور محمد مجدد رب ہو گیا اور الحمد للہ بن سنے لگا اللہ تعالیٰ نے نور محمد ﷺ کو فرمایا میں نے تجھے اس لئے ہی پیدا کیا ہے اور میرا نام محمد رکھا ہے پھر فرمایا اب تم سے مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور تم پر رسالت کو ختم کروں گا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور محمد ﷺ سے لوح قلم وغیرہ کو پیدا کیا اور قلم کو حکم دیا کہ قلم نے عرض کیا

مولا میں کیا کھسوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) (اسلامِ داغی ص ۱۶)
محدث ابن جوزی نے اس عقیدے کو حدیثوں سے ثابت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

قال ﷺ كنت نبيا و آدم بين الماء والطين وانا اول من
جاء في وجود العالم ولا ماء ولا طين ولا جسم ولا آدم
وقد سئل النبي ﷺ من اول ما خلق الله في الكون فقال
اول ما خلق الله نورى ومن نورى خلق جميع الكائنات

(اسلامِ داغی ص ۲۳)

”حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے
درمیان تھے اور میں ہی سب سے پہلے عالم وجود میں آیا ہوں اور اس وقت پانی،
مٹی، جسم اور آدم کچھ نہ تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے
سب سے پہلے کس چیز کو بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے
میرے نور کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے۔“

محدث ابن جوزی درج ذیل احادیث سے بھی اولیت رسول ﷺ کا استدلال
کرتے ہیں حضرت میسرۃ النخعی نے بارگاہِ رسول ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
یعنی کنت نبیا؟ قال و آدم بين الروح والجسد

”یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم
کے درمیان تھے۔“ (الوفی ج ۱ ص ۲۳)

محدث ابن جوزی نے حدیث مندرجہ بالا کو حضرت میسرۃ سے تفصیلاً روایت کیا ہے۔
جو یہ ہے۔ حضرت میسرۃ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا
میں اس وقت نبی تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں کو بنایا اور جب عرش
معرض وجود میں آیا تھا تو ساقی عرش پر لکھ دیا محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء اور اللہ نے جنت کو
بنایا اس میں آدم دھوا کو بنایا اس کے ابواب و اسواق و قباب و دیام پر میراث نام لکھا اس وقت

آدم روح اور جسم کے مابین تھے پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ نے حیات بخشی تو آدم نے عرش کی طرف نگاہ ڈالی اس پر میراث لکھا پایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم "انہ سید ولدک" وہ تیری اولاد کے سردار ہیں جب شیطان نے آدم علیہ السلام کو اسے دھوکہ کیا۔ تو انہوں نے توبہ کرتے ہوئے میرے نام سے شفاعت چاہی۔ (توان کا کام بن گیا)

(الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہوتا تھا تو وہ عرش کرنے لگے۔ مولا محمد ﷺ کے وسیلے سے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد (ﷺ) کون ہیں؟ عرض کیا اے اللہ تو نے جب مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش کی طرف دیکھا اس پر لکھا تھا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) میں نے اس وقت جان لیا تھا۔ کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ کہ آپ نے ان کا نام اپنے نام سے ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیچ ہے۔ میں نے تجھے ان کے وسیلے سے بخش دیا ہے اور وہ تیری اولاد میں آخری نبی ہیں۔ لولاہ لما خلقتک یا آدم اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بنا۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ فرزند ان آدم علیہ السلام بڑی شدت سے ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے کہ بارگاہِ وحدت میں کرم کون ہے؟ کسی نے کہا، اپنا ماما آدم، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت سے بنایا اور وہ مجھ کو ملا لگے ہوئے اور کسی نے کہا نہیں، ملا لگے کرم ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں، "لا یعصون اللہ" (جب وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائے) تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آگئے۔ اور پوچھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا کون ہے تو آپ نے فرمایا (دشمنِ نبوہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جب روح کی دولت سے نوازا تو میں اٹھ بیٹا، میرے سامنے عرش چمکنے لگا میں نے اس پر لکھا پایا، "محمد رسول اللہ ﷺ" ہیں آپ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کرم ہیں اور آپ ہی اسے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳)

نبی کی۔

نمبر ۳: حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

كنت اول النبيين في الخلق و آخرهم في البعث فبداء
بي قبلهم

”پیداؤں میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں ان کے بعد ہوں اس لئے
میرا ذکر ان سے پہلے کیا گیا ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۸ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۵: شب معراج حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جعلتك اول النبين خلقا و آخرهم بعثا

”میں نے آپ کو سارے نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور ان کے بعد بھیجا۔“

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا گیا

يا رسول الله ﷺ مني كنت لبيا قال آدم بين الروح والجسد

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا جب آدم طہر السلام روح اور جسم کے

درمیان تھے۔

محدث ابن جوزی اور حافظ ابن کثیر کی منقولہ احادیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ
انہوں نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا و احسان سے ابتداء آفرینش کے حالات
سے باخبر ہیں وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ ہی کی ذات باہرکات سے مخلوق کی ابتدائی
ہوئی اور سب سے پہلے نبوت کا تاج بھی آپ ہی کے سر مبارک پر سجایا۔ تمام انبیاء کرام
حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک سب آپ کے فیض یافتہ اور نعمتوں کے حصول میں
آپ کے رہن منت ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے

ارقام فرمایا ہے۔

وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ فَنُورَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانَ أَظْهَرَ وَ

أكْبَرَ وَأَعْظَمَ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ وَ هَذَا تَنْوِيهِ عَظِيمٌ وَ تَنْبِيْهِ ظَاهِرٌ

علی شریفہ و علو قدرہ (الہدیۃ النہایۃ ج ۲ ص ۳۲۱)

جب انبیاء کرام کے نور کا عالم یہ ہے تو حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس کا عالم کیا ہوگا۔ کیونکہ آپ کا نور تو ان سب کے نور سے اظہر زیادہ ظاہر، اکبر بہت بڑا، اعظم سب سے بڑھ کر ہے اور اس سے آپ کے نور کو بلند سے بلند ترین کرنا ہے۔ اور آپ کے شرف و علو قدر سے علی الاعلان آگاہ کرنا ہے مولوی ظیل احمد انجموی دبی ہندی کے شاگرد مرید مولوی عزیز الرحمن (دبی ہندی) خواجہ خواجگان غوث زمان حضرت خواجہ غلام قریہ (متوفی ۱۳۱۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حسن ازل و احیاء انکھار احدوں دیس دہا تھی احد

ذات الہی کے مظاہر اور حسن ازل کے نور کی شعاعیں ظاہر ہوئی ہیں جو ذات پاک احمد ﷺ کے ہمیں میں دنیا کی تعلیم و ہدایت کیلئے مبعوث ہوئی ہیں یعنی مناظر حسن الہی نے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں اپنا رنگ دکھایا ہے (شرح دبی ان فرید ۹۷)

غیب الغیب دے دیسوں آیا شہر شہادت دہرا لایا

احدیت دا گھٹ اناں تھیا اظہار تون محض متید

آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں ہے غیب الغیب کے دیس (وطن) سے

شہادت شہد کے مظہر میں آکر قیام کیا ہے اور ذات باری عزاسے کے اسرار قدرت

اور موزن قدرت کا حجاب اچھڑ کر ذات مطلق کے مظاہر حسن حقیق کو ظاہر فرمایا ہے۔

اور محض متید کے تہودے آگاہی بخشی ہے۔ (شرح دبی ان فرید ص ۹۹)

احد اوہے احمد اوہے ہم دے اوہے دڑی سوہے

حسبان قریہ رکھیں ہر آن

اسے فرید ہمیشہ یہ خیال رکھنا کہ ذات نبوی ﷺ یعنی ذات احمدی میں اسی ذات پاک پروردگار عالمی کا نور جلوہ نما ہے۔ صرف ہم کا پردہ یعنی مخلوق ہونے کا حجاب ہے اور اسی حجاب کی آڑ میں دنیا کو متوالہ اور فریفتہ کر رکھا ہے۔ حضرت بیدل صاحب کا یہ شعر اس کافی کے حسب حال ہے۔

جلی ہاست حق را در لباس ذات انسانی

شہود غیب اگر خراعی و جوب است امکانی

(شرح دیوان فرید ص ۳۳۳)

ساتواں باب

کائنات کیوں بنائی گئی

یہ ایک حقیقت ہے کہ کائنات ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ تھا، ہے اور رہے گا اور وہ بے نیاز کائنات کی کسی چیز کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے جب اللہ تعالیٰ کائنات کا محتاج نہیں تو اس نے کائنات کیوں بنائی ہے؟ اس سوال کا پیدا ہو جانا فطرتی معاملہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کائنات کو نہ بناتا تو اس کی قدرت، قوت، طاقت اور قبضہ و اختیار کا اظہار کیسے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو مع صفات کے منوانے کیلئے کائنات کا کارخانہ چار کر کے فرمایا ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو زمین کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے۔ تو نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے کوئی رخسہ نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا، نظر حیرت کی طرف، کام پلٹ آئے گی جھگی مامی (الکلب) دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ (الطلاق) اس طرح کی آیتیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و صنعت کی طرف توجہ مبذول کراتی ہیں۔ دو حدیثیں مخلوق کی پیدائش کے سلسلہ میں پیش نظر ہیں سیدوں حدیثیں حدیث قدسی کہلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كُنْتُ كَنزًا مَخْطُومًا فَاحْبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَاخْلَقْتُ الْخَلْقَ

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے پسند کیا کہ اس اپنی شناخت کراؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

تفسیر مظہری عربی ج ۱۰ ص ۳۰۳-۳۰۴ اردو ج ۱۲ ص ۷۰۷-۷۰۸ ترجمہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ شرح زیان طریحہ و در سال فی تاجید متقیر صوفی ص ۳۰ مع القبر الصادق عربی دمشقی شریف دفتر چارم ص ۲۶۳

خواص، مگر توحید حضرت خواجہ غلام فرید ادا ساجد فی اللہ ماحمدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 تخت کھنڈا خاص کو اسی پہلے حب خود ذات کوں آغی جیس سا کئے، خزا جمل جہاں،
 نای نامح نہ حق مایع مشق اسوا دین ایمان۔
 وہابیوں کے مسلمان غیر مقلد کہتے ہیں کہ کنز حق حضور ﷺ کی ذات ہر کائنات ہے۔
 (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۱۳)

دوسری حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد خلقت الدنيا و اهلها لاعرفهم كبريتك و

منزلتك صدی، لولاک لما خلقت الدنيا الخ

”اے محبوب میں نے دنیا اور اس میں رہنے والوں کو اس لئے بنایا ہے کہ انہیں
 آپ کی اس کرامت و شرافت، عزت و عظمت سے آگاہ کروں جو میرے نزدیک
 ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔“

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۴۳) و ترجمہ اللہ علی العالمین ص ۲۹

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و مایعہا کو صرف اپنی
 معرفت اور اپنے محبوب کی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ حضور ﷺ
 نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم اس وقت بلند کیا جب دنیا انسانیت خطہ کے کائناتان عبود کرہی
 تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی شان کو قرآن مجید میں اس
 طرح بیان فرمایا کہ اس طرح کوئی آپ کی تعریف کر ہی نہیں سکتا۔ اس ایک آیت کو دیکھ
 لیں۔ آپ کا مقام رفعت و شان عصمت ہو رہا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يَهْتَمُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ
 نَبَاۡئِهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَّمُوْا عَلَیْهِمْ وَاَسَلُوْا عَنْہُمْ (الاحزاب) ”اے شک اللہ
 (عزوجل) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان
 والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجتے۔“ آپ کے مومنین اور مخالفین کے بارے میں اللہ تعالیٰ

جل شانہ نے اعلان فرمایا۔ اِنَّ الَّذِي يَتَّبِعُ يُؤْتِيهِ اللهُ ذِكْرًا وَلَهُ مَسْئَلَةٌ لِّعَلَّكُمْ اللهُ فِي السَّعَاتِ وَالْآخِرَةِ وَآعَدَ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (الاحزاب) ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں دونوں آجوں پر غور و غوض کرنے سے آپ کی عزت و عظمت اور آپ سے محبت و الفت اور آپ کو تکلیف دینے اور مخالفت کرنے کا انجام سامنے آ جاتا ہے۔“ لولاک (الحدیث) یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بنا تا۔ یہ حدیث اس چیز کا اظہار کر رہی ہے کہ آپ پہلے ہیں اور دنیا بعد میں حاصل مطلب یہ ہے کہ آپ بنے تو دنیا بنی آپ نہ ہوتے تو دنیا نہ بنی۔ اس لئے یہ کہنا کہ آپ قدرت الہی کا جلوہ اول اور شہکار و اعظم اور مظہر ذات ہیں تو بالکل حق و صواب اور بجا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کے ہرگز متنافی نہیں بلکہ اس کی تائید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا تُنْصِتُ لِيَ اِنِّیْ اَنَا اللهُ تَعَالٰی (القصص: 30) یہ آواز آپ کو اس درخت سے سنائی دی جہاں گ کا شعلہ بنا ہوا تھا۔ جب یہ چیزیں مظہر خدا بن سکتی ہیں تو انسان بالخصوص اول المخلوقین علیہ السلام تو اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چوں روا بود انا الله از درخت کئے روا نبود کہ گوید نیک بخت
 ”جب درخت سے انا اللہ کہا جاتو ہے تو کیوں جاتو نہیں اگر نیک بخت کہہ دے۔“
 خلاصہ یہ کہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حید و رسالت کا پرچار ہو اور انسان اپنے خالق حقیقی کی معرفت و محبت سے سرشار ہو، اس کا ذریعہ انبیاء و کرام کی اطاعت و پیروی ہے اور وہ مقدس حضرات مطہر ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ
 ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ (النساء: ۶۴)

”اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے یعنی رسول باذن اللہ مطہر ہوتا ہے اس کی اطاعت کرنے والا کامیابی سے

ہمکنہ ہو کر بارگاہ الہی کا مقرب بن جاتا ہے۔

آیت کا اطلاق اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تمام کائنات انبیاء و مرسلین کی مطیع ہوتی ہے حضور ﷺ کی اول الخلق ہوتے ہوئے عین مطاع کائنات ہیں، گردش لیل و نہار بھی آپ کے تابع ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔ **وَسَبِّحْ لِلَّهِ الْمَشْنُوعَ وَالْقَبْرَ وَالْأَهْلِينَ وَسَبِّحْ لَهُمُ الْبُيُوتُ وَالْأَنْبِيَاءُ** (ہر ایم) اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے تابع کر دیا ہے کہ دونوں گھومتے ہوئے اپنا چکر کھاتے ہیں اور دن رات بھی تمہارے کام میں لگائے ہوئے ہیں۔
(ترجمہ مولوی شامی غیر مقلد)

سورۃ النحل آیت ۱۲ میں ہے۔ **وَسَبِّحْ لِلَّهِ الْبُيُوتُ وَالْأَنْبِيَاءُ** اور سحر کیا واسطے تمہارے سورج اور چاند اور تارے سحر ہیں ساتھ حکم اس کے (ترجمہ ارشاد رفیع الدین) سورۃ الحج آیت ۶۵ ملاحظہ ہو۔ **أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِی الْأَرْضِ وَالْفَلَکِ شَيْئًا فِی الْبَحْرِ** کیا نہ دیکھا آپ نے یہ کہ سحر کیا واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے اور سحر کیا کشتیوں کو جو چلتی ہیں دریا میں ساتھ حکم اللہ کے۔ مولوی وحید الرحمن غیر مقلد اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ نے زمین میں جتنی چیزیں ہیں تم لوگوں کے بس میں اور اختیار میں کر دی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات الہیہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے تابع کر دی ہیں اور آپ کو سب کا مطاع بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ عین کائنات اور تحریف فی الکلوبین ہیں جو فرشتے و ارواح صالحین و مرآت ہر چیز میں وہ تارے و بارے نبی ﷺ کے غلام ہیں۔ علماء و پوہند کے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ”عارف“ کے بارے میں فرماتے ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر تحریف ہو جاتا ہے اور ”سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ وہی اختیار ہو جاتا ہے (کلیات امدادیہ ص ۲۷) مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے مولوی صہب اللہ شہید نے لکھا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ہے۔

شیخ محقق حضرت شاعر محمد عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، غوث الانوار حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ المعجز کے اختیارات کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

(غوث پاک) سے لاتعداد کراماتیں ظاہر ہوئیں (۱) کلوکات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا (۲) انسانوں و جنات پر نگرانی (۳) لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت (۴) عالم ملکوت کے باطن کی خبر (۵) عالم جبروت کے حقائق کا کشف (۶) عالم لاہوت کے سرستہ اسرار کا علم (۷) مواحب غیبیہ کی عطا (۸) پانچ الہی حوادث زمانہ کا تصرف و اختلاط (۹) مارنے و جلانے کے ساتھ تصف ہونا (۱۰) اندھے اور کور کو دیکھنا و سنا کرنا (۱۱) مریضوں کو صحت دینا بیماروں کو شفا بخشنا (۱۲) طے زمان و مکان (۱۳) زمین و آسمان پر اجرائے حکم (۱۴) پانی پر چلنا (۱۵) ہوا میں اڑنا (۱۶) لوگوں کے تخیل کو بدلنا (۱۷) اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا (۱۸) غیب کی اشیاء دکھانا (۱۹) ماضی و مستقبل کی باتوں کا اعلان اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اقتدار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں اور نہ کورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطے سے قاصر ہے۔

(اخبار الاخیار قاری ص ۷۱ اور رد ص ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷)

بھیا الاسرار وغیرہ کتب میں مرقوم ہے کہ مینے دو سال وغیرہ حضور غوث اعظم کی اجازت سے حصہ شہد پر آتے تھے قصیدہ غوثیہ میں آپ نے بیان کیا کہ دہلی فرمایا۔

وما منہا شہرہ او دھور تعرو تقضی الا انانی

”مینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلاشبہ وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔“

و تخیرونی بما یاتی و یجری و تعلمنی الخاقصر عن جدالی

”اور وہ مجھے گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر و اطلاع دیتے ہیں

(اے منکر) جھگڑے سے باز آ جا۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی ووقتی قبل قلبی قد صفالی
 ”اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت
 میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا۔“

اولیاء اور علماء کا مشفقہ عقیدہ یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ان کی جملہ شیاؤں ولی کامل یعنی
 عارف کے قبضہ و اختیار میں ہوتی ہیں۔ ہاں یہاں بات ہے کہ وہ باوجود قبضے اور اختیار کے
 اپنے خدا اور اختیار کو استعمال میں نہ لائے اس کو بے اختیار ماننا قرآنی عقیدے کے خلاف
 ہے۔ مولوی مصنف اللہ شہید فرماتے ہیں۔ عالم ملک و عالم ملکوت (یعنی زمین و آسمان) میں
 خدا کے حکم سے تصرف (قبضہ) کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیت کہتے ہیں (کلیات
 اہلادیہ ص ۱۱ نمبر ۲) یعنی دنیا نے ولایت میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کمالین عارفین اللہ
 تعالیٰ کے حکم سے کائنات میں عمل و دخل کے بھار ہوتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی
 دہلوی نے جمال الاولیاء میں ان کا قبضہ موت و حیات میں بھی تسلیم کیا ہے ان میں سے
 بعض واقعات کو ہم نے اپنی کتاب ”غوث اعظم غیروں کی نظر میں“ میں درج کر دیے ہیں،
 وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کی کتاب الفرقان میں بھی ایسی اشارہ ملتا ہے اور ترجمان وہابیت
 امام غیر مقلدیت مقتدائے دہلوی مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب الامان راہ ولایت
 اور کامل بزرگوں کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس مرتبے
 کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے ذمے میں شمار کئے ہوئے ہیں۔ جن کو
 ملاوہی کی تدبیر امور (یعنی دنیا جہاں کے معاملات کو چلانے) کے بارہ میں الہام ہوتا ہے
 اور اس (تدبیر و الہام) کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں پس ان بزرگوں کے
 حالات کو بزرگ فرشتوں کے اعمال پر قیاس کرنا چاہئے۔ (صرح مستقیم ص ۶۵)
 مولوی محمد اسماعیل دہلوی وہابی نہایت صراحت کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرتے
 ہوئے لکھتے ہیں وہ (اولیاء اللہ) اپنے مولیٰ تعالیٰ کے مال و ملک میں اس طرح تصرف

کرتے ہیں جیسے ایک غلام فرما تیرا راجے مولیٰ کے مال و ملک میں اس کی اجازت سے ہے
کھٹکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۲)

دہلوی صاحب نے سیدنا علی کریم کی فضیلت اور آپ کے اختیار کے بارے میں جو
عقیدہ رکھا ہوا تھا اس کا اظہار یوں کیا ہے۔ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی
ایک گونا فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقام
ولاہیت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانے سے
لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا اور بادشاہوں کی بادشاہت اور
امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر غفلت نہیں۔

(صراط مستقیم ص ۱۰۹)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو بیک وقت غیر مقلدوں اور دوجہ بندیوں کے مشترک پیشوا
ہیں، کی مندرجہ بالا عبارت سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

- (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر
ایک گونا فضیلت ثابت ہے (۲) حضرت علی کے فرمانبرداروں کی تعداد حضرت ابو بکر و عمر
رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں سے زیادہ ہے (۳) ولیوں میں غوث قطب ابدال ہوتے ہیں
یہ عارض اور لائق فائز ہونے والے جے ہیں۔ (۴) اولیاء اللہ کے تصرفات و اختیارات
زمانہ طلوی سے لے کر قیامت تک حضرت علی کی وساطت و وسیلے سے انجام پارہے ہیں
(۵) بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت بھی آپ کے عمل و دخل سے وجود میں
آ رہی ہے۔ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اختیارات و حکومتی نظام میں عمل و دخل عالم
ملکوت کی سیر کرنے والوں پر غفلت نہیں (۷) مندرجہ بالا عقیدوں سے ثابت ہوا کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور پوری کائنات کو کچھ کر اس میں اپنا تصرف و اختیار استعمال کر رہے
ہیں ان کی مرضی کے بغیر کسی کی بادشاہت و امارت نہیں چلتی اور باقی نظام قطبیت و غوثیت
و ابدالیت بھی انہی کے فیض و وسیلے سے جاری و ساری ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاحوں،

فرشتوں اور صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا تصرف و اختیار خود وہابیوں کے گمراہی سے ثابت ہو گیا ہے تو ان کے آقا و مولا حبیب خدا علیہ التحسینہ و الشاہدین علیہ السلام کے تصرف و اختیار کونسی و تشریحی کا انکار کیونکر ممکن ہوگا؟ انصاف کا حکم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تصرف و اختیار و قبضہ و اقتدار اور عطا الہی ان سب سے بڑھ کر ہے جس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کا ہوگا نہیں۔ آپ کے ایک مقتدی جناب حضرت حبیبی علیہ السلام باذن اللہ مٹی سے پرندے پیدا کرتے تھے اور بار بار زاداعموں کو نور دیتے تھے، کوڑھیوں اور مریضوں کو نور اشفا بخشتے تھے اور آٹھ چھپکنے سے پہلے ہزاروں سالہ مردے زندہ کر دیتے تھے اور غائب چیزوں کی خبروں کا انبار لگا دیتے تھے۔ (آل عمران آیت ۴۹)

ان کی والدہ ماجدہ بی بی مریم علیہا السلام عجور کے گلے سڑے درخت کے تنے کو ہاتھ لگاتی ہیں تو وہ ہر اجر اور اجر پر بھجور کا تازہ پھل ڈالتی ہے بی بی اشارہ کرتی ہیں تو بچے سے شفاف پانی کا چشمہ ابھتا نظر آتا ہے (مریم آیت ۲۳، ۲۵) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جن عرض کرتا ہے کہ چار ماہ کے قاصطے پر پڑا ہوا بھٹس کا تخت آپ کے کمر اٹھانے سے پہلے لاسکا ہوں۔ حضرت آصف بن برخیا نے عرض کیا کہ میں اس تخت کو آٹھ چھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں لاسکا ہوں (انمل آیت ۳۹، ۴۰) اور فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں اور آپ کے غلاموں کو نجات دینے آئے ہیں۔ (یعنی مشکل کشائی اور حاجت روائی، ماورجہای و برہادی اور ان کی موت و ہلاکت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔)

(العنکبوت آیت ۳۱، ۳۲)

باذن اللہ نفع و نقصان دینے کی طاقت کا مخلوق میں پایا جاتا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وہ قرآن جس کے فرقان ہونے کا کسی کو شبہ نہیں اور حج شرک و کفر و ملامت کی حج کئی کرتا ہے۔ اور محمد بن خدا کے اختیارات تشریحی و کونسی کا دم بھرتا ہے۔

بہت بڑا تیز ہے۔ وہ مجبور کا خشک تاج جس کو آپ نے منبر بنایا تھا آپ کی خدمت میں چلا کر رویا قریب تھا کہ وہ دوتے دوتے پھٹ جاتا جب آپ نے اس کو سینے سے لگایا تو اس کو تسکین ملی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، موفی ج ۱ ص ۳۲۱، نشر الطیب ص ۲۱۰) سرکارِ مونی علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی نواحی بستی میں آپ کے ساتھ تیا تو۔

لما استقبلہ حبل ولا شجر الا وهو يقول السلام علیک یا رسول اللہ جو پتھر اور درخت سامنے آتا وہ کہتا ہے السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۳۰) مندرجہ بالا دونوں واقعات میں صرف آپ کی نگاہِ محبت کا اثر و فیض ہے یعنی آپ نے تو لا دھلا ان کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ حضرت ابو بکر و حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابوالوشم بن العتبان کے گھر گئے۔ اس نے دیکھ کر کہہاں صاحبِ ہمارا رسول اللہ ﷺ میری دلی خواہش تھی کہ آپ مع اصحاب میرے گھر تشریف لائیں میں نے اپنے گھر کا تمام اثاثہ اپنے بھائیوں میں بانٹ دیا ہے، ابوالوشم کے گھر کے کونے میں ایک مجبور کا درخت تھا آپ نے فرمایا اجازت ہو تو ہم چند مجبوریں کھالیں اس نے عرض کیا کافی عرصہ سے اس پر پھل نہیں لگا، آپ مالک ہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ بیالے میں پانی لاؤ آپ نے کلی کر کے وہ پانی اس درخت پر ڈال دیا فوراً اس پر خوشے ٹٹکے لگے اور بڑی بڑی پکی مجبوریں آگئیں آپ نے فرمایا یہ جنت کے باغ کی مجبوریں ہیں یہ یہاں کھالو باقی جنت میں ملیں گی۔ (شواہد لدیو ص ۱۹۵)

ایک بار آپ کو حضرت جابر کی دعوت تھی اس نے بکری کا بچہ ذبح کیا، جابر کے دو بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا کہ آتے جتناؤں ہمارے والد نے ہمارے بیٹے کو کس طرح ذبح کیا ہے، پھر اس نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نالائی سے اسے ذبح کر دیا، ان کی ماں نے یہ منظر دیکھا تو ان کی طرف بڑی بڑا چٹا ڈر کی

وجہ سے مکان کی چھت پر چڑھ گیا ماس اس کے پیچھے بھاگی تو وہ چھت سے نیچے گر گیا اور
 داخلِ جہنم ہو گیا۔ اس صابرہؓ نے بی بی نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور دونوں بچوں کی لاشوں
 کو ایک کمرے میں رکھ کر اور پر ایک کپڑا ڈال دیا اور بغیر کسی غم کے کھانا پکانے میں مشغول ہو
 گئی، جب سرکارِ تحریف لائے تو کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے
 فرمایا۔ پروردگار کا حکم ہے کہ چاہر کے بچوں کے ساتھ کھانا کھاؤں چاہر نے بچوں کو بہت
 تلاش کیا مگر ان کا سراغ نہیں نکلا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ اس وقت موجود نہیں
 بچوں کی ماں سے پوچھا گیا تو اس نے بچوں کی لاشوں سے کپڑا اٹھایا گھر میں کھرام برپا ہو
 گیا، مہیاں بیوی سرکار کے قدموں میں گر پڑے سرکار نے بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا
 فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندگی بخش دی۔

(شواہد النبوة ص ۱۳۳ و ص ۱۳۴ مدارج النبوة ج ۱ و ج ۲ ص ۳۵۹)

ایک بار آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کی بکری کا گوشت کھا لینے کے
 بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔

(مدارج النبوة ج ۱ ص ۳۶۱، ج ۲ ص ۳۶۲، حصہ شمس کبریٰ ج ۲ ص ۷۲)

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لو شفت لسارت
 معی خیال اللہب اگر میں چاہتا تو سارے پہاڑ سولے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ عرب کے پہاڑ سونگھ اٹھ رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ
 تعالیٰ نے جو کثیر و کثر، عظیم و اعلیٰ انعامات عطا فرمائے ہیں۔ ان کو اللہ اور شمار میں لانا کسی
 شخص کی بات نہیں۔

وہابیوں کے حافظہ اشرف علی تھانوی آپ ﷺ کے حجرات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کہ سارے کلام اللہ میں کچھ اور ستر ہزار کلمے ہیں، جب ستر ہزار کو دس پر تقسیم کریں تو
 سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو ہجڑے ہیں اگر

ان کی توشیح کو نبیوں کو لیا جاوے جن میں تیرہ الکلام المسبین میں جمع کی ہیں اور ستر ہزار سے جس قدر بیشی ہے اس کو بھی دس پر تقسیم کر کے حاصل قیمت کو ملایا جائے تو اس حد میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کے ہجرات ہیں اور محدثین داخل سیر نے جو ہجرات اپنے علم کے موافق لکھے ہیں وہ تین ہزار ہیں ایک ہزار ہجرت سے سلام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کئے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام المسبین میں مذکور ہیں۔ تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں۔ (شعر الطیب ص ۱۹۹، ص ۲۰۰)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ساری کائنات حضور اکرم ﷺ کے لئے بنی اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مالک و مولا ہیں۔

بنا بی طیبہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر ہم جب مکہ سے باہر آئے تو ایک حوض پر ٹھہرے وہاں شاخ ہذیل موجود تھا۔ میں نے اس کو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی باتیں جو ہمیں سیدہ آمنہ علیہا السلام نے بتائیں تھیں سنائیں تو شاخ ہذیل نے شور مچا دیا اور کہنے لگا اے آل ہذیل اس بچے کو ہلاک کر دو یہ تو تمام روئے زمین کا مالک بن جائے گا۔

(شواہد النبوۃ ص ۶۳)

مندرجہ بالا ہجرات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو حضور اکرم ﷺ کے تابع کر دیا ہے تاکہ آپ ﷺ کا شان و مرجع و مقام اور آپ ﷺ کی عزت و عظمت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر روشن ہو جائے تاکہ مال دنیا آپ کے مقام رفعت اور مرجع کی عظمت سے باخبر ہو جائیں اور کل قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے خبر نہ تھی۔

حدیث لولاک

خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۳۳ و ج ۱ ص ۲۹ کی مندرجہ بالا حدیث قدسی کا یہ جملہ لولاک لما خلقت اللہ اے حبیبہ مگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا ہے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ نے پہلے ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے نور کو چایا اور کائنات کو وجود کی دولت سے اس کے بعد نوازا۔ لولاک۔ دلی حدیثیں بھی آپ کی اولیت کی دلیل ہیں۔ لہذا ان حدیثوں کو پیش کرنے سے پہلے۔ بعض بزرگ شاعروں کے اشعار ملاحظہ ہوں جنہوں نے کلمہ لولاک کو اپنے شعروں میں بڑی خوبصورتی سے سجایا دیا ہے۔

امام شرف الدین یامیری متوفی ۶۹۳ھ ہارگاہ رسالت مآب میں عرض گزارتے ہیں۔

وکیف تدعوا الی البدلیا ضرورة من لولاہ لم تخرج الدلیا من العدم
”اور کیسے دنیا کی طرف مائل کرے ضرورت اس ذات گرامی کو کہ اگر وہ نہ ہوتے تو
دنیا بھی نہ ہوتی۔“

ماشق رسول رسول حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی المعروف شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ
عرض کرتے ہیں۔

لوا عزو لولاک و تمکین پس است ثناء تو طہ و یسین پس است
”آپ کی عزت و عظمت کا ذکر لولاک سے بجا رہا ہے۔ آپ کی صفت و ثناء طہ و
یسین پیش کر رہی ہیں۔“

ماشق رسول حضرت امام عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ اپنی عقیدت کا اظہار پیش کرتے
ہیں۔

رفعت از و منیر الالاک را رونق از و عطیہ لولاک را
”آپ کی وجہ سے آسمانوں کے خیر کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی وجہ سے خطبہ
لولاک کو رونق حاصل ہوئی۔“

حضرت خواجہ عبدالنور کسورازہ مدظلہ العالی متوفی ۸۴۵ھ لکھتے ہیں۔

لولاک لما خلقت الا لولاک خالق ہالائے

فاصل الفضل جسے مرسیل صاحب سجود آئے

حضرت شاہ ذکیر احمد قسیمی رام پوری متوفی ۱۲۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک باعث خلقت ارض و افلاک
امام الزکریاؑ مالک اللہ رحمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۵۰ھ فرماتے ہیں۔

انت الذی لولاک ما خلق مرۃ

کلا و لا خلق النور لولاک

”اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوقات پیدا نہ ہوتی۔“

یعنی بے شک آپ باعث ایجاد عالم ہیں، حاکم نے مستدرک میں عمر بن خطاب سے روایت کیا..... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا: لولا محمد ما خلقتک اور ابو اسحاق حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ لولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنة و لا النار، اور مستدرک میں ابن عباس سے آیا: لولا خلق النور عا اور ابن عباس نے ابن عباس سے روایت کیا کہ سرکار کو حکم ہوا۔ لولاک ما خلقت الدنیا اور حافظ قسطلانی مواہب میں لائے۔ لولاہ لما خلقت سماء و لا ارضا اگر وہ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ پس یونہی غیر مکتور رسول اللہ ﷺ باعث ایجاد عالم ہیں۔

(ملخصاً، تسبیح امام اعظم ابوحنیفہ ص ۳۱)

امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ھ اپنی مشہور شریف میں فرماتے ہیں۔

یا محمد نور عشق پاک جلت بھر عشق اورا لولاک گفت
”پاک عشق کا نور مشہور کا ساتھی تھا عشق کی وجہ سے اللہ نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو نہ بناتا۔“

حضرت شیخ فخر الدین ابوالیم ابن شہر یار عراقی، ہمدانی متوفی ۷۶۱ھ فرماتے ہیں۔

آنکہ ہو شد خلعت لولاک وز بلند پیش پست شد افلاک
”آپ نے خلعت لولاک زیب تن فرمائی اور آپ کی بلندی سے آسمان پست ہو گیا۔“

مولوی محمد باقر آگاہ ویلوری متوفی ۱۲۲۰ھ فرماتے ہیں۔

احمد کو بود گوہر تاج لولاک گرد وہ مدار خاک راہش افلاک
در محفل اویجد علامہ در سل حد بخش اطفال زبان دان افلاک
”حضور علیہ السلام تاج لولاک کے گوہر ہیں، آپ کی خاک راہ افلاک بن گئی، آپ
کی محفل میں رسول علامہ ہیں اور زبان دانی کے مالک آپ کے محفل کتب ہیں۔“

مولانا کفایت علی کافی متوفی ۱۲۷۳ھ فرماتے ہیں۔

جو چڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
اہلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری متوفی ۱۲۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں غلیل و بنا کہہ و منی لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
علامہ دوح بند کے پیر و مرشد اور ان کے اہلی حضرت، مولانا شاہ امداد اللہ کی متوفی
۱۲۱۷ھ فرماتے ہیں:

خدا و خدا بحق شاہ لولاک مراکن از غم دنیا و دین پاک
”اے اللہ شاہ لولاک کے صدقے مجھے دین و دنیا کے غم سے پاک کر دے۔“

مولوی مظفر علی خان متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں۔

مگر ادب و سہا کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

صورت خاک نرم پر سر زمین بھی پاک ہے آستانِ سعدا رانے شہ لولاک ہے
سند لال سعدا نے لکھا ہے

وہ سند چہرہ نور و بھراؤ، رام سرولی حوالہ
لولاک لما کا تاج چہرے وہ کئی دلا میں روشن
طہارۃ القلوب میں سرورِ تقابیر دادوں میں
توحید کی پلائے کر جو بھرتا تھا بازاروں میں

آٹھواں باب

احادیث لولاک

امام ابی بکر احمد بن حسین الطبرستانی متوفی ۳۵۸ھ (دلائل النبی ۵ ج ۵ ص ۴۸۹) امام
قاضی آغاخان ناکی متوفی ۵۴۴ھ (الفتاویٰ ۱ ص ۱۰۴) امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی
۵۴۶ھ (الافتاء النقام ص ۱۶۱، ۱۶۲) امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (خصائص کبریٰ
ج ۱ ص ۶) امام محمد مہدی القاسمی (مطالع السیرات ص ۲۱۳) امام اسماعیل حنفی متوفی
۱۳۷۷ھ (روح البیان ج ۹ ص ۹) امام احمد رضا قادری حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ (فتح نبوی ص
۸) امام یوسف بن اسماعیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ (جہاں انوار ج ۲، ۲ ص ۳) میں آخر
اسلام سے نکل اور حجۃ الوداعہ جافظہ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۷ھ (المہدایہ والنجایہ ج ۱ ص
۸۱) پر لکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ
جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہوتا تھا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا اے
پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد ﷺ کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر
دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا
حالانکہ ہنوز میرا نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اپنے رب میں نے اس طرح پہچانا
جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو
میں نے سراغ دیا تو عرض کے پائیوں پر یہ لکھا ہوا رکھالا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ سو میں
نے مظلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام مبارک کے ساتھ ایسے شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ
کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ زیادہ ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم سچے ہو

امیر الحاج، افضل الصلوات میں ۱۱۷، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج ۳ ص ۳۹۸، مدارج النبوة ج ۲ ص ۳، تفسیر خزائن العرفان ص ۷، تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۴، ۱۸۵ اور تفسیر خزائن العرفان و تفسیر روح البیان نے طبرانی، حاکم، ابوال نعیم اور بیہقی کی روایت از سیدہ فاروق اعظم و علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکور واقعہ درج کیا۔ نیز تفسیر نعیمی و تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت کے کلمے یہ ہیں۔ ”اللہم انی اسئلك بجاه محمد عبد و نكراته علیك ان تعفونی عخطیئتی“ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں تیرے عہد کمال حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ اور ان کی اس کی کرامت سے جو تجھے زیادہ مجھے معاف فرمادے۔

تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۶ طبع قدیم تحت آیت فَكَفَىٰ أَفْعًا میں شہینہ تفسیر از ہری خمیسہ پارہ اول ص ۸ بروایت ابن عساکر و الحاکم و البیہقی من علی مرفوعاً بروایت ابن منذر و بحوالہ الہدایہ و النہایہ ص ۱۸۳ از ابن کثیر و بحوالہ طبری، ص ۱۸۸، الخرج الطبرانی فی الصغیر ج ۲ ص ۸۲، ص ۸۳ و فی طبع ص ۲۰۷ ہجری استاذ محترم علامہ فیضی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر اثبثی متوفی ۸۰۷ھ اپنی کتاب مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳ میں فرماتے ہیں درود الطبرانی فی اوسط الصغیر و الحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و ابو نعیم فی الدلائل و البیہقی فی الدلائل و ابن عساکر من مرسل اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً الخ تفسیر در منثور ج ۱ ص ۵۸ و ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷ بروی البیہقی فی کتاب دلائل النبوة اس کتاب کے بارے میں حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ ساری کتاب نور اور حیات سے لبریز ہے۔ درود الحاکم و محمد بروی الطبرانی، از زکائی علی الموداہب ج ۱ ص ۶۲، ص ۶۳، ج ۱ ص ۶۳، ج ۲ ص ۲۲۰، از روح البیان و ج ۱ ص ۳۳۱، از ابن حجر ج ۳ ص ۳۲۱، از خلاصۃ التوفیٰ ص ۳۷، و فی طبع ۱۰۷، از ج ۱ ص ۲۲، من الصغیر ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷، من لکن حجر ج ۱ ص ۲۰۶، ص ۲۱۰، از شیخ دربیعی ص ۲۵۲، از جلی، شفا شریف ج ۱ ص ۱۳، از شرح القاری و الخجائی ج ۲ ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، الجہر

اعظم ص ۱۶۱ میں تحریر، اخراج الحاکم والبیہقی والخطیب والیابی الصغیر والبیہقی والابن عساکر من مروی رضی اللہ عنہم مرفوعاً خاصاً کبریٰ ج ۱ ص ۶۰۶، ورواہ ابو بکر بن جری فی کتاب الشریعہ ص ۴۲ تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۲۳ تحت آیت فخلق آدم، جمع الفوائد من جامع الاصول وجمع الفوائد ج ۲ ص ۳۱، الامام محمد قاسی، سید سکھو دیوبندی دقا الوفا ج ۳ ص ۱۷۳، ص ۲۷۲، ۲۷۳ پر اہتمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک امام حاکم ہیں جنہوں نے اس حدیث کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً صحیح الاسناد روایت فرمایا ہے۔ اور امام طبرانی اسے روایت کرتے ہوئے یہ کلمہ بھی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم وہ محبوب تیری ذریعہ سے ہے اور آخری نبی ہے۔ کنز العمال ج ۱۳ ص ۸۳ حدیث نمبر ۷۸۷۷ منتخب کنز العمال علی ہاشم مستدرج ص ۲ ص ۳۰۸، ۳۰۹ مستدرجہ حوالوں کے بعد استاد محترم علامہ فیض علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں کہ امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ علامہ خفاجی نعیم الریاض میں لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے امام سکھو دیوبندی نے دقا الوفا اور خلاصۃ الونی میں اس حدیث کے صحیح ہونے کو تسلیم کیا ہے اور دیگر ائمہ اہل سنت نے اس حدیث کی توثیق کی ہے، ان میں سے کسی نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ اس حدیث پر بڑی جرح یہ ہے کہ اس میں عبدالرحمان بن زید ضعیف ہے لیکن کسی نے اسے کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں اسے ضعیف کہنا بھی جرح مبہم ہے اور اردوئے اصول جرح مبہم مقبول نہیں بالفرض ضعف کو مان لیا جائے تو حدیث ضعیف متعدد طرق سے مروی ہو کر اصولاً حسن بن جاتی ہے۔ جس طرح یہ حدیث ہے اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں صحیح کا درجہ دینے کے لکھا ہے اور طبرانی نے اسطہ اور صغیر میں اور ابویہیم اور بیہقی والابن عساکر والابن منذر اور امام آخری نے اسے صحیح مان کر نقل کیا ہے۔ امت محمدیہ نے اس حدیث کو ہاتھوں ہاتھ لے کر قبول کر لیا ہے۔ لیکن یہ حدیث شریف مقبول، مقبول مقبول ہے۔ اصول یہ ہے کہ حدیث ضعیف سند واحد سے ہو تو بھی مقبول ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی دہلی نے اس حدیث کو اپنی کتاب نشر

اطیب میں ۱۳ پر بطور استدلال نقل کر کے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔
اعتراض

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے راویوں میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم مفرد ہیں؟ عنوان ہے (۱) مستدرج بالا طور میں آپ نے دیکھا ہے کہ۔

اس حدیث کو مستدرج اسلیم نے نہ صرف قبول کیا بلکہ استناد اس کو لکھا ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہنا، کہنے والے کی ایمان کی حقیقی کاتجربہ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) کیا آپ کو وہ حدیث ضعیف لگتی ہے جس میں رسول ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہو، کیا آپ رسول کریم ﷺ کی شان نہیں سن سکتے؟

(۳) فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ دیکھو اپنے گھر کی کتابیں، براءین قاطعہ ص ۹۶ و علم الفقہ حصہ دوم ص ۱۶۲ تا وی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۵۳۳ وغیرہ

(۴) اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے کیا ضعیف کہنے والا امام حاکم سے بڑا محدث اور زیادہ علم والا ہے؟

(۵) محدث طبرانی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا۔ ضعیف کا قول صرف امام بیہقی نے کیا ہے۔ ابن کثیر اسی کا نقل ہے۔ امام سیوطی نے بھی اس حدیث کو خصائص میں نقل کیا ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی خصائص کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے کہ

خزنته عن الاخبار الموضوعة و ماورد "خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳"

میں نے خصائص کبریٰ کو احادیث موضوعہ و مردودہ سے پاک رکھا ہے۔

لہذا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث قاطل اعتراض و اہتر اذہری ہیں یہ حدیث محدثین کے نزدیک قاطل اعتبار اور لائق حجت ہے۔

(۶) ہیثم الوہابیہ امام ابن جزئی ص ۵۹۷ نے اس حدیث کو حضرت عمرؓ نے

روایت کیا ہے اور اس کی سند متن پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (الوقایہ ج ۱ ص ۳۳)

(۷) آخر اہل حدیث نے حدیث مندرجہ بالا کی جگہ پر احتجاج کر کے اس سے مسائل کا استنباط و استخراج کیا ہے لہذا ہمیں بھی اس پر اعتبار کرنا چاہئے۔

(۸) مقام رسالت بیان کرنے والی حدیثوں پر اعتراض کرنا اور اصل لوگوں کو حضور ﷺ کی ذات پاک سے منظر کرنے کا ایک باغیانہ بہانہ ہے۔ کما قالہ المصنفون کذاب ابنی عبادت کرانے کا (معاذ اللہ)

حدیث نمبر ۲

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہوئے، حضرت یسعی روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت آدم منیٰ اللہ ہوئے ہیں آپ کو کس شخصیات سے نوازا گیا ہے۔ فوراً جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے بے شک میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ بے شک میں نے موسیٰ کو کلیم فی الارض بنایا ہے تو آپ کو کلیم فی السماء بنایا ہے بے شک میں نے یسعی کو روح القدس بنایا ہے تو آپ کے اسم گرامی کو مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تخلیق کیا اور آپ ہی آسمانوں کے شاہ سوار ہوئے ہیں یہ دولت آپ سے قبل یا آپ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے اور بے شک میں نے آدم کو ابراہیم بشر ہونے سے ممتاز کیا ہے تو آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا ہے اور آپ سے زیادہ مکرم ہم نے بنایا ہی نہیں اور تحقیق ہم نے آپ کو خوش کوثر، شفاعت، ناقہ، تموار تاج (عمامہ) عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا کر دیا ہے اور شفاعت کلیہ آپ ہی کے لئے ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن آپ کے لئے میرے عرش کا دروازہ کھولا جائے گا اور آپ ہی کے سر پر تاج محمد سجا ہوگا اور میں نے آپ کے نام نامی کو اپنے نام سے ملادیا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر ہوگا۔

وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ لَا عِوَابَ لِي بِمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا
مِنْ لَدُنْكَ عِنْدِي وَلَوْ لَآكِ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

”(اے حبیب) میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو آپ کی اس کرامت اور بزرگی و عظمت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔“

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳، حۃ اللہ علیہ السلام ص ۲۹)

مقام رسول ص ۲۶۲ پر مندرجہ بالا حدیث کے حوالے یہ ہیں جو اہر الجہار ج ۲ ص ۲۰۰ از مطابع السمرات قاسی ص ۲۶۲ و جہار الجہار ج ۲ ص ۱۳۴۳ از عیدروس مجموع الاربعین ص ۸۷ (۳) حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اس حدیث کو جن بزرگوں نے اپنی کتابوں میں بطور دلیل لکھا ہے ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) مکتوبات شیخ احمد مجدد دہری ج ۲ ص ۲۳۲ (۲) صحائف السلوک ص ۱۰۵، صفحہ ۷۷ از حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (۳) جہار الجہار ج ۱ ص ۲۲۷ از امام عبدالمکریم جلی (۴) شرح صفار ج ۲ ص ۱۲۵ از امام محمد علی قاری (۵) جہار الجہار ج ۳ ص ۱۱۴ از شیخ محمد قادی مدنی (۶) جہار الجہار ج ۲ ص ۲۲۵ از تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹ تحت آیت وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۷) جہار الجہار ج ۲ ص ۲۳۵ از تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰ زیر آیت یاتی من بعدی اسماء احمد (۸) تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۳ تحت آیت اللہ نور السموات والارض (۹) جہار الجہار ج ۳ ص ۷۳ از امام احمد عابدین (۱۰) جہار الجہار ج ۳ ص ۷۴ از حارف ربوہ (۱۱) غیاث اللغات ص ۳۸۱ (۱۲) اللہ تعالیٰ نے شب معراج فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا۔ جہار الجہار ج ۳ ص ۲۳۱ از امام عبدالمکریم جلی (۱۳) فیض الحرمین ص ۵۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۴) شرح زکاء ص ۷۱ اشار ج ۱ مکتبہ مطبوعہ (۱۵) دیکھنا شرح کریماں

۱۱ حافظ محمد نذیر رام پوری (۱۶) انیس اکیلیس ص ۱۳۰ (۱۷) اشہاب الثاقب ص ۷۳
 مستدرج بالا اکثر حوالے مقام رسول سے ماخوذ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے
 شاگرد اور حضور خواجہ مرزا مظہر جانان شہید رحمہما اللہ کے مرید علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی نے
 اس حدیث کو اپنی مشہور ترین کتاب، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۰۳ پر اور علامہ عمر بن احمد نے
 عسیدۃ الشہدہ ص ۷۱ پر نقل کیا ہے علامہ امام نور الدین علی قاری مستدرج بالا حدیث کے
 بارے میں فرماتے ہیں معناه صحیح معنی کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے تذکرۃ
 الموضوعات ص ۱۰۱۔

لولا محمد ما خلقت آدم "اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ بناتا"۔ استاذ العلماء
 علامہ فیضی مدظلہ کیسے ہیں۔ اور شیخ طبقات اصحاب میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 طرف یہودی کی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی آپ
 پر ایمان لائیں۔ اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور
 بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ کاٹھن لگا بھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول
 اللہ لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵،
 خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰۷ و اقربہ السبکی فی شفاء البقاہ ص ۶۲، والیقینی فی فتاویٰ و مشکلا لا یتعال
 ریاختہ المربع ذریعۃ فی شرح معانی ج ۱ ص ۲۲۲ ج ۲ ص ۶۳۲ ج ۳ ص ۳۳۲، قال الامام
 الحافظ ابن حجر کی صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و حکم المرفوع، شرح حمزہ علیہ السلام، جامع
 الترمذی ج ۲ ص ۶۷، ج ۱ ص ۱۰۷، جامع الترمذی ج ۲ ص ۳۳۲، از حارف عیدروس، ابوالوفی ج ۱ ص
 ۳۳۳، علامہ ابن جوزی و شرح قصیدہ مدح شیخ زادہ ص ۱۷ و مقام رسول ص ۲۶۳۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وہی فرمائی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان
 لے آ اور اپنی امت کو بھی اس کا حکم دے کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لے
 آئے۔ قل لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار اگر حضرت محمد ﷺ نہ

ہوتے تو میں خدایم بناتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔ جواہر البحار ج ۳ ص ۷۱۳ عن امام ربی
مقام رسول ص ۲۶۳۔

شیخ اکبر کی فتوحات میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللولاک یا محمد اے محمد اگر آپ نہ
ہوتے تو میں آسمان زمین اور جنت و دوزخ کو نہ بناتا۔

(جواہر البحار ج ۱ ص ۱۳، مقام رسول ص ۲۶۳)

قال اللہ تعالیٰ لآدم عليه الصلوة والسلام لولاه ما خلقتک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضرت علیہ السلام نہ ہوتے تو
میں تجھے نہ بناتا، زرکانی شرح مواہب ج ۱ ص ۳۲، دس ۶۲، اتحاد المطبوعات ج ۲ ص
۳۶۶، جواہر البحار ج ۱ ص ۳۲، ۲۰۹، از دیرینی دس ۲۵۲، از امام خلی، شفا شریف و
شرح للقاری و الخفاجی، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۰۷، من الشفا شرح برودہ الامام بخاری ص ۲۶،
مقام رسول ص ۲۶۳، تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۳۵۔

لولاه ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضاً

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر حضرت محمد علیہ السلام نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے پیدا نہ کرتا اور
خدایم زمین کو نہ بناتا" زرکانی ج ۱ ص ۳۲، نسیم الریاض ج ۳ ص ۹۸، جواہر البحار ج ۲
ص ۷۱۳، ۳۶۶، من میرفتی ج ۳ ص ۳۳، از امام ابن حجر کی ج ۲ ص ۸۷، ۹۶، از
میرفتی ج ۲ ص ۲۰۰، از امام غازی مطالع السیرات ص ۲۶۳، ماخوذ از مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماء ولا ارضاً

"اللہ عزوجل نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ

بناتا۔" جواہر البحار ج ۳ ص ۲۹، من الصادق مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماء ولا ارضاً ولا جناً ولا مملکاً

"اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان زمین جن اور فرشتے نہ بناتا۔"

جواہر البحار ج ۳ ص ۷۱۳، از امام صادق مقام رسول ص ۲۶۳

لو لاک یا محمد لما خلقت الکائنات

”اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ بناتا۔“ (جواہر الہامی ج ۲ ص ۲۳۵، ابن ریح البیان ج ۶ ص ۶۶۷، ابن کثیر، تفسیر القرآن، ج ۱ ص ۵۰۰، طبع جدید کوئٹہ)

فلولاه ما خلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرمیا ولا
لوحا ولا قلما ولا سماء ولا ارضا ولا الجنة ولا نار
ولا دنیا ولا اخری

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محبوب نہ ہوتے تو اے آدم میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور عرش
کری لوح قلم آسمان زمین جنت دوزخ اور دنیا و آخرت کچھ نہ بناتا۔“

(جواہر الہامی ج ۳ ص ۲۳۵، از محمد مغربی، مقالہ رسول ص ۲۶۳)

وعند الذیلمی عن ابن عباس رفعہ اثنی جبریل فقال ان
الله تعالیٰ یقول لو لاک ما خلقت الجنة ولو لاک ما
خلقت النار

”ذیل کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا
میرے پاس جبریل آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ
ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا اور نہ دوزخ کو۔“

(رزقانی ج ۱ ص ۳۴، مقام رسول ص ۲۶۵، موضوعات کبیر ص ۱۰۱)

تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۳۷۳ شفیق شریف دفتر تبسم ص ۲۷۷ کو فی ذوالہ
ابن عباس کو لو لاک ما خلقت الدنيا ”ابن عباس کی روایت ہے۔ اے محبوب اگر
آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔“ (موضوعات کبیر ص ۱۰۱، مطبوعہ نور محمد کراچی)

نام ابن حجر کی فرماتے ہیں کہ اور روایات میں آیا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا
محبوب نہ ہوتا تو میں آسمان زمین بحال دوزخ و عذاب، جنت و دوزخ، سورج و چاند

کو نہ بنانا (جواہر النجارج ج ۲ ص ۶۷ ص ۳۴۳) از عارف حمید روں، مقام رسول ص ۲۶۵
 امام ابن حجر مکی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب صفاء
 الصدور وغیرہ نے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد ﷺ مجھے میری عزت اور
 بزرگی کی قسم۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور اپنے آسمان نہ بناتا اور آسمان کو رفعت
 نہ بخشتا اور زمین کو وسعت و کثرت لگا نہ دیتا (جواہر النجارج ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص
 ۲۶۶) لولاک لَمَا اَظْهَرْتُ الْوُجُوہَ الْمُبِیِّنَہُ "اللہ عزوجل نے فرمایا اے محبوب اگر آپ نہ
 ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔" مکتوبات شیخ محمد سرہندی ج ۳ ص ۲۳۲ جواہر
 النجارج ج ۲ ص ۱۰ عند شرح زیلعی مولانا محمد گھلوی ص ۷، دریکما ص ۱۱ مقام رسول ص ۲۶۶
 عطرانورہ ص ۱۸۸ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

گم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ آفتاب نبوت ص ۹۳، قاری طیب دیوبندی۔

امام ابن کثیر اور امام عسکری سلاطین کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ذکر کرتے
 ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ آپ کیلئے چتر بنا دیا
 چلاتا ہوں اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور آپ کی وجہ سے موتیں بناتا ہوں اور
 آپ کیلئے آسمان کو بلندی بخشی اور قباب و عذاب مقرر کیا۔ (درقانی ج ۱ ص ۴۴ ج ۶ ص
 ۳۴، مقام رسول ص ۲۶۵) حضرت علی مشکل کشا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب
 کریم ﷺ کو فرمایا۔ آپ بخارا اور برگزیدہ ہیں آپ کے پاس میرا نور انانت ہے اور آپ
 کے پاس میری ہدایت کے خزائے موجود ہیں۔ آپ کیلئے آپ کی بستی میں چتر علی زمین
 پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا ہوں اور اسے بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور قباب و
 عذاب دیتا ہوں اور جنت و دوزخ مقرر کرتا ہوں۔

(مطالع المسرات عند جواہر النجارج ج ۲ ص ۱۹۳ ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص ۲۶۶)

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت امام جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

زانکہ لولاک مست بر توفیق نو جملہ وہ انعام و در تو زنج نو

گر نبود او نیابدے ملک گردش و نور و مکانی ملک
 گر نبودے او نیا بیدے بھار بیت مائی و در شاہوار
 گر نبودے او نیا بیدے زمین در دود نہ گنج و بیدون یا بس
 رزقہا ہم رزق خواران دے اند میا لب خشک باران دے اند

(مشکوٰۃ دفتر ۶ ص ۲۱۰)

”اس لئے کہ آپ کے طرفے میں ”کولاک“ آیا ہے سب آپ کے انعام و بخشش سے بنے ہیں۔

اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان کو گردش اور چمک نہ ملتی اور فرشتوں کو لھکانہ نصیب نہ ہوتا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو مسند کو چمکی کی نعمت اور در شاہوار کی دولت نہ حاصل ہوتی۔

اگر آپ نہ ہوتے تو زمین کو اعدائے اور باہر چٹیلی کی نعمت نہ ملتی۔

رزق بھی آپ سے رزق پتے ہیں میوے آپ کی بارش رحمت کے پیا سے ہیں۔

باب خیم

حدیث لولاک، دیوبندیوں کی نظر میں

انما مستند و معتبر ائمہ اور ان کی کتابوں کے حوالوں کے بعد ضرورت تو نہ تھی کہ دوسرے لوگوں کے حوالے پیش کئے جائیں مگر حجت کے لئے ان کے حوالے پیش کرنا علماء اہل سنت کا دستور رہا ہے ہم بھی اسی طریقہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے دیوبندی حضرات کے اکابر کے حوالے حاضر کر دیتے ہیں تاکہ حدیث لولاک کا مسلم ہونا ہر فرقے سے ثابت ہو جائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

نمبر ۱: انہائی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں۔

جب نہیں جو روایت "لولاک لما خلقت الا فلاک" صحیح ہو کیونکہ اس کا مضمون صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (آب حیات ص ۱۸۶)

نمبر ۲: مولوی زود الفقار علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

قوله لولاہ القہاس من حدیث لولاک لما خلقت الا

فلاک و لولاک لما اظهرت الربوبیۃ (محضر الوردہ ص ۱۸)

"اس کا قول۔ لولاہ اگر وہ نبوت حدیث لولاک کا اقتباس (اثبات میں دو حدیثیں

پیش کر کے دونوں کو صحیح و درست تسلیم کر لیا ہے)"۔

نمبر ۳: یہی مولوی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

(آپ ﷺ) ہی باعث ایجاد خلق کر اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے

اللہ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔

وقال معاذ علیہ لا دم لولاہ ما خلقتک

"اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کھلیب کر کے فرمایا اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں

نہ بناتا"۔

وورد أيضاً لولاك لما خلقت الا فلاك
 "اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا۔"

(عطر الودود ص ۲۶، ج ۹۵)

(۴) مولوی حسین احمد دہلوی صدور الدین مدد مدد یوں دیکھتے ہیں۔۔

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسائل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں (یعنی وہابیوں کے گستاخی والے کلموں میں سے ایک کلمہ گستاخی یہ ہے کہ وہابی حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور حضور ﷺ کو اپنے جیسا کہنا گستاخی ہے) اور نہایت تھوڑی سی تفصیلات زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں (یعنی وہابیوں کی یہ کدو کاوش الکی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی ہے دینی خدمت اور ہدایت نہیں ہے) ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے (یعنی حضور ﷺ کا حق ہر وقت امت پر ہے اور ان کی ذات سے بعد وفات بھی فائدہ ہوتا ہے اب بھی وہ ہمارے محسن ہیں جو یہ نہ مانے وہ وہابی ہے اور گستاخ ہے) اور اسی وجہ سے تو اس دعا میں آپ کی ذات پاک بعد وفات ناجائز کہتے ہیں (یعنی دعا میں حضور ﷺ کا واسطہ وسیلہ پیش کرنا ناجائز ہے جو اس کو ناجائز کہے وہ وہابی ہے وہ گستاخ ہے) (وہابیوں) کے بڑوں کا عقیدہ یہ ہے معاذ اللہ، معاذ اللہ (چاہ بکھرا، چناہ بکھرا) نقل کفر، کفر نہ باشد (یعنی کفر یہ بات کو نقل کرنا کفر نہیں) کہ ہمارے ہاتھ کی لامٹی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کہنے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات خیر عالم ﷺ سے یہ بھی نہیں کر سکتے یہ بھی وہابیوں کی گستاخی ہے)

ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے یہ جملہ (دیوبندی) حضرات حضور پر نور ﷺ کو ہمیشہ سے اور پیش یک واسطہ فیوضات الہیہ و میزاب رحمت

غیر متاثرہ اعتقاد رکھنے والے بیٹھے ہیں ان (دو بندوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جہنمیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوگی عام ہے کہ وہ نعمت و جود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و آلہٗ وسلم، واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی لولا کہ لہذا خلقت الا فلاک (اگر آپ نہ ہوتے میں آسمان کو نہ بناتا) اور اول ما خلق اللہ نورہی (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور ”انا نسی الانبیاء (میں نبیوں کا بھی نمی ہوں) کے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۷۷)

دو بندوں کے مادر علمی مدرسہ دو بند کے صدر مدرس نے نہایت وثوق سے وہابیوں کی گستاخیوں کو گناہ ہے ان میں سے چند گستاخیاں آپ کے سامنے ہیں۔ یعنی وہابی لوگ ایک ایسا فرقہ ہیں جن کی بنیاد گستاخی ہے۔ ان کی گستاخیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے عرب شریف کے علامہ اعظم اور غم کے فضلاء کرام نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، مثلاً امام مکہ المکرمہ علامہ سید دھلان زبیدی کی کتاب

الدور السنہ فی الرد علی الوہابیہ و دیگر علماء کئی
کتابیں علماء المسلمین و الوہابیوں، المنحة الوہیہ
فی رد الوہابیہ، فتنۃ الوہابیہ، خلاصۃ الکلام جز ثانی،
الفجر الصادق الحبل المتین، الحقائق الاسلامیہ فی
الرد علی المزاعم الوہابیہ، الکوکبۃ الشہابیہ،
ردوہابی الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ

وہابیوں کے گستاخ ہونے کی شہادت قرآن کی حلیف پاری کے صدر مدرس نے دیدی ہے اور اپنے بڑے دو بندوں کی حمایت انہوں نے اس معنی میں کی ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ نبوت کے لئے بے ادب و گستاخ نہیں ہیں حالانکہ انہوں نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں

کی بلکہ جس طرح دیوبندی وہابیوں کو گستاخ قرار دے گئے ہیں اب خود وہابی نجدی، دیوبندیوں کو کافر و شرک و مرتد وغیرہ کہنے لگے

چنانچہ مفتی نجد (مسعودیہ عربیہ) محمود بن عبد اللہ ابو بکر بن متوفی ۱۳۱۳ھ اپنی کتاب "القول السلیط فی التحدیر من جملة التلویح" میں لکھتے ہیں: "عالم فطیہ محمود حسن انما هو کفر صریح (ص ۱۲۱) محمود حسن دیوبندی نے جو کچھ کیا ہے وہ کفر ہے (۲) قحانوی صاحب اور اس کے ایک مرید کی خبر لیتے ہوئے لکھتے ہیں: "هذا کفر من المرید بفتح المیم و شبهة شرمه لانه اقروہ علی الکفر (ص ۱۱۲) یہ مرید کا کفر ہے اسے مرید کہنا مناسب ہے اور اس کا بیز اس سے زیادہ برا ہے کیونکہ اس نے اسے کفر پر برقرار رکھا۔ (۳) قحانوی کے خلیفے عبد الماجد دیوبادی نے قحانوی کو اپنی نماز میں حاضر ناظر مانا اور انکا تصور کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا کہ یہ عمل محمود ہے یا محمود ہے، قحانوی نے جواب دیا یہ عمل محمود ہے نجدیوں نے کہا یہ عمل نماز میں شرک باللہ اور کفر ہے (ص ۱۱۷)

(۴) مولوی حسین احمد دینی نے لکھا ہے: "یا رسول اللہ کہنا جائز ہے اس پر تقی الدین چلی نجدی نے کہا۔ و ملک یا مشرک۔ اے مشرک خیری دیوبادی ہو (۸۹) (۵) مولوی یوسف نجدی کے بارے میں لکھا۔

الدجال البنوری (ص ۱۳۱) یعنی نجدیوں نے دیوبندیوں کی خوب مرمت کی اور انہیں اسلام کے گھر سے باہر نکال کر دم لیا۔ دراصل وہابی نجد کے ہوں یا ہندوستان کے وہ اپنے سنا کسی دوسرے کو مسلمان ماننے کیلئے تیار نہیں اور ان کی نظروں میں ان کے علاوہ تمام کلمہ گو معاذ اللہ کافر و مشرک ہیں چنانچہ شیخ الاسلام بانسجہ الحرام علامہ سید احمد بن زینی دحلان متوفی ۱۳۰۳ھ ارقام فرماتے ہیں: "و کانوا یصور حون بنکفیر الامة وہابی صریح امت محمدیہ کی تکفیر کرتے ہیں (المداسیہ ص ۵۲، خلاصہ الکلام ج ۲ ص ۲۳) اب ہندوستانی وہابی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ شرک لوگوں میں بہت کچھ رہا ہے۔ اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں

(تقریباً ۱۱ مئی ۱۰ دس ۱۰ کراچی) فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۳۹ پر ہے کہ وہابی اپنے بغیر کسی اور کو مسلمان نہیں بلکہ سب کو مشرک کہتے ہیں "اور ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو غیر مشرک کو مشرک کہے تو وہ خود مشرک ہو جاتا ہے" (الحدیث)

دل کے پھولے جل اٹھے بننے کے دارغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چارغ سے

سوال: دیوبندی وہابیوں سے سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی حضور ﷺ امت پہلے واسطہ دہیلے ہیں؟ اور کیا آج بھی کائنات پر آپ کی رحمتیں برس رہی ہیں؟ اور کیا بیگ ہے کہ آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی؟ اور کیا یہ درست ہے کہ سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو سچے دل سے گلہ پڑھ کر جماعت اہل سنت کے جھلے تلے جمع ہو جاؤ۔

دیوبندیوں کے حکیم ہست دہد دولت جناب شرف علی قانوی کہتے ہیں۔ امام حاکم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا نام مبارک عرض پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (شکر الہی ص ۱۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

محمد ﷺ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

جے تو نہ جلوہ گر ہوئے جہان سارا پھر ہوئے

ہو دن دا بند در ہوئے اے کئی میم لائی ہے

مولوی تقیہ احمد دیوبند شمس الدین کے شعر کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تو اعز و لولاک تمکین بس است شائے تو طہ و یسین بس است

لولا تو لولاک آہ اے عزت تو لولاک و

قدر تو زین کافی است و این

ممکن است اشارہ بحلیت لولاک لما

خلقت الا فلاک آمد الی این شرف

تو کافی است کہ اللہ تعالیٰ در شان تو این کلام مبارک

فرمودہ و نشانے تو این کافی کہ خدا ترا در قرآن بطہ و

یسین یاد کرد (حاشیہ بوستان ص ۲۰ مطبوعہ پٹنار)

قاضی شاہ حسین دیوبندی فتح پوری صدر چہالہ شعر کے تحت لکھتے ہیں۔

لولاک، حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں

زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔ سورۃ طہ میں آیت ۴ میں حضور ﷺ کی تعریف ہے۔

(بوستان ص ۱۰ مطبوعہ ملتان)

پہلی مدرسہ دیوبند بھارت جناب محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ نے لکھا ہے۔

جو تو اسے نہ جانتا تو سارے عالم کو نصیب ہوتی نہ دولت و جود کی زنجار

کہاں وہ مرجہ کہاں محل نارسا اپنی کہاں وہ نور خدا، نور کہاں یہ دیدہ زار

ع، ع، ع ہے گل اس نور کے آگے زبان کا مینہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار

جہاں کے چلنے ہوں پر، محل کل بھی پھر کیا گئی ہے جان جو پہنچیں وہاں میرے افکار

مگر کرے میری روح القدس مددگاری تو اسکی مدح نہیں بھی کروں رقم اشعار

بجز خدا کی نہیں چھوڑا تجھ سے کوئی کمال بغیر ہدیٰ کیا ہے گے جو تجھ کو عاز

(قصائد کا مکی)

مسک دیوبند کا حامی مولوی ظفر علی خان کہتا ہے۔

مگر ارض سادہ کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گزراؤں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ارمغان نصرت و چمنستان)

باب دہم

حدیث لولاک پر اعتراض و جوابات

سوال: ”لولاک لما خلقت الا فلاک“ کو معنائی نے ”مقاصد“ میں موضوع قرار دیا ہے، لہذا یہ روایت قائل استدلال نہ ہی۔ (دیکھو تذکرۃ الموضوعات، فقہی، ص ۸۶) جواب نمبر ۱

معنائی کون ہے؟ اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا؟ اس کی حیثیت بیان کریں؟ اور اس حدیث کے موضوع ہونے کی وجہ بیان کریں؟ جواب نمبر ۲

امام کعبہ حضرت علی قاری کی طبع رحمت الہاری نے اپنی تذکرۃ الموضوعات میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد معنائی کے قول کی تردید کر دی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔
لکن معناه صحت

لیکن یہ حدیث معنی کے لحاظ سے صحیح ہے (تذکرہ مطبوعہ نمبر ۱۰۱)

جواب نمبر ۳

گزشتہ صفحات میں ہم نے اکثر آخر اسلام کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان سب کے سامنے ایک معنائی کے اپنے قول کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کون ہے جو اکثر کو چھوڑ کر اس کی بات پر کان دھرے۔

جواب نمبر ۴

یہ حدیث محبوب خدا ﷺ کی صفات ظاہر کرتی ہے اور فلاک کے مخلوق ہونے کی طرح آپ کے مخلوق ہونے اور عظیم المرتبت ہونے پر دلالت کرتی ہے لہذا اس کا موضوع ہونا علم و عقل کی روشنی میں ناقابل حلیم ہے۔

جواب نمبر ۵

جب اکثر محدثین و علماء نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے پھر اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا دراصل رسول کریم ﷺ کی تصریح کرنے والا ہے ادب، ہنوی و گستاخ تو ہو سکتا ہے کوئی عاشق رسول اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کا کلام نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۶

اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جاتی ہے۔ لہذا اس کو موضوع قرار دینا درست نہیں۔

جواب نمبر ۷

استاذ العلماء علامہ منکور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث معنی اور مفہوم کے اعتبار سے سچ ہے اگرچہ اس کلمات سے اس کی تخریج نظر سے نہیں گزری، امام علی قاری نے اسی طرح اپنی موضوعات میں فرمایا ہے۔ (مقام رسول ص ۲۶۱ حاشیہ ۱)

جواب نمبر ۸

دعویٰ بدعتی اہل دہلی علماء نے بھی اس حدیث پر جرح نہیں کی بلکہ اس کو قبول کیا ہے اور اسے دلیل دعوت کے طور پر اپنی کتابوں میں لکھ کر اس کا درست ہونا اور حجت ہونا تسلیم کیا ہے لہذا اس کو موضوع قرار دینا یکطرفہ فیصلہ اور ذاتی دلیلی رائے ہے جو بذات خود موضوع ہے۔

جواب نمبر ۹

علامہ امام نور الدین علی بن سلطان عمر المعروف ملا علی قاری کی نے لکھا ہے دہلی کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے موجود ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت ص ۲۶۱ میں حاضر ہوئے اور کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) لو لاک ما خلقت الجنة اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا لو لاک ما خلقت النار اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو نہ بناتا اور ابن عباس کی روایت میں ہے۔ لو لاک ما خلقت الدنيا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۱) بہشت اور

دوزخ کی نسبت آپ کی طرف اس لئے کی گئی ہے۔ کہ بہشت ظالمان رسول ﷺ کے لئے اور جہنم دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی خاطر معرض وجود میں آئی چنانچہ امام المسلمین سیدی و سندی اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

عَلَدَ قَوْمٌ بِكَ هَ ظَالِمَانِ رَسُولِ اللَّهِ كَا اور جہنم دشمنان مصطفیٰ کے واسطے
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا رسول کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں
شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال نے خوب طبع آزمائی فرمائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں
تجرب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بنائے محمد ﷺ
قہار تو دیکھو کہ جہنم کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ
جواب نمبر ۱۰

حضرت امام محمد المہدی قاسم نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا "لولا محمد ما خلقتک" ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے۔ لولا محمد ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضاً ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان و زمین کو (مطالع المسرات ص ۲۶۳) مندرجہ بالا دس جملوں سے ثابت ہوا کہ "لولاک" دلی حدیثیں اسے معنی و مفہوم کے لحاظ بالکل صحیح و درست ہیں اور ان میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں قرآن مجید کی متعدد آیات کی طرح ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اول الخلق اور حقیقۃً الخالق ہیں بلکہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

محمد سر قدرت ہیں کوئی رجز انکی کیا جائے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جائے

حقیقت محمدؐ یہ سچا ہے

چنانچہ حبیب خدا، اللہ انکوں سر اللہ انکوں ملنے کے لئے اپنے بار بار ورنہ فی
المراد حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا یا اباہیکو واللہ بعضی بالحق لم
یعلمنی حقیقتہ ظہور دہی ترجمہ: اے ابو بکر قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے
ساتھ سمجھا ہے۔ حقیقہ مجھے میرے رب کی سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی میری حقیقت کو میرا رب
جانتا ہے۔ امام عبدالقادر جیلانیؒ اس حدیث کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی
حقیقت کے مسند و کا کوئی سائل و کتارہ نہیں امام عبدالسلامؒ فرماتے ہیں مخلوق آپ کی حقیقت
کے ادراک سے عاجز ہے۔ امام قسطلانیؒ شارح بخاری اور علامہ ذرقانیؒ شرح مواہب میں
لکھتے ہیں و اسمان رسول کریم آپ کی حقیقت تک نہ تو پہنچ سکے اور نہ ہی اسے احاطہ میں لا
سکے۔ علامہ علی قاریؒ فرماتے ہیں مخلوق نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور اس کے محبوب کو نہ
پہچان سکے اور وہ آپ کو کیسے پہچان سکتے کیونکہ ان کی آنکھوں کو بشریت کے پردے نے
ڈھانپ لیا ہے۔ امام مناویؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت کو اس طرح ڈھانپ
ہے کہ ہماری عقلیں اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور (جب سے آپ معرض وجود میں
آئے) اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت پر وصفِ نبوت کا ایقان فرما دیا تھا۔ امام
عبدالحقؒ فرماتے ہیں۔ آپ کی حقیقت کو کسی نے اپنے فہم سے نہ جانا اور نہ وہاں اپنے
علم سے کسی شئی کا احاطہ کیا۔ حضرت امام سید عبداللہ میر غنیؒ فرماتے ہیں۔ کسی نے حقیقت
محمدیہ سے ایک ذرہ کا بھی ادراک نہ کیا اور خداوند اکات کے ذریعہ سے کھوج لگانے والا آپ
کے کمال حال کے سمجھنے میں کامیاب ہوا موصوف نے اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھا
ہے۔ جو سب اپنے علم و تقصیر کے دریا میں ڈوبے گئے اور کسی پہلے و پچھلے نے آپ کی
حقیقت کا ادراک نہ کیا اور یہ کسی کیلئے ممکن نہ ہو سکا کیونکہ آپ کا خلق قرآن ہے اور آپ کی
ذات از خود ذات مدحیہ ہے، آپ کا احسان کے جملہ مراتب حاصل ہیں آپ ہی حبیب اکرم
اور مخصوص با تجلی اعظم ہیں ﷺ امام احمد الصاویؒ فرماتے ہیں مخلوق کے انہام آپ کی

حقیقت کے ادراک سے عاجز ہیں اس لئے تو آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام ابو العباس قاسی فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ اس مقامِ دمر جے پر فائز ہے کہ وہاں نہ تو عرفان کی رسائی ہے اور نہ ادراک کی اور نہ ہی کسی کو اس میدان میں اترنے اور کامیاب ہونے کی امید ہے۔ کیونکہ آپ کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اس لئے کہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور ایسا راز جو محض نور الہی ہے جس کے ادراک سے خاص الہی کی عقلیں بھی عاجز ہیں۔ حقیقت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فیوض میں سے ایک غیب ہے اور اس میں جو معارف و علوم و اسرار و فیوض و تجلیات و عطیات و بلکد احوال اور پاکیزہ اخلاق ہیں ان پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ علامہ ابراہیم بکھری فرماتے ہیں۔

لا یعلم حقیقۃ و صفۃ الا خالقہ ﷻ

حضور ﷺ کی وصف حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (المواہب ص ۴۲) مقام رسول سے ماخوذ مندرج بالا بیانات سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول کریم اول الخلق ہیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور آپ کی حقیقت تک پہنچنا کسی کے بس میں نہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کا عقیدہ

امام ابو ابیہ علامہ ابن تیمیہ حنفی ص ۲۸۷ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور ﷺ کے مقام رفعت کو چھوٹا کسی کے علم و عقل کے اختیار میں نہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

كان من ربه بالمنزلة العليا التي تفاصرت العقول والالسنه عن معرفتها واعلمها و صلات غابتها من ذلك بعد التناهي لى العلم والبيان الرجوع الى عيها و صحتها

یعنی حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقلیں و زبانیں اس

کی معرفت اور اس کی صفت سے قاصر ہیں۔، علم و بیان میں انتہا تک پہنچنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ سوائے چپ اور مجز کے کچھ حاصل نہ ہوا (الصارم المسلول ص ۲) علامہ ابن تیمیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے قائم مقام بنایا۔ آپ کا حکم و راسل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے آپ کی نئی و راسل اللہ تعالیٰ کی نئی ہے۔ آپ کی اخبار و راسل اللہ تعالیٰ کی اخبار ہے اور آپ کا بیان درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

(الصارم المسلول ص ۳۱)

ہمارے مرشد کریم غزالی زباں رازی و دریاں امام اہلسنت حضرت علامہ قبلہ کاظمی کریم قدس سرہ و اطرح عہد مازون کی تعریف کرتے ہوئے اور قائم فرماتے ہیں۔ عہد مازون دو غلام ہے جو مالک کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہے۔ اس کی قابلیت، صلاحیت، استعداد اور غریبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار میں اسے ملازم مازون بنا دیا ہو..... اس کا بیچنا، خریدنا، لینا دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیچنا، خریدنا لینا دینا تصور ہوگا..... اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین بمولہ عہد مازون کے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے قرب کے مطابق مازونیت کا شرف عطا فرماتا ہے، ہماری کائنات میں رسول کریم ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں لہذا آپ سب سے بڑھ کر اس کے عہد مازون ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَلَيْكُمْ مِنْ أَلْفَاظِي إِنَّ لَكُمْ الْأَوْثَانِي (النجم)

”اور وہ کوئی استغاثہ نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جی جہانم کی جاتی ہے۔“

وَعَلَيْكُمْ مِنْ أَلْفَاظِي وَلَكِنَّ اللَّهَ سَمِي (الخال: 17)

”اے محبوب وہ خاک جو تم نے چنگی تھی تم نے چنگی تھی بلکہ اللہ نے چنگی تھی۔“

عَنْ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (النساء: 80)

”جس نے رسول کا حکم مانا چنگی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“

پھر فرمایا۔

إِنَّ إِلَهَكُمْ بِيَائُونُكَ إِنَّكَ تَابِعُونَ اللَّهَ لِيَدُ اللَّهِ قُوَىٰ أَيْبُونَهُمْ (فتح: 10)

(چنگ و جہا آپ کی بیعت کرتے ہیں بلاشبہ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے) حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ”اللہ يعطى وانا قاسم“ (اللہ تعالیٰ سب کچھ دینے والا ہے اور میں سب کچھ تقسیم کرنے والا ہوں) مختصر یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عہد مازون ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ کا قول اللہ تعالیٰ کی وحی و فرمان ہے اور آپ کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے۔ آپ کی خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی خرید و فروخت ہے۔ آپ کا دینا و لینا اللہ تعالیٰ کا دینا و لینا ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۱۱)

شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔
وے ﷺ خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است سے کند وے دہر ہر چہ خواہ باذن وے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں اس کے اذن سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں (اختصار البعات ج ۲ ص ۳۱۵)
شیخ محقق احمد کی ج ۱ ص ۲۴۲ میں امام محمد بکری مصری سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ متولی امور مملکت الہیہ ہیں کون و مکان کے تمام امور آپ کے سپرد ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے مختار عام ہیں اور آپ کی سلطنت کا دائرہ سب سے بڑا ہے۔ امام ربانی علامہ شعرانی امام سیوطی سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کا مالک بنا دیا ہے جسے چاہیں زمین الاٹ کریں یا جسے چاہیں بخت عطا فرما دیں۔

(ملخصا کشف الغمہ نو مقام رسول ص ۳۲۵)

امام اہل سنت غزالی زمانہ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں عالمہ اجسام میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں لیکن عالم حقائق میں خلیفہ اللہ الاعظم اور اول حقائق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ تخلیق آدم سے پہلے آپ ہی منصب خلافت اور مسند نبوت پر محکم ہوئے جیسا کہ آپ نے خود اور شاگرد فرمایا۔

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد رواہ ابو نعیم و ابن سعد الطبرانی جامع صغیر ج ۲ ص ۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام جسم و روح کے درمیان تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم حضور ﷺ ہی ہیں، آدم علیہ السلام کی معرفت آپ کی خلافت کا ظہور ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود اویسی ہندوئی نے فرمایا ترجمہ: در حقیقت حضور ﷺ ہی اللہ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور زمینوں اور بلند آسمانوں میں سب سے پہلے امام آپ ہی ہیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو نہ آدم پیدا ہوتے نہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز۔ (الخصایاں ص ۱۳۰، ۱۳۱، فیہ القرآن)

مندرجہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کی حقیقت کو کسی پرکار نہیں کیا اور آپ کو خلافت عظمیٰ عطا فرما کر ساری مخلوق کا حاکم و مطاع بنا دیا ہے اور بھیک مانگنے والوں کو سرکار کا درکھا دیا ہے۔ چنانچہ، مقتدا و ہدایت پیشوائے غیر مقلدیت نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

عن ربیعہ بن کعب الاسلمی یفتح و ابو کسرہ ہا، کنت
او ابو فراس مت بکسر فامین در آخر معلودست،
در اہل مدینہ و اصحاب صفہ صحابی قدیم است خادم
رسول خدا ﷺ و ملازم در گاہ در سفر و حضر بود از
قلمانی صحابہ مات سنہ ثلاث و ستین روی عنہ
جماعۃ (رحمۃ اللہ عنہ قال) گفت ہر دم من کہ شب می
کردم با پیغمبر خدا ﷺ پس آنحضرت را آب وضو
طیار می داشتم و می کردم حاجتھا و جد مہتامی دہنگر
آنحضرت ﷺ مانند جامہ و مسواک و شامہ و جز آن
پس (قال لی النبی) گفت مرا آنحضرت ﷺ (سل)

بطلب ہر چہ می خواہی از خیر دنیا و آخرت اواز
اطلاق این سوال کہ فرمود بخواد و تحصیل نکرد بہ
مطلوبے خاص، معلوم میشود کہ کار همه بدست
ہمت کرامت اوست علیہ السلام ہرچہ خواہد و ہر کرا
خواہد باذن پروردگار خود بدہد

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدگاہش ہر چہ سے خواہی تنہا کن
قللت اسالک مرافقتک فی الجنة فقال او غیر ذلک
قللت ہو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة
السجود رواہ مسلم (مسک الختام ج ۱ ص ۵۲۱، ص ۵۲۲)

غلام یہ کہ حضرت ربیعہ اسلمی اصحاب منہ میں سے تھے صحابی قدیم حضور ﷺ کے
خادم اور آپ کے سفر و حضر کے ملازم تھے ۶۳ھ میں وصال فرما گئے حضور ﷺ کیلئے وضو کا
پانی اور کپڑے و مسواک و کنگھا وغیرہ تیار رکھتے تھے ایک رات وضو کا پانی لائے تو سرکار نے
فرمایا ربیعہ ماگ لے۔ یعنی دنیا و آخرت کی جو چیز ضرورت ہو طلب کر اور سوال کو مطلق رکھ کر
فرمایا ماگ اور مطلوب کو مخصوص نہ کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام کام
حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں اور جس کے لئے چاہیں باذن اللہ عطا فرمائیں۔

(اے مسلمان) اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی کا آرزو مند ہے تو ہر گاہ و رسالت مآب
ﷺ میں حاضر ہو کر جو چاہے ماگ لے۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ مجھے بہشت میں آپ کی رفاقت و قلابی مل
جائے، آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا یہی کافی ہے فرمایا، تم
سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو، (نسائی شریف ج ۱ ص ۱۱۳، مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۳،
مشکوٰۃ ص ۸۳) سیدنا الحسن و سیدنا حسین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح جملہ ائمہ اسلام
مثلاً شیخ الاسلام حضرت علی قاری کی توفی ۱۰۱۳ھ شیخ المسلمین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث

دہلوی م ۱۰۵۲ھ دیگر علماء اہل سنت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی اپنے حبیب ﷺ کی جھولی مبارک میں رکھ دی۔ جو چیز درکار ہو، حضور ﷺ کی بارگاہِ عرضِ پناہ سے حاصل کرو۔

(دیکھو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۵۰، مقام رسول ص ۳۱۰، بحار المغنی ج ۱ ص ۳۹۶)

مانگ جو تیرا جی چاہے

طبرانی مہتمم توسط اور غرائی مکارم اخلاق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ ﷺ اس جب کوئی شخص کچھ سوال کرے اگر حضور کو حضور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ حضور ہوتا تو خاموش رہتے کسی کو لایعنی نہ نہ فرماتے ایک روز ایک امراہی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس ﷺ نے تھڑکنے کے انداز سے فرمایا اصل عامشت یا اعرابی اسے امراہی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں قطعاً ہاں لانا ہاں الیٰ اللہ یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ اعظم ﷺ نے فرمایا دیا ہے جو دن غیر آئے مانگ لے) ہمیں اس امراہی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، امراہی نے کہا تو کیا کیا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا، عرض کی حضور سے ذرا دے مانگا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس امراہی کی مانگ اور نبی اسرائیل کی ایک بیرون کے سوال میں پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دیا اترنے کا حکم ہوا کھارے دے دیا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اگلی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس نہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید نبی اسرائیل کی بیرون کو معلوم ہو اس کے پاس آئی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم

ہے کہا ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتادے عرض کی لا واللہ حتی تعطینی ما اسئلک خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا ذٰلِکَ لَکَ تیری عرض قبول ہے قلنت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجة النبی فکون فیہا فی الجنة یوزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معک یوزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یردہا فلا وحی اللہ ان اعطیہا ذٰلک فانی لن ینقصک شینا فاعطیہا ”موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی ردو بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وہی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔“ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا فرمادی۔ اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتادی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فضل مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔ اقول وبالله التوفیق بحمدہ تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان واپائی پر کوب شہابی ہے۔

خود حدیث کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام عزائم رحمت پر نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں۔

اولاً حضور اقدس ﷺ کا امر الہی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اسحاق بن قیس جس سے علمائے کرام نے عموماً استفادہ کیا یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ قد وجودہ وتوالہ ونعمہ والفضالہ۔

یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کا رخاۃ الہی کے معنی رکھتے ہیں

تایا یہ ارشاد اسی کر موعی علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکر ام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرمادی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگتے گا، معلوم ہوا کہ بھرا اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس ﷺ کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزان رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جس چاہیں بخش دیں ﷺ۔ چنانچہ خود حضور اقدس ﷺ نے کلمہ کا اس وقت اس امر الہی کے قصور بہت پر تعجب کر ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے طام دنیا مانگتے بیٹھا ہر دن اسرہیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے ﷺ۔ راجعاً ان بڑی بڑی ہلی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر کاروبار مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کو کیا ہوا کہ یہ با آن نشان غضب و جلال اس شرک پر لٹکا نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں ان میں میرا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے۔ ”کہ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو“۔ میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین ﷺ کی نسبت ان کی وحی بالہی میں اترے گا کہ جس کا ہم محمد (ﷺ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکیں۔ نیز کہا جائے گا۔ ”خطیب نے اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا ہی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو یہ میرا مل موجود ہے

اس میں مجھ کو کچھ نکل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار ہے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔" بڑی بلی کیا تم سلیا لگتی ہو؟ کھوتقویہ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء علیہ السلام اور معاملہ بھی کس کا خود ان کے بچر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لیا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا بھلا بڑی بلی تم مجھے خدا بنا رہی ہو پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ انسوس کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔ خاصاً انکار درکنار اور رجسٹری کہ سلی الجنتہ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تیز نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کریں گے تمہیں یہی بہت ہے انسوس موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کیا شکایت کی کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر واصل اول میں ثابت ہو چکا مگر اپنے آپ کو کتنا تو تھری ہے خود محمد ﷺ نے اس کے جدید قرآن تقویہ الایمان کو جہنم پہنچا یا یہودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحتاً فرمادینے کا موقع کر دیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توجہ نہ کرے ان کا نام سونو گستاخیوں سے نہ لے لو اور کیا کرے کیا بیچارہ کلیم کا مردود و حبیب کا بار اپنے بطلے دل کا پہنچنے لے بھی نہ پھوڑے مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ بٹلے کسی کی زبان بوللہ العزۃ و لہم سولہ و للہم منین و لکن المصافقین لا یعملون۔ سارا سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے۔ کلیم علیہ الصلاۃ والسلام نے امام الوہابیہ سے یہ دکھائی دیتی تو اسے جائے مذہبی کہ موسیٰ بدین خود مابین خود حبیب ﷺ نے تقویہ الایمان کی یہ صریح تذلیل و تسلیل فرمائی تو اسے آنسو پھینکے کو جگہ تھی کہ وہ نبی ای ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویہ الایمان پر دم لیتے ان

احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا اقرار تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب سبھل و مکمل فرما دیا۔ وہی آئی تو کیا آئی کہ اعطیہا ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے وادری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے جیز رہا یہ نہیں فرمایا چاہتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت بھجھائے دیتے ہو اپنی گرم جوشی انھار کھوتھو یہ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم النایہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کیسے یہ بے چارہ کس کا ہو کر رہے جس کے لئے تو حید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی دین والیاں پر دولتی مجاڑی حطاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مانن اوروں کو ماننا محض خبط ہے اسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بے چارہ از میں سو مانندہ ورا تسوراعندہ خوا اس کے کیا کرنے کے اپنی اکلوتی ہر تو حید کا ہاتھ بکڑ کر جنگل کو کلل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ماز پاراں چشم یاری داشتیم

خود غلط بود آنچه ما چداشتیم

مجھے امام ابوہامیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بہ نسبت عمل ایک آدھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے شخص کہتے ہیں اور یہ بھی مست ہے ثابت ہے کھٹا لی حدیث عوالفہ ام ذرع میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سنی رہتے تھے روافض کا زور تھا ان کا ہتھ بچھلے پھر سے اذان دیا اور اس میں کلمات ملعونہ بکا ان غریبوں کے قلب پر آئے چلے آخر مرتا کیا نہ کرنا چار شخص مستند ہو کر پہلے سے مسجد میں جا چھپے وہ اپنے وقت پر آیا جیسی تمنا شروع کیا ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڑھے کو گرا کر دست و لکھو فعل سے خوب خدمت کی کہ میں میں اب رہتا ہوں تو مجھے برا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا

حضرت میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا کہ یا حضرت توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا تیسرے صاحب آرہے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا اب سخت گھبرایا ہے تاب ہو کر چلا یا کہ مولیٰ دوڑے دشمن مجھے مار ڈالتے ہیں اس پر جو تھے حضرت ہاتھ میں استرا لیے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اڑا لی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو برا کہے اور ہم سے عداوت ہے گا اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کمی کو نے میں سرک رہے موشن آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ و کعبہ تشریف نہ لائے جناب قبلہ لو لیں تو کیا یولیں جب اجالا ہوا مارے حضرت قبلہ توبہ پڑے ہیں قبلہ خیر ہے (دروک) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن اپنے اپنے تھے مارتے مارتے پھر نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدور میں تھا کہ سانس باقی ہے قبلہ پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا۔ جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھجکا کر ناک پر سے رو مال پھینک دیا کہ یہ کو تک تو انکس کے ہیں۔ دشمن تو ماری کر چھوڑ گئے تھے انہوں نے تو جڑ سے پوچھ لی۔

ماہ یاراں چشم یاری و اشتیم

خود غلط بود انچہ ما چھا شتم

و استغفر اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ سابقہ پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صوبہ ہے۔ فاعطنا مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیرون کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی واللہ رب العالمین مسلمانو ایک قوم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و ہدایت کے شرک کا کیا کیا برائوں لگاتے ہیں کہ بے چارے کو اسل مسلمانین میں بھی پناہ نہیں ملتی کذلک العذاب والعذاب الاخرہ اکبر لو کا تو جھجکوں۔ الامن والاعلیٰ میں ۲۲۶ ج ۲ ص ۲۳۲، نحوہ فی تفسیر جلالین ص ۳۱۲ حاشیہ نمبر ۹۰۸، تفسیر صادی ج ۳ ص ۱۶۳، تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۳۲۷، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۶، تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۱۰۸، تفسیر جمل ج ۳ ص ۲۸۱، تفسیر در منثور ج ۳ ص ۳۰۳ ج ۵ ص ۸۸، ۸۸، مقام رسول

ص ۱۱ اس مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اے موسیٰ تم اس کے ساتھ جنت کا سفر کر لو۔ بخشی زبور ج ۸ ص ۱۵۔ بعض روایات میں ہے کہ مجوزہ نے اپنی بیٹی و جوانی لوہے اور جنت میں اپنے درجہ میں رکھنے کا مطالبہ کیا جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رد کیا۔

حضور سید عالم ﷺ ہوا زن کی شخصیت جن میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا صلیت فاحکم ما شئت تو نے کج کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی اسی دنے اور اس کا چرانے والا قلام عطا ہو سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی

ولصاحبة موسى النبی دلته علی عظام یوسف کانت احبهم منک حين حکمها موسیٰ فقالت حکمی ان تردنی شابة و ادخل معک الجنة اور بے شک موسیٰ جس نے انہیں یوسف علیہ السلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ علیہ السلام نے اختیار تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قلعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں تو ہوا کہ وہ خدیوہ فوراً تو جوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا ابن حبان والحاکم فی المستدرک مع اختلاف عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم نے کہا یہ حدیث الاسناد ہے یہاں جہلی بھی موسیٰ علیہ السلام نے پھیر دی۔ (الاسناد الخلی ص ۲۳۲)

بزرگان دین کا یہ عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق ہے اور قرآن مجید اس عقیدے کی تائید و تہدید کرتا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

إِنَّا أَخْلَقْنَاهُ الْكَوْثَرُ (الکوثر)

”اے حبیب، کوثر ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے عباس آپ کو عطا فرمائی ہے۔

ابو بکر نے سعید بن جبیر سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، سعید نے فرمایا وہ نہر بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خیر و بھلائی میں سے ایک ہے (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۲، ص ۹۷۴) وہابیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی ذیل ہندی لکھتے ہیں۔ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری، یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ ”البحر المیل“ میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور آخر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی، دوتیس اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں ان نعمتوں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔ (تفسیر عثمانی تحت آیت) تمام دنیا کائنات کا سارا مال اور اسکی کل چیزیں قبیل ہیں۔ چنانچہ وہب ذوالجلال نے اعلان فرمادیا۔ قُلْ مَتَّاعٌ لِّمَا قَلِيلٌ (انعام: ۷۷) لڑا دیجئے کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو انکوثر، یعنی الخیر کلہ تمام بھلائیاں و بہتریاں عطا فرمادی ہیں انکوثر مبالغہ کا میضہ ہے جس میں تحت المزی سے لیکر عرشِ مطہر تک تمام کائنات وغیرہ داخل و شامل ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو عطا فرمایا ہے وہ اللہ ہی جانے یا اس کا محبوب، اعلیٰ حضرت نے کہا خوب لڑایا ہے۔

میں تو ملک ہی کہوں گا کہ میں دوا ملک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں مرا حیرا

مفسر مکتبہ نعیمی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بابتے ہیں اور کائنات کے داتا ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ مَا آتٰكُمْ مِّنْ رَّسُولٍ فَخُذُوْهُ وَاَعُوْا لِحُكْمِ الْعِلٰهِ اِنَّكُمْ لَعِنَآ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (الحشر: ۷) اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں تم تک جاؤ۔ اس آیت میں دین و دنیا اور آخرت کی ہر چیز مراد ہے۔ تاہم یہ اس پر دلیل ہے (۲) مفعول کا حذف اسکی دوسری دلیل ہے (۳) اس آیت کا سہاق و سیاق شاہد ہے کہ دین کے علاوہ مال و دولت بھی سرکار عطا فرماتے ہیں۔ دولت محدود مفعول بناتے اور نعمتوں سے مالا مال کرتے ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے۔ اَلَمْ نَكُنْ لَّكُمْ اِلٰهًا وَرَسُولًا قَدْ عَلِمْتُمْ (التوبہ: ۷۴) اللہ و رسول نے انہیں

دولت والا فنی کر دیا اپنے فضل و کرم سے دوسرے مقام پر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتَعْتَیْکَ عَلَیْکَ (الاحزاب: ۴۷) اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اسے حبیب آپ نے اسے نعمت عطا فرمائی۔ تیسرے مقام پر ہے۔ وَ لَوْ اَنَّکُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰیْکُمْ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ قَالُوْا احْبَبْنَا اللّٰهُ سَبُوْۤا اللّٰهَ مِنْ قُدْسِهِمْ وَ رَسُوْلُهُ (التوبہ: ۵۹) اور کتنا بھر تھا ان کے لئے اگر وہ راضی ہوتے اللہ و رسول کے دینے (دانا ہونے) پر اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا، معذرتاً بالآیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول ﷺ باذن اللہ تعالیٰ داتائے کائنات ہیں آپ ہر چیز دیتے ہیں، ساری دنیا آپ کی معنٰی ہے چنانچہ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ وَ اَمَّا السَّابِلُ فَلَکَ صَلَۃُہٗ (الغنی) اور ہر حال ہر مسائل کو رحمت، محبت، شفقت اور عنایات سے سر فرما فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ اس بے نیاز نے اپنی تمام نعمتیں اپنے محبوب کو دیدی ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وَ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ (النور: ۲) اور اللہ اپنی ساری نعمتیں آپ کو دیتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد گرامی جو حجۃ الوداع کے دن نازل ہوا ملاحظہ ہو۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَنۡتُمْ عَلَیْکُمْ بِیۡحِقُّ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیۡنًا (مائدہ: ۳) ”آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے دین اور چودہی کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو (پہلور) دین“ (البیان ص ۱۶۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت چودہی کر دی یعنی آپ کو اپنی نعمت کا مالک بنا دیا بلکہ اس بے نیاز نے اپنے حبیب کو اپنے خزانوں کی چابیاں دیکر چودہی کائنات کا مالک و مختار بنا دیا چنانچہ تمام درودا نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ تم نے حضور ﷺ کے بارے میں تو ریت شریف میں کیا پڑھا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تو رات میں یہ پڑھا ہے۔ معجم رسول اللہ واعطی المظاہر لہ“ محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام سوا کس ہے نہ ورثہ تو ہیں نہ سخت گو نہ بازوئیں میں چلانے والے، وہ کچھیاں دیئے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے درویش سے پھوٹی آنکھیں بنایا اور ہرے کان شنوا اور میرے زبانی میں سیدھی کر دے یہاں تک

کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس کا کوئی سبب بھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔ (علاء المین والعلیٰ ص ۹۳، خصائص کبریٰ) حاکم باقادح صحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابوالفیم روایت کرتے ہیں، ام المومنین محبوبہ محبوبہ اللطیفین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی صفت و ثناء آنحضرت پاک میں مکتوب ہے (آپ) بذخ و دل ہیں نہ درشت خونہ بازاروں میں شور کرتے ہیں۔ و اعطی العفتانج، انھیں کتیاں عطا ہوئی ہیں۔

(الامین والعلیٰ ص ۹۳)

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بخاری ج ۲ ص ۵۸۵ و ص ۹۷۵، مسلم ج ۲ ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۳۷، حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں سورہا تجا ساری زمین کے خزانوں کی کتیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ بخاری ج ۱ ص ۴۱۸، ج ۲ ص ۱۰۳۸ و ص ۱۰۸۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، دلائل النبوة لابی نعیم ج ۱ ص ۶۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا کی کتیاں انجلی گھوڑے پر رکھ کر میری بارگاہ میں لائی گئیں۔ اور اس گھوڑے کو جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سوار ہو کر نقش و نگار دانی و چشم کی زمین تھی (قال السیوطی اخبرني احمد ابن حبان في صحيحه و ابو نعيم عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۵، کتاب الوفیٰ ص ۷۳، اعلام صابن جوزی جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰، کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳، الامین والعلیٰ ص ۹۳، مقام رسول ص ۲۸۸) سند درج بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کو عین شہادہ و عین رجحانہ و عین اللطیفین ﷺ کو دنیا کی کتیاں عطا فرما کر آپ کو کو عین کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ آپ ہی داتاے کائنات و قاسم نعمات ہیں، قبر میں آپ کے بارے میں سوال اور اس کا جواب

دینے میں کامیابی کا انحصار، روزِ محشر آپ کے نجدے کے طفیل حساب و کتاب کا آغاز اور آپ کی شفاعت کبریٰ کے صدقے دخولِ جنت اور آپ ہی فاتحِ بابِ جنت ہونے کے اور جملہ اولادِ آدم آپ کے لواحقہ کے تحت جمع ہو کر آپ سے پناہ و محفوظی کی (اللہ بیٹ) متعدد جہاں و دلیلوں ثابت ہوا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا
اولادِ آدم سے بہتر پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان
میں سے بہتر محمد ہیں (ﷺ) (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے
حضرت ابراہیم کو طویل بنایا اور حضرت موسیٰ کو نجی بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی
عزت و جلال کی قسم میں نے اپنے حبیب کو اپنے طویل و نجی پر ترجیح دی ہے۔ (کنز العمال ج
۱۱ ص ۱۸۲) یعنی اللہ تعالیٰ مزا شائے کے بعد آپ سب سے بہتر و برتر ہیں۔

سب سے اولیٰ و اہلِ تبارا نبی ﷺ

سب سے بالا و الاعلا نبی ﷺ

باب یازدہم

محمد ﷺ بشر لا کا بشر فالیاقوت حجر لا کا حجر مسئلہ بشریت

قرآن مجید میں لفظ بشر تقریباً ۳۶ مقام پر آیا ہے اور ایک بار لفظ ”بشرین“ بھی آیا ہے۔ ان میں سے بعض جگہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْكُوتٍ ۖ** (الجم) ”اور (اے حبیب ﷺ یاد رکھئے) جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ بے شک میں ایک بشر بنانے والا ہوں بھئی ہوئی خاک مٹی سے جو یوں درسیا، گارے سے ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد رہائی ہے۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طٰٓئِفٍ ۖ** (س)

”جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا بے شک میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور مالک اپنے مملوک کو جن گھلوں سے یاد فرمائے رہے عزت نہ ہے نصیب۔“

شیطان اور لفظ بشر

سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۹ سے آیت نمبر ۳۲ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جب میں آدم کو درست کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی (خاص) نوح پھونک دوں تو اس کیلئے تم سجدہ کرتے ہوئے گر جانا تو سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے ابلیس

تھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ انہیں نے کہا۔ لَمْ آئِنَا لَكَ سَجْدًا
لَيْسَ بِخَلْقِكَ إِنَّا خَلَقْنَا مِنْ صَلَاسِ قَبْلُ مِنْ خَلْقِكَ ۝ (الجم) میں نہیں ہوں کہ بشر کو سجدہ کروں
جسے تو نے جنتی ہوئی خشک مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
فَلَعَزَّوْا مِنْهَا وَأَقَالِكُمْ ۝ وَإِنَّ خَلْقَكَ الْفَعْلَةُ إِنْ يَذُورَ الذَّيْنِ ۝ ”تو جنت سے
نکل جا کہ خشک تو مردود ہے اور قیامت قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔“ (الجم بر جرہ البیان)
قرآن مجید کے اس قصے سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام جو اللہ پاک کے خلق ہیں انہیں
بشر کہنا شیطان کا کام ہے انہیں بشر کہہ کر ان کی سوء ادبی کرنے سے نصیحتیں چھن جاتی ہیں۔
اللہ پاک ناراض ہو جاتا ہے اور کمال سردی اور لعنت ابدی کا طوق لگے میں پڑ جانے سے
شیطان اور وہ اس معاملہ میں برابر ہو جاتے ہیں قانون الہی سب کیلئے یکساں ہے شیطان
بشر کہے یا انسان عبادتِ زہد تقویٰ محبوبانِ الہی کی گستاخی سے برباد ہو جاتے ہیں۔ پناہ
بخشا۔

درا بے ادبی محبوباں دی تے ککھ نہ رہندا گھروا

لو بے ادب کینہ پانی کافر ہو کے مرزا

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے کافر

نوح علیہ السلام اور کافر

حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے اور دنیا و انسانیات
کے پہلے رسول تھے۔ چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے ”نوسویچاس سال دعوت تو حیدو
رسالت دی اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اس دوران قوم کے وڈیروں نے کہا۔ خَلَقْنَاكَ
إِلَٰهًا مِّمَّا تَوْحَّشَاتَا ۝ (ہود ۷۷) ہم تجھیں نہیں دیکھتے مگر اپنے ہی جیسا بشر۔ ان بد بختوں نے
حضرت نوح علیہ السلام کی بشریت کی رٹ لگائی اور علی الاعلان لوگوں کو کہنے لگے۔ هَذَا
هَذَا آ إِلَٰهٌ مِّمَّا تَوْحَّشَاتُمُ (المومنون ۲۴) نوح تو کچھ بھی نہیں صرف تم جیسے بشر ہیں۔ ان
کی مندرجہ بالا گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بشر کہنے والے فرق کر دیے گئے۔ انہم

تخصیص

آجکل بعض لوگ دنیا پر کرام علیہم السلام کیلئے بھی کئے استعمال کرتے ہیں کہ جس طرح تم کھاتے ہو اس طرح وہ بھی کھاتے تھے جس طرح تم پیچے ہو اس طرح وہ بھی پیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل یہ کئے قوم عداوت حضرت محمد علیہ السلام کے بارے میں کہے تھے اور کھانے پینے کی دلیلوں سے ان کی بشریت کو ثابت کرنا چاہا۔ تو وہ عذاب کے سختی بن کر چکنا چور ہو گئے۔ ایسی دلیلوں سے انبیاء کرام کو بشر کہنا گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو کر عذاب میں مبتلا ہونے کی کھلی ننگائی ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کھانے و پینے کے محتاج نہیں وہ تو اس لیے کھاتے اور پیتے ہیں کہ حکم الہی کی تعمیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مِمَّا قِيلَ مِنكُم مَّا ذُكِّرَ لَكُمْ بِهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ** (مومنون: 51) اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور ان کی امت کو کھانے پینے کے آداب و طریقے اور حلال و حرام کا پابند رہنا۔

حضرت صالح علیہ السلام اور کافر

حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت تو حید و رسالت دی اور انہیں کمرابطہ مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔ قوم نے مجبور طلب کیا آپ نے حسب طلب ناقہ پیش کر دیا جو نہ کسی بیٹھ میں رہا نہ کسی پیٹ میں نہ کسی نرسے پیدا ہوا نہ کسی مادہ سے نہ عمل میں رہا نہ وہ تدریجاً کمال خلقت کو پہنچا۔ بلکہ طریقہ مادہ کے خلاف پہاڑ کے ایک پتھر سے اچانک پیدا ہوا۔ اس کی یہ پیدائش مجروحہ نہ تھی۔ پھر ایک دن وہ پانی پیا اور ایک دن تمام قبیلہ ثمود ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے یہ بھی مجروحہ ہے جب ناقہ پانی پیا تو اس دن اس کا دودھ تمام قبیلہ کو پیرا ہو جاتا یہ بھی مجروحہ ہے۔ جس دن ناقہ کے پانی پینے کی باری ہوتی تمام جانور پانی نہ پیچے بلکہ روزہ رکھتے یہ بھی مجروحہ ہے۔ اتنا مجروحہ دیکھنے کے باوجود ثمود والوں نے کہا **مَنْ أَذَلِكَ إِلَّا يَتَنَبَّأُ بِغَايَةِ السَّاعَةِ** (اشعرا: ۱۵۳) آپ تو صرف ہمارے جیسے بشر ہیں کھانا

اَبَشْرًا وَاَوْنًا وَاَجْدًا لِّلْجُحَّةِ اِنَّ اِلٰهَ الْفٰرِقِ صَلٰوٰةٌ مُّسْتَوٰةٌ (انقر) تو وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے
 میں سے ایک بشری اجزاء کریں جب تو ہم یقیناً گمراہی اور عذاب میں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ
 جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہنے کی رٹ لگائی اور ناکہ کی کوفٹیں کاٹ
 دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک خوف ناک آواز کا عذاب بھیجا تو وہ رینہ رینہ ہو کر رہ گئے
 اور ان کی حالت یہ تھی کہ جس طرح کاتھوں کی باز لگانے والے کی ہڈی ہوتی باڑ چروہ ہو
 جاتی ہے وہ بھی ہلاکت کے بعد چروہ چروہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا
 اب تم صرف تمنا کرنا نہ رہو گے پہلے دن سب کے چہرے درد ہو جائیں گے
 دوسرے دن سرخ اور تھیرے دن سیاہ چوتھے دن عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
 ایک شبہ کو دوپہر کے وقت آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے لوگوں کے دل
 پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ان کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے ان
 سے مدد بھیجی انہی اس شہر کو خیر باد کہا اور فرمایا اے میرے منکر لوگوں جنگ میں نے اپنے
 رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی مگر تم نے نصیحت کرنے والوں کو پسند نہ کیا۔
 مردوں سے یہ اعجاز تھا کہ ان کی سماعت کی دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام چار
 ہزار مومنوں کو ساتھ لیکر ملک شام میں شہرستان حوج کے شہر میں تشریف لائے اور رحلت
 تک یہاں رہے اور جامع مسجد میں خلد آشیان ہوئے ایک روایت میں ہے آپ حرم مکہ
 میں مقیم ہوئے صفا و مردہ کے درمیان جنت نشان ہوئے اور ایک روایت میں حضرت موت کا
 ذکر بھی آیا ہے کعب احبار کی روایت کے مطابق آپ نے ایک سو اسی سال اسی دنیا میں
 بسر فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور کافر

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے ان کی
 نصاحت و بلاغت مثالی تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں خطیب الانبیاء کے لقب سے سرفراز
 فرمایا ہے۔ اہل مدینہ اور اصحاب ایک کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ لوگ ہجرتی لوٹ مار

ناپ تول میں کمی کرنے اور لوگوں کی کہتیاں اباؤں نے اور لسان پھیلانے کے گناہوں کے جرموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو متعدد درجہ بالا گندے کاموں سے روکا تو انہوں نے کہا۔ وَمَا أَشْتَرُ لَكَ بِشَرِّهِمْ وَلَكُلَّا (الشعراء: ۱۸۶)

”اور آپ نہیں ہیں مگر ہم جیسے بخر“۔ ان کی اس گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں سارا نجان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جہنم کا دروازہ کھول دیا اس سے شدید گرمی نکلی جس سے دم کھٹنے لگا۔ سایہ کام دینا نہ پائی۔ اس حالت میں وہ تہہ خانے میں داخل ہوئے تاکہ سکون ملے لیکن وہاں باہر سے زیادہ گرمی تھی وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور بھیجا جس میں بہت ٹھنڈی اور خوش گوار ہوا تھی وہ اس کے سامنے آئے اور ایک دوسرے کو بلا بلا کر جمع کر لیا جب سب جمع ہو گئے تو اس بادل سے آگ کے شعلے برسنے لگے اور وہ جل کر خاکستر ہو گئے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے کٹنا کر کے فرمایا اے میرے منکر لوگو چٹک میں نے اپنے رب عزوجل کے پیغام تمہیں پہنچا دیے اور تمہاری بھلائی کیلئے تمہیں نصیحت کی تو اب میں کیوں کر تمہیں ہوں کافروں پر۔ خاکستر ہو جانے والے کافروں سے حضرت شعیب علیہ السلام کی گفتگو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ حضرت وہب بن منہ کی روایت میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مومنوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور یہاں وصال فرمایا آپ کا حذر مبارک کعبہ کے مغرب میں دار بنی کعبہ کے قریب ہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور کافر

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام حضرت عمران کے فرزند ان ار حمد ان تھے آپ کے اور حضرت یعقوب علی نبیہا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان چار پشتیں واقع ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ فرعون نے نہایت بے چارگی سے بنی اسرائیل پر محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کر رکھے تھے۔ انہوں کی

چنانچہ اس کاٹ کر ڈھونڈ ڈھونڈے ان کی کمریں و گردنیں ڈنکی ہو جاتیں۔ ان پر ٹکس لاگو تھے جو روزانہ غروب آفتاب سے قبل وصول کیے جاتے جو یوجنا داری وغیرہ ٹکس ادا نہ کرتا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر باندھ دیتے تھے اور ایک ماہ وہ اس سزا میں رہتا۔ وہ لوگ طرح طرح کی بے رحمانہ سختیوں سے دو چار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نجات کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور ان کی دعا سے ان کے بردار اکبر حضرت ہارون علیہ السلام کو منصب رسالت پر فائز فرما کر فرعونوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام فرعونوں کے پاس پہنچایا تو وہ کہنے لگے۔ اَنْتُمْ لَیْسُوْنَ بِرُسُلٍ وَّکُمْ مِثْلُنَا لَمَّا لَهِیْدُوْنَ ﴿۱۰﴾ (مومنون) کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کے لوگ (بنی اسرائیل) ہماری بندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو بشر کہہ کر جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوئے ان کی ہلاکت سے پہلے ان پر طوفان اور ٹڈی دل اور جو تکس اور میزدک اور لہو وغیرہ کا عذاب آتا رہا۔ طوفان کی نوعیت یہ تھی کہ ہادل آیا اندھیرا ہو گیا۔ زوردار بارش سے قبیلوں کے گھریاں سے بھر گئے وہ پانی میں کھڑے ہوئے تو پانی ان کی گزروں تک پہنچ گیا۔ جو شہر رہا پانی میں ڈوب گیا۔ پانی میں نہ چل سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔ پورا ہفتہ یہ عذاب ان پر مسلط رہا۔ لیکن بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے۔ فرعونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور مصیبت کے ٹل جانے کے بعد ایمان لانے کا وعدہ بھی کیا۔ آپ کی دعا سے طوفان ٹل گیا زمین میں ہریالی آگئی تو وہ کہنے لگے یہ طوفان رحمت تھا اور آپ پر ایمان نہ لائے۔ جب زمین پر خوب سرسبزی و شادابی اور ایمان لانے سے ان کی سرطانی سامنے آئی تو ٹڈی دل کا عذاب آگیا جو کہتیاں، چل درخت مکاتوں کے دورانے پھٹیں، تختے اور لوہے کے کیل وغیرہ چٹ کر گیا اور قبیلوں کے گھروں میں ڈیرہ بھاڑا۔ بنی اسرائیل اس عذاب سے بچے نہ بچے ایک ہفتہ کی اس مصیبت نے انہیں در و رسول پر جانے کیلئے مجبور کر دیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت

بھی نکل گئی تو وہ اپنے وعدے سے بھر گئے اور اپنی عادتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جوڑوں کا عذاب نازل کر دیا۔ کپڑوں، بستروں، کھانے کے برتنوں، گندم آنے میں جوڑوں، گھنوں اور کپڑوں کا راج آگیا جو فرعونوں کی بھنوں، چکوں کو چاٹ گیا اور ان کے جسموں کو کاٹنے لگا۔ جسم پر پچک کی طرح داغ آ گئے۔ سونا دشوار ہو گیا۔ فرعونوں کی چھلیں نکل گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے۔ پیغمبر کی دعا سے یہ مصیبت بھی حسب سابق رفع ہوئی۔ لیکن وہ عہد شکنی اور بد اعمالی میں دو گتے ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو روانہ کر دیا انہوں نے فرعونوں کے ناک میں دم کر دیا جہاں وہ بیٹھے مینڈک شور مچانے لگ جاتے وہ منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں برہان ہو جاتے، ہاڑیوں، کھانوں، چھلیوں میں مینڈک بھر جاتے لیٹتے تو اوپر مینڈک چڑھ جاتے، اس عذاب سے فرعونی چلاٹھے اور ایک بار پھر پیغمبر کی بارگاہ کا رخ کیا اور کہا اب ہم بچی توہ کرتے ہیں، عہد و بیان کے بعد کلیم اللہ نے بارگاہ رب الفلین میں دست طلب دراز کیے یہ تو مصیبت نکل گئی اور نجات مل گئی۔ لیکن ان کی عادت نہ بدلی۔ عہد و بیان کو توڑ ڈالا اور کفر کے سمندر میں غوطہ زن ہونے لگے۔ کلیم اللہ کی غیرت نے برداشت نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی منہروں، چشموں اور کنوؤں کا پانی تازہ خون میں بدل دیا۔ فرعون کے پاس گئے اس نے کہا موسیٰ (علیہ السلام) بے جا دو کر دیا ہے۔ آہوں نے کہا کہ ہمارے برتن بھی خون سے بھر گئے ہیں۔ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ فرعونی اور اسرائیلی ایک برتن سے پانی لیں جب اسرائیلی پانی لیٹے تو پانی ہوتا جب فرعونی ہاتھ لگاتے تو خون بن جاتا تھا کہ فرعونوں نے کہا اسرائیلی اپنے منہ میں پانی لے کر ہمارے منہ میں ڈالیں جب پانی فرعونوں کے منہ میں جاتا تو خون بن جاتا فرعون نے درختوں کی رطوبت چوسی تو وہ اس کے منہ میں جا کر خون بن گئی۔ سب نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دعا کی انہی کی اور ایمان لانے کا پختہ وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت کا فور ہو گئی مگر وہ ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ بالآخر وہ یا قہوم میں غرق ہو کر جہنم میں گئے۔

سورۃ ابراہیم کی آیت 10 میں ہے کہ مرسلین کرام نے فرمایا لوگو! کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے تو لوگوں نے رسولوں سے کہا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ تم تو ہم جیسے بشر ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے فرمایا۔ اے کافرو! ہم (نسل آدم میں ہونے سے) تم جیسے بشر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ کافروں کو اس گستاخی کی سزا یہ ملی کہ وہ چادویر باد ہو گئے۔ قَالُوْا لَوْ اَنَّا كُنَّا نَعْلَمُ سِرَّكَ لَكُنَّا عَالِمِيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی طرف وحی فرمائی کہ ان عالموں کو ہم ضرور ہلاک کریں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اپنے جیسے بشر کہا۔ قُلُوْا مَا اَلَلَّمۡنَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ تم نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر ان کی اس گستاخی کی سزا نہیں یہ وحی ملی کہ ایک حجج سے وہ ہلاک کر دیے گئے۔ اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا صٰحِبَةُ اٰجَادٍ فَلَا تَاۡخُفُوْهُمۡ حٰثِرُوْنَ يَوْمِنَا۔ (سورۃ احزاب) وہ مگر ایک حجج جس سے اچانک وہ بچھ کر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بشر کہنے والے کے کافر

سورۃ قحان کی آیت 5 سے آیت 6 ملاحظہ ہو۔ (ترجمہ) کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہ آئی جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا تو (دنیا میں) انہوں نے اپنے کام کا وہاں بچھ لیا اور (آخرت میں) ان کیلئے نہایت دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے فَقَالُوا اَنۡتُمْ اَبَشَرٌ مِّنۡنَاۗ قُلۡ لَّوۡ كُنَّا نَعۡلَمُ سِرَّكَ لَآ كُنَّا عَالِمِيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ انہوں نے کہا کیا بشر ہمیں ہدایت کریں گے تو وہ کافر ہو گئے اور انہوں نے رد گردانی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کچھ پردہ نہ کی اور اللہ بے نیاز بہت حمد کیا ہوا ہے۔ مصدرچ بالا ارشاد الہی سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ مرسلین حکام کے تقریب لانے سے پہلے بھی کافر تھے مگر جب محمد جان خدا ان کے پاس روشن دلیلیں سے آئے اور لوگوں نے انہیں

بشر کہنا شروع کر دیا اور ان کو جادوئی ماننے سے انکار کیا تو وہ بچے کا فریب بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوبارہ کفر کا فتویٰ لگا کر واضح فرما دیا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہنے والے ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں اور بچے کا فریب بن جاتے ہیں۔

یہود نے حضور ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانعام آیت ۹۱ میں ہے۔ ترجمہ۔ اور یہود نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جو اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا جب انہوں نے کیا۔ مَا أَتَوَكَرُّ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پر کچھ نہیں اتارا۔ یہود کی یہ گستاخی ان کو لے ڈوبی ہمارے نبی ﷺ کو یہودیوں نے بشر کہا ہے۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانبیاء آیت ۱۱۱ آیت ۱۱۲ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ لوگوں کیلئے ان کا حساب قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں نہ بھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے رب عز و جل کی طرف سے کوئی نئی صیحت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اسے سنتے ہیں اس حال میں کہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں ان کے دل کھیل میں مشغول ہیں اور خفیہ سرگوشی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا۔ قُلْ طٰٓئِفٌ مِّنْ آلَآءِ رَبِّکُمْ فَاِذَا بَشَّرْتُم بِالْاٰیٰتِ مِمَّا کُنْتُمْ تُکْفِرُ بِہَا کُنْتُمْ مُّسْتَحْسِنٰتٍ۔ کہ یہ نہیں ہیں مگر تم جیسے بشر۔ کہا تم جادو کے پاس جاتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

کافروں نے ایک اصول مقرر کر لیا تھا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہہ کر لوگوں کی نظروں میں انہیں اسے اپنی مثل قرار دیا جائے تاکہ کوئی ان پر ایمان نہ لائے۔ سرکار ﷺ کے زمانہ کے کافروں نے بھی اسی فارمولے پر عمل کیا لیکن وہ اپنی بد کوئی الاعلان کہنے سے ہچکچاتے تھے۔ کتابِ بیباک و گستاخ و بے ادب ہیں وہ لوگ جو اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ حضور ﷺ سے شب و روز ہجرات دیکھنے والوں نے جب کافروں کے کلمہ بشارت پر کان نہ دھرے تو وہ کہنے لگے کہ مجھ سے جادو کا کھیل ہیں۔ چناں چہ خدا۔

ولید کا فرنے آپ ﷺ کو بشر کہا

حضور ﷺ نے حکم ۱۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ (مومن) کی حکایت فرمائی: ولید نے سن کر اپنی مجلس میں کہا: قسم بخدا محمد ﷺ سے ابھی ایک کلام سنا جو آدمی کا ہے نہ جن کا اس میں عجیب شیرینی ہے وہ کلام تازگی اور دلکش فواید کی وجہ سے سب پر غالب رہے گا۔ کافروں کو ان باتوں سے صدمہ پہنچا اور انہوں نے مشہور کر دیا کہ ولید اپنے آبا کے دین سے پھر گیا ہے ابو جہل ولید کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تو نے محمد (ﷺ) کے کلام کو اس لیے پسند کیا ہے کہ تجھے ان کا پس خوردہ مل جائے۔ ولید غصے میں لال بیٹلا ہو کر کہنے لگا۔ اے میری قوم مجھے بتاؤ۔ کیا تم نے محمد میں کبھی دیکھا گئی دیکھی ہے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں اس میں کہانت دیکھی ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ کیا وہ شاعر ہیں؟ سب نے کہا نہیں کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں؟ سب نے کہا نہیں بلکہ آپ ﷺ تو صادق اور امین ہیں۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کیا ہیں تو ولید نے کہا وہ چادوگر ہیں اور بشر ہیں چادو کی وجہ سے ان کا کلام دلوں میں گہر گر جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اِنَّ هٰذَا اَرَاؤْنَكَ الْبَشَرِ ۝ (المدثر) یہ نہیں مگر بشر کا قول۔ جب اس نے حضور ﷺ کو بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مَا أَصْلُكَ سَقَطَ ۝ (المدثر) قریب ہے میں اسے دوزخ میں ڈال دوں۔ حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی نسبت سرکار ﷺ کی طرف بھی فرمائی ہے۔ اِنَّكَ لَكَلَّامٌ مَّرْسُومٌ ۝ (الحاق) چنگ یہ قرآن ضرور قول ہے رسول کریم ﷺ کا اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ یہاں رسول سے مراد حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اگر ولید قرآن کو بشر کا قول نہ کہتا بلکہ رسول کریم ﷺ کا قول کہتا تو یقیناً وہ جہنم کے طراب سے بچ جاتا اور طلاع پا جاتا مگر کلہ جڑ اس کو لے ڈوبا اور وہ جہنمی بن گیا۔ مندرجہ بالا آیات بیانات سے ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بشر کہنا بہت بڑی بے ادبی و گستاخی ہے جو عند اللہ ناقابل برداشت ہے اور جہنمی بننے کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ محمدیوں کی گستاخی و بے ادبی سے بچائے۔

آئین۔ باادب یا نصیب۔ بے ادب بے نصیب۔

از خدا جویم توفیق ادب

بے ادب۔ محروم شداد فضل رب

بشریت سے انکار

سورۃ یوسف آیت ۳۱ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب زلیخا نے ان کا جہ چا سنا تو ان عورتوں کو بلالیا اور ان کے لئے نیکے لگا دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دیدی (پھل وغیرہ کا لئے کیلئے) اور یوسف علیہ السلام سے عرض کیا ان پر نکل آؤ۔ جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کو اکبر کہہ کر اس کی بڑائی ظاہر کرنے لگیں اور پہلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا خُلِدَ بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلٰئِکَۃٌ کَرِیْمٌ ۝ اور کہنے لگیں اللہ کیلئے پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔ یعنی زمانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریت کا انکار کر کے آپ کو معزز و نوری فرشتہ تصور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو تحسین اپنے کلام پاک میں شامل فرما کر روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ محمد بانِ انبی کو نور کہنے والے اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے والے بہتر ہیں اور ان کو بشر کہنے والے جہنمی و لعنتی ہیں۔ (کنزِ مراد)

مشاکم

مشاکم۔ دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ مثل اور دوسرا کلمہ کم ہے۔ مثل کا معنی از روئے لغت ہے۔ شبہ نظیر مشابہت۔ اس کی جمع امثال ہے۔

(منہج الطلاب عربی ص ۱۱) منہج عربی اردو ص ۹۳ "مصابح اللغات ص ۸۰۵)

کم۔ جمع نہ کہ مخاطب کی ضمیر ہے۔ اس کا معنی جملے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جو لوگ مشاکم کو دیکھ کر حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل بننے کی روز لگاتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ نبی ہماری مثل تھا یا ہم نبی کی مثل ہیں (معاذ اللہ)۔ تو کیا رحمتہ للعالمین ﷺ کی تمہاری شبہ نظیر و مشابہ تھی یا تم آپ کی شبہ نظیر و مشابہ ہو؟

جگ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
اکا نہ بڑھا پاکی ناماں کی حکایت

(۳۰) شغل کی فتح اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں اور جملہ پرندوں کو بشروں کی شغل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ وَصَاوِنَ ذَا الْاَنْفُسِ الْاَتْخَاضِ وَلَا تَطْوِي السَّيْلَ بِجَنَاحِهِمْ اِلَّا اَمْرًا مِّنْ اَمْرِنَا لَكُمْ (الانعام آیت ۳۸)

”اور نہیں کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جہاز کرتا ہے اپنے دو بازؤں سے لیکن وہ تمہاری شغل جماعتیں ہیں۔“

دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اَكْبَرَ شَيْءٍ لَّدُنَّكَ الَّذِي فِيْ ذُوْنِ السَّيْلِ جَعَلَكُمْ اَشْجَالًا لَّكُمْ (الاعراف آیت ۱۹۴)

ترجمہ نہ۔ بیشک اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری شغل بندے ہیں۔ اس آیت میں لَّدُنَّكَ الَّذِي فِيْ ذُوْنِ السَّيْلِ کا معنی ہے کعبہ ذُوْنِ مِوَعِ ذُوْنِ السَّيْلِ (پس: ۱۰۴) اس کی تفصیل تفسیر فیہ القرآن ج ۲ ص ۱۱۳ و ص ۱۱۵ میں ملاحظہ ہو۔ نواب وحید الزمان غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس سے مراد بیت ہیں۔ (ترجمہ وحید الزمان ص ۲۱۱) پہلی آیت میں زمین پر چلنے والی مہاجرین، مٹلا کا بلا سوز چوہا، سانپ، چھوٹی میٹھی، کینڑا، کھڑا، گدھا، رچھو وغیرہ اور ہوا میں اڑنے والے تمام پرندے مثلاً کوا، گدھ، قحط، باز، شکر، چکا، دوا، وغیرہ کو احکام بنا دیا اور دوسری آیت میں احمدیے، نظریے، لوٹے، بے جان بے زبان، گنگے، بھرے جوں کو جَعَلَكُمْ اَشْجَالًا لَّكُمْ (اعراف: ۱۹۴) قرار دیا یعنی وہ امت ہونے میں تمہاری شغل اور یہ عہد ہونے میں تمہاری شغل ہیں۔ اَشْجَالًا لَّكُمْ (انعام: ۱۱) پر چڑھائی کرنے اور اپنے ایمان پر شب خون مارنے والوں کو قرآن مجید کی یہ آیتیں کیوں نظر نہیں آتیں۔ تِلْكَ اَوْسُ الثَّمَنِ وَتِلْكَ اَوْسُ الثَّمَنِ (النساء: ۱۵۰) سے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ انہیں چاہئے کہ سب یہ بھی کہا کریں کہ کتے، بلی، سوز، رچھو، سانپ، چھوٹی میٹھی، گدھ، ہونے میں ہماری شغل ہیں اور روئے زمین کے سب مردمان باطلہ عہد ہونے میں ہماری شغل ہیں؟ جماعت اہل سنت

کے بچے کا ایمان ہے کہ جملہ انبیاء کرام و مرسلین مقام اس دنیا میں شکل بشری میں تحریف لائے اور قانون الہی یہ ہے کہ نور جب انسانوں کی طرف مبعوث ہوا کہ وہ مبعوث ہونے والا انوری فرشتہ ہی کیوں نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بشر بنا کر بھیجے گا۔ لیکن یہ بھی ایک تسلیم شدہ قانون ہے کہ جس طرح ہر پتھر ہم شکل نہیں اس طرح ہر بشر بھی ہم شکل نہیں ہو سکتا۔ پتھر پتھر میں فرق ہے تو بشر بشر میں بھی فرق ہے۔ کسی نے کیا خوب لرایا۔

محمد ﷺ بشر لا کالبشر فالبقوت حجرو کالبجرو
غولی و شکل میں ہر آن نزلے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نزلے ہیں
پھرے زمانے میں چار جاب نگار یکا جہیں کو دیکھا
خسین دیکھے جمل دیکھے بس اک تم سا جہیں کو دیکھا

انابشر

اعتراضات و جوابات

سوال: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بشر بنایا ہے لہذا ہم انہیں بشر کہیں گے؟
جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جو نبی و رسول مبعوث فرمائے ہیں وہ جامہ بشریت میں ملیں ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ الجنس یعمل الی الجنس۔ ہم شکل ہونے سے انبیاء اور عام لوگوں میں مانوسیت ہوا اور انجسیت نہ رہے۔ نیز لوگ بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نہیں اور رسولوں کو جانتے پہچانتے نہ تھے۔ یعنی قانون الہی یہی ہے کہ انسان کی طرف جو رسول و نبی آئیں وہ مرد فی ہوں چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ وَ لَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا أَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَ لَلْبَشَاءُ عَلَيْكُمْ فَا تَلَوْنَهُ ۝ (الانعام) اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اسے مرد فی کی صورت میں بناتے اور وہی شبہ ہم ان پر ڈال دیتے جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو جواب دیا ہے جو کہتے تھے

کہ یہ ہماری شکل بشر ہے اور وہ یہ کہ کرایمان کی دولت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں رسول مبعوث فرمانے کی حکمت ظاہر فرمادی اور ان سے نفع اٹھانے اور فیض پانے کی صورت یہ بتائی کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو۔ اگرچہ دراصل وہ نورانی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ نورانی صورت میں تشریف لاتے تو دیکھنے کی تاب کس میں تھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ خوفنا من ذہاب بصری۔ بصارت کے پٹے جانے کے ڈر سے۔ (جواہر النہار مقام رسول ص ۲۴۳)

آٹھویں صدی ہجری کے جید عالم و کامل عارف شیخ رکن الدین بن عماد الدین کاشانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں (مقام رسول ص ۲۴۳) محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا۔ اگر آپ ﷺ بشریت کا پردہ ہٹا دیتے تو کسی کو آپ ﷺ کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہ ہوتی۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۱۰۔ مقام رسول ۲۴۴)

نہجد الف ثانی حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۳۳ فرماتے ہیں۔ خاتم رسل ﷺ کی ذات کی مرئی و مبداء تعین اللہ تعالیٰ کی صفت علم ہے جو کائنات سے اقرب اور زیادہ محبوب ہے۔ علم کا حسن و جمال انکا لطیف اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کہ اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں۔ اسی لیے حضور نبی رحمت ﷺ کے کمال حسن کو نظریں صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتیں۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال قیامت کے دن بے نقاب ہوگا۔ اسی دن پتا چلے گا کہ حسن حسن محمدی ﷺ ہے اور جمال جمال احمدی ﷺ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے حسن و جمال سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (مختصا تفسیر مظہری عربی ج ۵ ص ۱۹۲ 'فیضان القرآن ج ۲ ص ۳۵۱)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۱۱۷۶ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے والدی شاہ عبدالرحیم کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے مستور ہے اگر آشکار ہو جائے تو اس سے زیادہ حال لوگوں کا ہو جو یوسف علیہ

اسلام کو دیکھ کر ہوا تھا (دعا تین مں ۳۹) ان عسا کر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وداع کی ہے کہ میں بحری کے وقت ہی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اسے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی ٹھکرا گئی۔ میں نے یہ بات آپ کو بتائی آپ نے فرمایا اے حمیرا۔ افسوس افسوس افسوس اس پر جس نے میرے چہرے کو نہ دیکھا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲-۶۳، نعت کبریٰ ص ۴۱)

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہا پردہ ہا چوں آمدی شور قیامت شد حیاں
بے پردہ گر آئی پردوں سوزد ہمہ کون و مکان
”یا رسول اللہ ﷺ آپ پردوں میں تشریف لائے قیامت برپا ہو گئی۔ اگر پردے اتار کر جلوہ گر ہوتے تو کون و مکان جل جاتے۔“

وہابیوں کے مولوی محمد قاسم نالوتوی لکھتے ہیں۔

بہاں ہے حمیرا معنی حسن ظاہر ہے
کیا ہے مجوزہ سے تو نے اپنے کو اعتبار
رہا بہاں یہ حمیرا حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جو سدا
(قصائد کا مکی ص ۷)

وہابیوں کے قاضی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسند آرائے نبوت بود او در قدس گاہ
منہل چوں بود آدم در میان ماء و طین
”آپ ﷺ قدس گاہ میں مسند آرائے نبوت تھے جب آدم پانی و مٹی میں خیر
تھے۔“ (تفسیر سورۃ یوسف)

حضور ﷺ کے بارہ حسن و جمال کو دیکھنے والوں کی زبانوں پر بلا ساختہ جاری ہو گیا۔ ہم ارمثلہ قبلہ ولا بعدہ۔ ہم نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا تھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

(شقاع ج ۱ ص ۵۱، کنز العمال ج ۷ ص ۲۱، خلاص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴)

اہل اسلام کا ایمان و عقیدہ حضور ﷺ کے بارے میں ہے۔

اللہ کی سربراہی میں شان ہیں یہ
ان سائیں کوئی انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت امتناعی سے ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیا و انسانیت کو ہدایت دینے کیلئے یہاں تشریف لائی اور مدرس 'معلم' مہر کی و مطہر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر کائنات میں اپنا امتیاز برقرار رکھا جب اس دنیا میں کوئی اللہ کا استاد نہیں مہر نہیں مگر وہ اپنے اپنے دور میں سب کے استاد و مہر ہیں تھے تو پھر کیونکر انہیں ایک الگ گروہ نہ مانا جائے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے لباس بشریت پہنا کر ان کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم انہیں بشر بشر کہتے پھر میں انہیں بشر کہتا ہوں ابی ہے اور ایمان کی قربانی کا سبب ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو پاکیزہ بشریت سے متصف فرما کر دنیا میں بھیجا ہے لیکن آپ کو تو نہیں فرمایا کہ تم ان کی بشریت کا اعلان کرتے پھر وہ۔ اگر تمہارے پاس ایسا کوئی حکم ہے تو پیش کرو۔ **خَالُوا بِزَوَاٰجِكُمْ اِنَّ كُنْتُمْ صٰلِحِيْنَ** (البقرہ) جب تمہارے پاس ایسا کوئی حکم نہیں تو پھر میں لڑا انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کی ریت لگانا کافروں کا طریقہ ہے (کما سر) مسلمانوں کو نہ سب نہیں دیکھو، کافروں والی بات کر کے

انبیاء کرام کی توہین و تحقیک کریں کیونکہ ان کی توہین و تحقیک باعث کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر سے بچائے۔ آمین

سوال نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اسے بشر بنایا ہے اور انبیاء کرام ان کی اولاد ہیں۔ لہذا وہ بشر ہیں اور ہم بھی انہیں بشر کہیں گے؟
جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ قادر ہے چاہے تو بغیر ماں باپ کے بشر بنائے جیسے حضرت آدم و حوا علیہما السلام چاہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہلائے۔ ہیں انہیں حکم مار سے جلوہ شکنی کا حکم دے اور اگر چاہے تو ماں باپ کے راستہ سے اولاد عطا فرمائے اگر چاہے تو تمام وسائل کے باوجود کچھ بھی پیدا نہ فرمائے۔ اس کی لازوال قدرت سے کسی کو انکار نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزہ بشریت بھی سب کو تسلیم ہے۔ جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہنے کا تعلق ہے تو اس کے تین درجے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا ہے۔ وہ بے نیاز مالک الملک ہے اپنے بندوں کے بارے میں جو چاہے فرمائے یہ اس کی شان ملکیت و مالکیت ہے۔ تم خدا کو نہیں ہو کہ مجھو ماں باپ کی کو بشر کہتے ہو۔

(۲) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور دولت کی گھاٹی میں گر کر اکثر انسانوں یعنی کافروں کو اپنے جیسا بنایا۔ تمہیں شیطان والا کھانا منظور ہے تو نہیں۔

(۳) کافروں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا اور اپنا لھکانا جہنم میں بنایا تمہیں کافروں کی پیروی میں انہیں بشر کہنے کا شوق ہے تو اپنا شوق پورا کرو اور انجام دیکھ لو۔ ہمیں ملیدان ہمیں گوئی۔ لیکن یہ سن لو کہ۔

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے ہدایت سے محروم ہوتے ہیں چنانچہ فرمان الہی ہے۔
(ترجمہ) اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا جب ان کے پاس ہدایت آگئی مگر اس

ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا رسول۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو جواب کافروں کو دیا ہے۔ تم نے اسے گاتھ باندھ لیا ہے آپ نے یہ جواب کیوں دیا؟ (۱) اس لئے کہ حکم ربانی تھا اور قبیل ضروری تھی۔ (۲) آپ ان کے مطالبات ماننے کیلئے نہیں بلکہ رسالت ربی اور شریعت کے ابلاغ کیلئے تشریف لائے تھے۔ (۳) کافروں نے کہا آپ یہ سب کچھ کہیں تو بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ (۴) سبحان ربی اس لیے کہا کہ میں پاک رب کا رسول ہوں اس کے اذن سے یہ سب کچھ کر دوں پھر تم اپنے کفر پر ڈالے رہے تو خطاب الہی نازل ہو جائے گا جسے کوئی بشر نہ روک سکے گا۔ دوسری آیت سورۃ الکہف کی آخری آیت ہے۔ قُلْ اِنَّا اَنَابُكُمْ وَنُفْلِتُكُمْ فَاِنِ اِلَّا اَلنَّارُ اِلٰهٌ لَّكُمْ اَلَّذِیْنَ فَسَدُوا (الایۃ)۔ "اے حبیب ﷺ کافروں سے فرما دیجئے میں (والوحیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ (میرا اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب عزوجل کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں (ہرگز) کسی کو شریک نہ کرے"۔ (البیان ص ۲۵) آپ ﷺ کو یہ حکم محفلِ گاہری بشری اعراض کیلئے دیا گیا ہے ورنہ آپ کی صورتِ خاصہ میں کوئی بھی آپ کا ہم شکل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اِن اَجْسَادًا ثَابِتَ عَلٰی اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْثُکُمْ هَاہُنَا جِسْمُ اَهْلِ جَنَّتِکُمْ کی ارواح پر نشو و نما پاتے ہیں۔ اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِی عَنْ عَائِشَةَ۔ فَصَافُصْ کِبْرٰی جَا ص ۷۰۔ اور ابو نعیم محدث نے حضرت لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا مَعَشُو الْاَنْبِیَاءِ ثَابِتَ اَجْسَادُ نَا عَلٰی اَرْوَاحِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ وَبَکَکُمْ ہَم مَرْدُو اَنْبِیَاءِ ہِی۔ ہمارے اجساد ارواح اہل جنت پر نشو و نما حاصل کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰)۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام پاک بھی جنتیوں کی ردھوں کی طرح نشو و نما پاتے ہیں پھر وہ ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں؟ لہذا انہیں بشر کہنا اور مصیبت کی رت لگانا صحیح نہیں بلکہ یہ کافروں کا طریقہ ہے۔ مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

تیسری آیت سورہ حم اسجدہ کی چھٹی آیت ہے۔ قُلْ إِنَّمَا آتَا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ قُلْتُ إِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (اے کافرو میرے اور تمہارے درمیان حجاب کیوں ہو جب کہ جن فرشتہ اور معبود نہ ہونے بلکہ ماسور بالوحید ہونے میں) میں تم جیسا بشر ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ میرا اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کی طرف سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ (الہامیان ص ۱۵۷) یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء کرام اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ شفاء قاضی میاض میں ہے۔ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ظاہر بشریت کے رنگ و روپ میں ہیں مگر ان کے ادواح و باطن بشریت سے بالا اور علاء اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالمعز محدث دہلوی نے سورۃ النبی کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی بشریت کا وجود اصلاً نہ رہا اور غلبہ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل رہا۔ علاء اعلیٰ کی طرح دیوبندی وہابی بھی یہی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو انکا مظہر بنالیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے قمیض کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پر اور اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُؤْتِيَنَّهُمْ مِّثْلَ نَبِيِّكَ أَنبِيَاؤُهُمْ ذُرِّيَّتَهُمُ الَّذِينَ هُمُ الْغَائِبُونَ (قریم: 8) جو لوگ ہمارے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ہیں ان کا نور ان کے آگے اور باقی جانب دوڑتا ہوگا دوسری جگہ ارشاد فرمایا: نَبِيُّكَ مِثْلُ نَبِيِّكَ (المائدہ: 12) یاد کر اس دن کو جب مومنین کا نور ان کے آگے اور باقی طرف دوڑتا ہوگا اور منافقین کہیں گے دراظہر جاؤ تاکہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں۔ ان دونوں

آجوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مؤمنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (امداد السلوک ص ۱۰۱ و ص ۱۰۲)۔ وہابیوں کے مولوی گنگوہی صاحب سرکار ﷺ کی نورانیت کیلئے آپ ﷺ کی بشریت کا ازالہ کرتے ہوئے حدیث پاک سے حریہ و میل پیش کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ۔ میرے سچ اور بھر اور قلب کو نور بنا دے بلکہ میں عرض کیا کہ خود مجھ کو نور بنا دے پس اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا پانا خلاق منوع ہے کہتے ہیں کہ ابو الحسن نور کی کو نور ہی اس لئے کہتے ہیں کہ بار ہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور بہترے خواص و عوام صلحاء و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھتا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس ذاکہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس بدن سے جدا ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد و رفت کا ایسا ہی منبع و مصلد بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) گنگوہی صاحب نے جو مقام حضور پر نور ﷺ کے غلاموں کیلئے مانا ہے آج کا وہابی اسے حضور ﷺ کیلئے ماننا گوارا نہیں کرتا اور فتویٰ بازی سے باز نہیں آتا۔ وہابیوں کے مولوی محمد انور کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔ کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشو و نما پاتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال حیات دنیوی میں ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف عام لوگوں کے۔ انبیاء کے فضائل پیچھے کے چند قطروں کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۵۱) حضور ﷺ سے بشریت کے اعلان کرانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ بظاہر دیکھے جاتے ہیں آپ کی بات مبارک سنی جاتی ہے بظاہر کوئی جنسی سفارت نہیں آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان کوئی حجاب نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ آپ نے یہ کلمہ تو خدا فرمایا تاکہ لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ رہیں اور آپ سے فیض یاب ہونے کی کوشش کریں اور یہ ظاہر ہے کہ جو کلمے تو خدا کہتے جاتے ہیں۔ بزرگوں کیلئے انہیں دھرتا گستاخی ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ رَبِّهِتَا عَلَمَيْنَا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا۔ تو کیا ہے کوئی مسلمان جو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت یونس علیہ السلام نے ظلم ہی میں ۳۰ دن پر خدا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبِّيَ ۚ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (انبیاء) ہے کوئی انہیں ظالم کہنے والا۔ سید القوم عادم ہم۔ ہے کوئی اپنے سردار کو خادم کہنے والا۔ نہیں بلکہ وہ اسے اپنا سردار ہی کہنے میں اپنی عزت سمجھتا ہے۔ حضور ﷺ نے بھگم خدا اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے لیکن کسی احمی کو یہ لائق نہیں کہ وہ آپ ﷺ کو بشر بشر کہتا پھرے۔ بشر کہنے والوں سے ہماری ایک عرض ہے کہ آپ جس ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں وہ میرا پھر ہیں؟ جب آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو جواب یہ دیا کریں کہ میں بشر کا بیٹا ہوں میری ماں بشر میرا باپ بشر۔ جو بات محبوب خدا کیلئے کہنا پسند کرتے ہو وہ بات اپنے ماں باپ اور اپنی ذات کیلئے کہنا کیوں پسند نہیں کرتے؟

جواب نمبر ۲

مستدرجہ بالا آیات جس محبوب کی ذات ستودہ صفات پر نازل ہوئیں ہیں اس محبوب نے وَحَايَ مُحَمَّدٌ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ (انجم) کو اپنی زبان سہادک سے امت مرحومہ کے بہترین لوگوں یعنی صحابہ کرام کو صوم الوصال کے موقع پر عدم حقیقت پر آگاہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لَا تَوَاصِلُوا قَالُوا۔ انک تَوَاصِل۔ قَالَ لَسْتُ كَأَصْلَابِكُمْ۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۳) لاگ و لاگ روزہ مت رکھو صحابہ نے عرض کیا آپ ﷺ تو ایسے روزے رکھتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا۔ **لست مطلقہ**۔ میں تمہاری شغل نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳) انی **لست کھیتا تکم**۔ موطا امام محمد ص ۱۸۹، ابوداؤد ص ۳۲۲ و بخاری ج ۱ ص ۲۵۷۔

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث آتی ہے اس کے کلمات یہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انی **لست کھیتا تکم**۔ بلاشبہ میں تمہاری بیعت میں نہیں ہوں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳، ابوداؤد ص ۳۲۲، مسند ج ۲ ص ۸۰۔

(۴) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انی **لست کھیتا تکم**۔ جنگ میں تمہاری بیعت و شغل میں نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳)۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے کلمے ملاحظہ ہوں۔
آپ نے فرمایا۔ **وایکم منی**۔ اور تم میں سے کون میری شغل ہے؟

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳۔ انی **لست کھیتا تکم**۔ موطا امام محمد ص ۱۸۹) صحابی رسول حضرت مہدی بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا آپ ﷺ نے فرمایا بیٹے کرنا ز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ بیٹے کرنا ز ادا فرما رہے تھے سلام کے بعد جب آپ نے میری کیفیت دیکھی تو فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اس طرح سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو سنا ہے ٹھیک سنا ہے۔ ولکنی **لست کما حلدنکم**۔ لیکن میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۵۳)

سبحان اللہ۔ حبیب خدا اشرف انبیاء علیہ السلام والدہ وسلم فرمائیں میں تم میں سے کسی ایک کی شغل نہیں ہوں اور صحابہ کرام علیہم السلام بھی عرض کریں۔ "انا **لست کھیتا تکم**۔ یا رسول ﷺ ہم سے کوئی آپ ﷺ کی شغل نہیں ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷، ابوداؤد ص ۳۲۵)

یعنی آپ ﷺ سچ فرماتے ہیں کون آپ ﷺ کی محض ہو سکتا ہے؟ کسے محال کردہ
آپ ﷺ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرے؟ یا آپ جیسا بنے؟
جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا ہے۔ چسآء النبی لستن
کاحد من النساء لے نبی کی بیوی تم عورتوں میں سے کسی کی محض نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے
امہات المؤمنین کو بے محلیت سے اس لیے متصف فرمایا کہ وہ اس کے محبوب کی گھر والیاں
ہیں۔ جب وہ اپنے میکے گھر میں تھیں تو دیگر عورتوں جیسی تھیں جب ان کا تعلق زوجیت
حبیب خدا سے ہوا تو وہ دنیا کی تمام عورتوں سے نہ صرف ممتاز ہوئیں بلکہ وہ ایسی بے محض و
مثال بنیں کہ خود اللہ عزوجل نے ان کی بے محلیت قرآن مجید میں بیان فرمادی۔ مسلوا
ذرا غور کرو جو یہاں ازواج زوجیت دامن رسول کریم ﷺ سے وابستہ ہو جائیں وہ تو بے
محض و مثال بن جائیں اور محبوب الہی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری محض و مثال ہوں ایسا ہرگز
نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آپ کی ازواج پاک کسی عورت کی محض نہیں ہیں اس طرح
آپ ﷺ بھی کسی مرد کی محض نہیں ہیں۔

تاریخ اگر دھوئے جاتی محمد ﷺ
جاتی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک بندے اور ایک کتے کا ذکر فرمایا ہے ان کی مختصر
داستان ملاحظہ ہو۔ وہ بندہ ظالم باہور تھا جو دنیا کے چکر میں پھنس کر حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور آپ کے اصحاب یعنی اولیاء اللہ کا دشمن و مخالف بن گیا اور ان سے ہمسری و ہماری
کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ فَتَشْتَلُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنَّ
تَشْتَلُ عَلٰی سَائِلٍ لَّهٗ اَوْ تَشْتَلُ عَلٰی غَیْرِہٖ (الاعراف: ۱۷۶) اس کی مثال وہ کتے کی محض
ہے اگر اسے بھگاؤ تو وہ زبان نکالے اور چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے۔ یعنی نبیوں و اولیوں

سے مقابلہ کرنے والا ان کی مثل بننے والا ان کو اپنے جیسا بشر کہنے والا اور ان سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والا۔ ان کی مثل تو نہیں بن سکتا ہاں البتہ ایسا گستاخ و بے ادب کہنے کی مثل ضرور بن جاتا ہے۔ پتا بخدا۔ اور دوسرا واقعہ اصحاب کہف کے کہنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وَكَلَّمْنَاهُ بِآيَاتِنَا وَقَوْمًا أَخَذُوا بِأُذُنَيْهِمْ بِالْقَوَاعِدِ** (الکہف: ۱۸) اور ان کا کتا عمار کے دلانے پر اپنے بازو پھیلانے بیٹھا ہے۔ یعنی غار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ سونے والے ولیوں کی خدمت میں وہ کتا بیٹھا رہا اہل قاعیر کہتے ہیں کہ ولیوں کے ادب و خدمت اور ان کی زیارت کے فضائل وہ کتا میٹھ سے کی مثل بن کر جنت میں جائے گا۔ (روح البیان تحت آیت ج ۵ ص ۲۲۶) نبیوں ولیوں کی مثل بننے والا پھر جنہی ہے اور انکا ادب کرنے والا کتا بہشتی ہے۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے ”جن“ کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ہر ایک کی مثل و مثل بن سکتا ہے۔ مگر وہ اور ان کا سردار شیطان مردود ہمارے پیارے رسول حبیب خدا ﷺ کی مثل نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ آپ کی مثل بھر کسی کو یہ دھوکہ دے سکتا ہے کہ میں تمہارا نبی ہوں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ سید العسکین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا مغرب وہ مجھے حاکم بیداری میں بھی دیکھے گا۔ **وَلَا يَمُتِلُ الشَّيْطَانُ بِي**۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے کلمے ہیں **لَا يَمُتِلُ الشَّيْطَانُ لِي**۔ پس بیشک شیطان میرے مثل و صورت میں نہیں آ سکتا۔ (۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے۔ **وَالشَّيْطَانُ لَا يَمُتِلُ بِي**۔ اور تحقیق شیطان میرا ہم مثل و مثل نہیں ہو سکتا۔ (۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا۔ **مَنْ رَأَى فَلْيَدْرَأِى الْحَقُّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكُونُنِي**۔ جس نے مجھے (خواب) میں دیکھا تو اس نے حق کو دیکھا پس بلاشبہ شیطان میری صورت میں نہیں

آسکا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶) پہلی حدیث کے تحت بخاری شریف کا حاشیہ بین السطور میں ہے۔ اسی لا یحصل لہ مثال صورتی ولا یشبہ ہی۔ دوسری حدیث کے تحت ہے تخیل الشئی لہ تشبہ تیسری حدیث کی شرح میں ہے لا یستطیع ان یمسور مرفیاً فی صورتی۔ چوتھی حدیث کے تحت ہے۔ لا یمسور کائناتی مثل صورتی۔ یعنی شیطان آپ کی مثل بننے کی حالت نہیں رکھتا۔ تو جو بشر آپ کی مثل ہونے کا دعویٰ کرے وہ تو شیطان سے بھی بڑھ کر کٹا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

جواب نمبر ۶

جن آیات کا ترجمہ جواب نمبر ۱ میں گزرا ہے وہاں کے قاری طیب صاحب مجہم دیوبند انہیں آیات کو لکھ کر اور آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ مَلْأَۃٍ اِلٰہِیْمَا اَسْمَاۃً (نبی اسرائیل) کو لکھنے کے بعد ارقم فرماتے ہیں۔ بہر حال سارے مجز و نیاز کے کلمات اور یہ مجبوری اور بے کسی کے عنوانات محض اس لیے ان برگزیدہ ہستیوں کیلئے تجویز کیے گئے اور ان سے کہلائے گئے کہ ان بلند پایہ حالات اور ان کے معجزات اور کرامتوں کو دیکھ کر بے ہمدردی کو ان کی خدائی کا دھوکہ نہ لگ جائے اور جنہیں لگ گیا ہے وہ ہائی نہ رہنے پائے۔ (آلآب نبوت ص ۳۲) یعنی نہ تو وہ انسانی بشر اور بے کس و عاجز و مجبور ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بنایا اور ان کی فضیلت کو نوری فرشتوں سے بھی بڑھایا مگر بشریت وغیرہ کا اعلان محض اس لیے کرایا کہ اللہ سے انہیں خود خدا نہ کہا شروع کر دیں۔

ھکل بشری دامن اولاد جیویں قرآن نے چلا

مٹاں آکھ دھپ پوی پھولا پٹا پٹر وال کیا مجھ دیں

سوال نمبر ۳

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے نبی و رسول شادی بیاہ و نکاح نے پتے اور ہوا وغیرہ کے محتاج تھے یہ استیان جن کی بشریت کی

دیکھ لیں تو اور کیا ہے؟

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۰﴾ (نور) قدرت الہی کا انکار کفر ہے۔ وہ چاہے تو نور کو لباس بشر پہنا دے چاہے تو سراپا بشر کو نور علی نور بنا دے۔ ایک کیسا مگر کثیف دھاتوں کو سونا بنا سکتا ہے تو اس بے نیاز کی قدرت کا عالم کیا ہوگا؟ قرآن وحدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نوری و بشری صفات سے متصف فرمایا ہے۔ حضور ﷺ جب عالم انوار میں تھے تو اوصاف نورانیہ کا ظہور ہوتا رہا اور آپ جب عالم ماسوت میں تشریف لائے تو صفات بشریت ظاہر ہونے لگیں۔ صفات بشریہ کو رکھ کر یہ کہنا کہ آپ ﷺ شادی کے کھانے دینے اور چلنے پھرنے، ہوا و ماس و غیرہ کے محتاج تھے۔ لہذا آپ بشری ہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ کو بشر کہنے والے اور اوصاف بشریت کا محتاج ماننے والے ذرا سی بھی دیکھیں کہ شب معراج آپ عالم ماسوت سے اوپر تشریف لے گئے۔ کہہ مار سمیت تمام کروں کو سر کیا اور وہاں گئے جہاں نہ زمین تھی نہ مکان نہ پانی تھا نہ غذا نہ ہوا تھی نہ فضا۔ یعنی جن چیزوں کا بشر محتاج ہے ان میں سے وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن سید البشر ﷺ تھے۔ رات کے قبل ترین حصے میں۔ مسجد اقصیٰ پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں پر پھر وہاں سے عرض مطلق پر پھر وہاں سے لامکان پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اور کروں کو چرتے ہوئے جانا آنا ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں (سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے مطابق۔ عہد مقدس کا روح و جسم کے ساتھ رات کے تھوڑے سے وقت میں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے والے کا مکر کا کفر ہے)۔ مگر آپ کیلئے یہ سب کچھ قرآن وحدیثوں سے ثابت ہے جو آپ کی نورانیت کی اہلی دلیل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ایک مستقل مجرہ ہے قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ (النساء: 174) مجرہ وہ ہے جو نیلی سے دھوائے مجرہ کے

ساتھ اس کی ذات سے کسی ایسے کام یا صفت کا ظہور ہو جو عادت کے خلاف ہو اور مخلوق میں سے وہ کام نبی کے مقابلہ میں کوئی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے بشر کی یہ عادت ڈال دی کہ وہ زمین پر رہے۔ ہوا میں سانس لے جسائی توانائی کیلئے ہادی غذا کھائے۔ مندرجہ بالا چیزوں کے بغیر بشر کا زندہ رہنا یا اس کا آسمانوں پر جانا خلاف عادت ہے۔ لہذا مخلوق کی یہ عادت بتائی کہ چشمِ زدن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمانوں پر جائیں کھانے پینے، ہوا فضا کے محتاج نہ ہوں اور بد عناصر کے بغیر زندہ رہیں ان کا زمین پر رہنا کھانا پینا وغیرہ ان کیلئے خلاف عادت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہوئے کائنات میں ایک ایسی ہستی بتائی ہے جو بیک وقت نور بھی ہے اور بشر بھی۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف: 110) ”خبرادہ کیجئے کہ میں (میسور نہ ہونے کی وجہ سے) تمہاری مثل بشر ہوں۔ انا بشر (الحدیث) میں بشر ہوں۔“۔ باری تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (المائدہ) ”بلکہ جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ امام الوہابیہ علامہ ابن تیمیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں ۹۳ ج ۱ پر اور دیگر وہابیوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اللہ نے فرمایا کہ آپ نور ہیں اور وہابیوں نے حدیث۔ اول ماعلیٰ اللہ تعالیٰ کو صحیح تسلیم کیا ہے اور ترمذی شریف کی اس حدیث کو بطور دلیل اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا یعنی حضور ﷺ نور علی نور ہیں۔ گنگوہی دیوبندی کا حوالہ گزر چکا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نور خالص تھے۔ نور خالص کو قادر مطلق نے لباس آدمیت پہنا کر دنیا، آب و گل میں فطرتی ذریعہ سے بھیج دیا۔ جب مندرجہ بالا دلائل سے دونوں صفیں آپ کیلئے ثابت ہو گئیں اور دونوں پر ایمان لانا محقق ہو گیا تو یہ امر واضح ہو گیا کہ آسمانوں پر آپ ﷺ کا بغیر ہوا اور غذا کے زندہ رہنا آپ ﷺ کی نورانیت کی دلیل ہے اور یہ آپ کی پاکیزہ بشریت کا معجزہ ہے اور زمین پر آ کر کھانا پینا شادی کرنا وغیرہ آپ ﷺ کی منزہ بشریت کی دلیل ہے اور یہ معاملات آپ ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے معجزہ ہیں۔ گویا آپ ﷺ کی

ذات، بابرکات نورانیت و بشریت کے اعتبار سے مجمع البحرین ہو کر سراپا مجزہ ہے۔ اے مسلمان اگر دل میں ایمان ہے تو ہمارے اس جواب میں غور و فکر کر بہت ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی اور حیران ایمان محفوظ رہے گا۔ یہ جواب ہم نے اپنے مرشد کریم امام اہلسنت کے اس جواب کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے جو انہوں نے معراج النبی نامی کتاب میں دیا ہے۔

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کھل کا نکات کا رسول بنا کر بھیجا ہے ظاہر ہے کہ آپ فرشتوں اور نوری مخلوق کے بھی رسول ہیں اور ان پر بھی رحمت فرمانے والے ہیں اگر آپ کو نور نہ ملتا جائے تو نوری مخلوق اپنی لطافت و کمالات کے اعتبار سے اپنے رسول سے بڑھ کر ہوگی اور امتی کو ذات و صفات و کمالات کی وجہ سے نبی و رسول پر فوقیت دینا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز میں آگے ہونا نفس قطعی سے منع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْصُرُوا بِنَبِيِّكُمْ وَلَا أَنتُمْ تَكُنُونَ أَتَعْتَبُونَ مَاذَا مَلَكَتْ أَعْيُنُكُمْ لَأَكُنَّ بِكُمْ مَسْرُوعًا ۚ تَعْتَبُونَ** (الحجرات) اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ بہت سنیے والا بہت جاننے والا ہے۔ بشر اور بعد عناصر کی پیداوار اور انہیں کثافت کی بھرناؤں کا ملکہ سراپا نور والا نور نہایت حیرت انگیز و دیگر اعلیٰ معنوں سے سرشار۔ ہمارا ایمان و اقرار کہ نوری مخلوق اپنی لطافت و نورانیت و کمالات و جملہ صفات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے کرم و فضل کی مرہون منت ہے کیونکہ وہ بھی امت ہے۔

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے نوری مخلوق کو بے پناہ طاقت و بی شمار خصائص سے نوازا ہے کہ ان کی گرد راہ کو بشر چھو بھی نہیں سکتا۔ اگر انبیاء کرام کو اپنی شکل و بھرمیں لیا جائے تو (معاذ اللہ) فرشتے ان خصائص کے اعتبار سے انبیاء کرام و درمطین عظام سے افضل و اعلیٰ قرار پائیں گے۔ حالانکہ ایمان یہ ہے کہ انبیاء کرام و درمطین عظام علیہم السلام تمام فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہرگز

و بالا ہیں۔ پھر اس بات کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ انبیاء کرام کی اصل نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں لباس بشریت پہنا کر انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ان کے پاس فرشتوں سے زیادہ طاقت ہے اور ان کی خصوصیت و فضیلتوں کی گرد و گرد کو فرشتے نہ چھو سکتے۔ اللھم صل وسلم وبلوگ علی جمیع الانبیاء و المرسلین۔

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رکھا آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پڑتے رہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (الانبیاء) "اے اللہ - میرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے ویک میں زیادتی کرنے والوں میں سے تھا"۔ آپ علیہ السلام نے یہ تسبیح متواتر ۴۰ دن تک مچھلی کے پیٹ میں پڑی ہے۔ امام الزہدیہ حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ قال سعد ابن ابی الحسن البصری مکث فی بطن حوت اربعین یوماً۔ امام ابو جعفر بصری کے فرزند احمد سعید فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام حکم ہائی میں ۴۰ دن جلوہ گر رہے اس حوت کے ارد گرد دریائی جانور بھی تسبیح میں مشغول رہے۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳ ص ۱۹۷) اس قرآنی واقعہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوا فضا، خوراک وغیرہ بشری ضروریات کے ہرگز محتاج نہیں۔ للیث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ قیامت تک اسی حالت میں حکم ہائی میں بیٹھے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ انہیں موت آتی۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کف کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَ لَیْسُوا فِی کُفْرِهِمْ کَلْبٌ وَاَلَا فَاذُنَا لِنَتَعَالَی (الکہف) "اور وہ اپنے عار میں تین سو برس ٹھہرے رہے اور انہوں نے نوریں (اس پر) زیادہ کیے"۔ تفسیر خزان العرفان میں ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ دوسری عزم کو کرہ میں بدلتے تھے۔ وہ ہیں کے امام حافظ ابن کثیر نے لکھا

ہے کہ سلف الصالحین فرماتے تھے۔ یقلیون فی العام مرقن۔ دو سال میں دو بار کروٹیں
 پہنچ کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۸) حافظ صاحب اس سے نقل لکھتے ہیں۔
 جعلہم فیہ احياء۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عمار میں زندہ رکھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳
 ص ۷۷) انہوں نے عمار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ زندگی بسر کی مگر نہ کچھ کھایا اور نہ
 کچھ پیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ والے کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں وہ بغیر کھائے
 پیتے بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب ولیوں کا یہ حال ہے نبیوں کا عالم کیا ہوگا؟
 جواب نمبر ۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے چلے جانے کا حکم دیا
 آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی
 ج ۱ ص ۱۸۳ پر اور امام اہلسنت غزالی زبان علامہ سید احمد سعید کاظمی اہلبیان ص ۱۳۹ میں
 انہی سے نقل اور امام جلال الدین سیوطی انہی اچلیس اردو ص ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔
 حضرت آدم ابراہیم فریق و جدائی میں زمین پر آ کر دو سو سال بلکہ تین سو سال تک آدھ بکاؤ
 گریہ زاری کرتے رہے۔ اس دوران حضرت حوا بھی آپ سے بہت دور تھیں یہاں سوال
 یہ اٹھتا ہے کہ وہ زمین کے یہ پہلے بشر جو الدین کے بغیر پیدا ہوئے تھے اس دوران
 کیا کھاتے رہے اور کہاں سے کھاتے رہے؟ مدلل جواب کی زحمت وہ حضرات گوارا
 فرمائیں جو انبیاء کرام اور اہل اللہ کو اپنے جیسے بشر مان کر انہیں کھانے پینے کا محتاج گردانتے
 ہیں؟ اور کھانے پینے کی رٹ لگا کر لوگوں کا ایمان برباد کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۷

اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء آیت نمبر ۷۵ و ۷۸ میں یہودیوں کی تردید کرتے ہوئے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ (ترجمہ) اور ان کے اس قول کی وجہ سے
 (مجھ) ہم نے قتل کر دیا کہ سچ عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو حلاکت نہیں قتل کیا انہوں نے ان کو
 اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا لیکن ان کیلئے (کسی کو عیسیٰ کا) ہم قتل بنا دیا گیا اور پتھک جن

لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ان کی طرف سے ضرور شک میں ہیں انہیں ان کا کچھ علم نہیں مگر یہی کہ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ (ترجمہ البیان ص ۱۵۵) قرآن مجید کی متعدد جہاں آیات کے ترجمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ ایمان و عقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا۔ (۲) آپ علیہ السلام کو سولی پر بھی نہیں چڑھایا گیا۔ (۳) آپ علیہ السلام کو طبیعت موت کا ذائقہ نصیب نہیں ہوا۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمانوں پر تشریف لے گئے اور قیامت میں تشریف لائیں گے چنانچہ متفق علیہ حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مغرب تم میں حضرت عیسیٰ مائتہ عاقل کی صورت میں نازل ہوں گے، صلیب توڑیں گے، عجز پر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے اور بے حساب مال تقسیم کریں گے کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہو گا اس وقت ایک سجدہ دنیا اور اس کے مال و متاع سے زیادہ بہتر ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ ذٰلِکَ قَوْلُ اَخِي الْكَتَّابِ اِلَّا لَيْسَ وَكُنْ يٰ اَبُو قَبِيلٍ مَّوَدِّع۔ ”اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے۔“ (اشعار: ۱۵۹) یعنی قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت تمام اہل کتاب ان کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ آپ علیہ السلام انہیں شریعت محمدیہ ﷺ پر چلنے کا حکم دیں گے اس وقت آپ کی حیثیت دین مصطفوی ﷺ کے امام کی ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی ۴۵

سال دنیا میں رہیں گے پھر وصال فرما کر میرے ساتھ قبر میں مدفون ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے الوداع و عرضی اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان انھیں گے (اسے ایمان جوڑی نے کتاب الوفاق ۲ ص ۸۱۴ پر روایت کیا ہے) مشکوٰۃ الصالح میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام موجود ہے۔ مندرجہ بالا دو حدیثوں کے علاوہ بھی اس میں دو دیگر حدیثیں بخاری شریف و مسلم شریف سے موجود ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں انہیں آپ جیسا بشر کہنے والے اور کھانے پینے کا محتاج جاننے والے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ علیہ السلام وہاں کیا کھاتے کیا پیتے ہیں؟۔

سوال نمبر ۵

بشر نور سے افضل ہے۔ شب معراج نوری دیکھتے رہے اور سرکارِ مہدی ﷺ بشر ہو کر عرش پر چڑھ گئے؟۔

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ لَیْسَ بِشَیْءٍ مِّنَ الشَّیْءِ لَا یَرٰہُ (النور: ۳۵) اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو زمینوں و آسمانوں کا نور فرمایا ہے اور تمہارے نزدیک بشر نور سے افضل ہے تو کیا بشر اللہ تعالیٰ کے نور سے بھی افضل ہے؟ چھوٹا منہ بڑی بات۔

جواب نمبر ۲

بخاری شریف ج ۲ ص ۵۹۴ اور صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۱۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۰۶ اور الوافی لابن جوزی ج ۲ ص ۵۰۱ و الہدایہ ج ۱ ص ۱۹۲ اور مسلم ج ۱ ص ۳۶۰ میں ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگتے تھے اور مسلم شریف ج ۱ ص ۳۶۱ میں حضرت ابن عباس کے یہ کلمے موجود ہیں کہ بقول فی صلواتہ اولیٰ مسجدہ آپ نماز میں یا مسجدے میں یہ دعا مانگتے تھے۔ اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً لیسبغ بہ قلبی کونور بنا میری آنکھوں کو نور بنا میرے کانوں کو نور بنا میرے سینے کو نور بنا میرے پیار کو نور بنا میرے فوق کو نور بنا

میرے تحت کو نور بنا میرے امام کو نور بنا میرے خلف کو نور بنا تو کو میرا بنادے میری زبان کو نور بنا میرے خون کو نور بنا میرے اعصاب کو نور بنا میرے بالوں کو نور بنا میرے چہرے کو نور بنا 'یا اللہ نور مجھے دیدے یا اللہ میرے نور کو بڑھا دے اللھم اجعلنی نور۔ یا اللہ مجھے نور عی نور بنا دے۔ (خاص شمس کبریٰ ج ۱ ص ۲۰۲) مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے کہ آپ نے عرض کیا کہ خود مجھ کو نور بنا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) غیر مقلدوں کے سلمان منصور پوری نے مکمل حدیث نقل کی ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) اگر بشر نور سے افضل ہوتا تو امام الانبیاء ﷺ اپنے نور بن جانے کی دعا کیوں مانگتے؟ افضل کو چھوڑ کر حاصل کا سوال کیوں کرتے؟ پھر اس میں افضل کی ناشکری بھی ہے۔ آپ ﷺ کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ نور نور ہی ہے بشر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا (۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بشروں کو نور اور نور یوں کو بشر بنا سکتا ہے کیونکہ نبی بھی جمالی بات کا خیال دل میں نہیں لاتا۔ اگر یہ ناممکن ہوتا تو حضور انور ﷺ بشر ﷺ ہرگز یہ دعا نہ مانگتے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ پس اگر انسان کے نفس کا روشن (نور) ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا بھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاقاق ممنوع ہے۔ (امداد السلوک)

۲۰۰۰

حضورِ مہربانِ رحیم اصل نور ہوتے تو اللہ ہم اجمعین نور والی دعا کیوں مانگتے۔

جواب۔ حضور ﷺ آخری دم تک یہ دعا مانگتے رہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ التَّوْقِیْفَ بِاللّٰهِ
 ہمیں سیدھی راہ چلا۔ تو کیا تم بھی کہو گے کہ اگر آپ ﷺ سیدھی راہ چل رہے ہوتے تو
 یہ دعا نہ مانگتے۔ جب تم یہ نہیں کہتے اور اس کیلئے جو تمہارا جواب ہوا اے اس دعا کیلئے بھی
 مان لیں۔ لیکن میں عرض کر دیتا کہ قرآن مجید اس بات کا شاہد ہے کہ آپ ﷺ جب
 اس دنیا میں آئے تو صدقِ ہدایت و وحدی ساتھ نکلے آئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو
 ہدایت کا کریم بھیجا ہے۔ اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ﴿۱﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَدُنَّیْ

السُّبُوتِ وَغَالِي الْأَمْرِضِ^۱ (اشوری) دیکھ آپ ﷺ سیدھی راہ کے ہادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ جو آسمانوں و زمینوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ اِنَّمَا آتَتْ مُشْتَبِهًا وَابْطِلَ خُورِ خَاوِ (رعد) ڈر سنانے والے آپ ہی ہیں اور ہر قوم کے ہادی بھی آپ ﷺ ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے تو یہ دعا بھی فرمائی ہے کہ آپ اصل نور اور نور گر ہیں۔ آپ کے نور مجسم ہونے میں اہل ایمان پختہ یقین رکھتے ہیں مگر آپ نے یہ دعا اس لیے فرمائی کہ امت بھی اپنے آپ کو نور مجسم بنالے۔ چنانچہ وہابیوں کے گنگوہی میاں کہتے ہیں انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا بھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ ابو الحسن نوری کو نوری کہتے ہیں اس لیے کہ بارہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور ہجرے غراس و محرم صلحاء و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس ذاکہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام مافی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور (نور) بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس (روح) بدن سے جدا بھی ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد و رفت کا ایسا ہی منبع و مقصد (مرکز) بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امداد سلوک ص ۲۰۲) اللھم اجعلنی لودا۔ والی دعا کی حکمت سامنے آگئی اگر آپ یہ دعا نہ کرتے تو کسی کو بھی جسمانی نورانیت نصیب نہ ہوتی۔ صحابہ کرام و صالحین کا بدن کے اجسام مقدسہ ظاہر بشری حیثیت پر تھے حقیقتاً وہ نور تھے چنانچہ وہابیوں کے گنگوہی میاں کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا ہے اور شہرت سے غایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے اسی طرح آپ نے اپ نے تمہیں کو اس قدر حرکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ (امداد سلوک)

سوال نمبر ۷

ایک شے کی دو چیزیں ہوں یہ ممکن نہیں لہذا حضور ﷺ نور ہیں تو بشر نہیں بشر ہیں نور نہیں ایک ذات کا دو جس ہونا کیسے ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر ۱۔ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یکہ رسائی ممکن نہیں لہذا آپ ﷺ کی ذات پاک کو نورانیت یا بشریت میں محدود کرنا قرین علم و دانش نہیں ہے اہل علم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو جس طرح بے شمار خوبیوں و صفات سے نوازا ہے اس طرح نورانیت و بشریت مقدس کی صفات بھی آپ ﷺ کو عطا کر دی ہیں۔ یعنی نورانیت و بشریت آپ ﷺ کی صفات جلیلہ میں شامل کامل ہیں جب آپ ﷺ عالم نور میں ہوتے ہیں تو صفات نورانیہ نوریہ ہوتی ہیں اور جب عالم آب و گل میں روتی افروز ہوتے ہیں تو پھر ضروریات بشریت کو اپنے دامن رحمت سے وابستہ کر لیتے ہیں تاکہ انسانوں کیلئے لائق عمل مرحب ہو جائے۔ لوگ اس کو معمول حیات بنا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ ایک ذات میں کئی صفات کا پایا جانا ثابت ہے انسان کو درجہ لہجے بھی خوش بھی غمزہ بھی کبھی رحم و کرم کا پیکر بھی غضب و غصے کا بھرمہ سورج کی نورانیت شک و شبہ سے بالاتر ہے لیکن جب وہ ظہور ہوتا ہے نہایت سرخ لگتا ہے کچھ دیر کے بعد پیلا ہو جاتا ہے پھر وہ سیاہی و سفیدی کے ساتھ روشن ہو کر اپنی کرنیں ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ حَمْرًا يَصْبِحُ لَوْنَهَا بُيُودٌ۔

(بجہ اللہ الہ الذم ۲۱۲)

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حصائے کیسی کا ذکر فرمایا ہے ایک بار اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تمہارے دل سے ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا میں غصائی ؑ اَنُكُوْا عَلَیْہَا وَاَصْلُ غَیْثٍ وَاَنْیٰی فَاَصْبَحَتْ اُخْرٰی ؕ (طہ) یہ میرا عصا ہے میں اس پر نیکر لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے بھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور کام ہیں۔ یعنی تو شر اور پانی اٹھانے اور سوڑی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے ہمارے کیلئے کام آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اسے ڈال دے تو آپ علیہ السلام نے اسے ڈال دیا۔ لَوَاكَا مِنْ حَیْثُ تَطْلُعُ ؕ (طہ) تو وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ الاعراف

میں ہے فَاَلَمْ يَلِكْ عَصَاكَ لَوْلَا جَنُّ لُعَافٍ لِّمِثْلِهِ ۚ (اعراف) موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ گھج
اڑ دیا جس میں گیا۔ اَوَلَمْ يَلِكْ لَوْلَا جَنُّ لُعَافٍ لِّمِثْلِهِ کی نورانیت پر اعتراض کرنے والا بتائے کہ گھڑی ساپ
کیسے بن گئی؟

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سامری کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے زیدوں کو آگ
میں ڈال دیا اور انہیں پھڑے کی شکل میں ڈھال دیا۔ فَاَخْرَجَتْ لَهُمْ مِنْهَا جَسَدًا كَلْبًا
لُّخَوَاتِمِ (طہ: 88) پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک پھڑا بنا کر نکالا ایک دھڑ جو پھڑے کی
طرح آواز کرتا تھا۔ قرآن نے اس پھڑے کو اَوَلَمْ يَلِكْ لَوْلَا جَنُّ لُعَافٍ لِّمِثْلِهِ (طہ: 87) قوم
فرعون کے زید بھی کہا۔ اور پھڑا بھی؟۔

وہ بھل تھا یا دُر؟ اجوا کہ تم لو جو بھلا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِنَا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْطُورَ
(الکہف: 18) اور ان کا کتا غار کی چوکت پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ مولوی شبیر
احمد عثمانی وہابی اور مولوی داد گور کاغزی غیر مقلد وہابی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں۔
صحاب کہف کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اس پر بھی صحبت کا اثر پہنچا اور وہ صدیوں
تک زندہ رکھا گیا۔ اگرچہ کتا رکھتا ہے لیکن لاکھ ہروں میں ایک بھلا بھی ہے۔

وہ احمدی اشیرازی

پھر نوح بابا لشت

خامان نوح شمس

مک احباب کہف روزے چن

پائے نکال گرفت مردم

یعنی نوح کے بیٹے نے ہموں کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے خامان نبوت کو بھلا دیا اور

اصحاب کہف کا کتا چند دن ٹیکوں کے ساتھ لگ کر بہت سے انسانوں سے بھی اچھا بن گیا۔ (تفسیر گز کا نوی ص ۵۳ س۔ و تفسیر عثمانی و موضح القرآن) مولوی عبدالساجد وہابی لکھتے ہیں بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جنت میں دو جانور بھی ہونگے ایک یلغم یا بھڑکا گدھا دوسرا اصحاب کہف کا کتا (ماجدی ج ۱، ۶۰۳) ہر کتب فکر کے مسئلہ سفر عطاء اسماعیل حقی فرماتے ہیں امام قتادہ کے نزدیک وہ جانور میٹھنے کی شکل میں مومنوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی ڈاچی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچہ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ حضرت یونس کا ہڈ۔ اصحاب کہف کا کتا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ڈاچی فکلہم یصرون علی صورة کیش ویدخلون الجنة ذکرہ فی مشکاة الانوار۔ مشکاة الانوار میں ہے کہ یہ سب میٹھنے کی صورت پر داخل جنت ہوں گے۔ (روح البیان ج ۵ ص ۲۲۶) اس سے ثابت ہوا ایک جنس کا دو صورتوں میں بننا یا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ محال نہیں ہے۔ اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰﴾ (بقراء) ویکلک اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ فَاَنۡہُمْ وَتَرٰہُمْ لَا یُغْنٰی فِیۡہِ التَّوْبَةُ ﴿۱۱﴾ (اعراف)

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم جن کو فرزند عطا کرنا چاہا اور وہ بھی بغیر عمل زوجیت کے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو وسیلہ بنایا اور ان کے ذریعہ بچہ دلا یا چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَارۡسَلۡنَا اِلَیْہَا رُوۡحَنَا فَمَکِنۡ لَّہَا بِسۡمَآءِ مَرْیَمَ ﴿۱۰﴾ (مریم) تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا تو اس نے اس مریم کے سامنے ہر بہو بشر کی شکل بنالی۔ تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کا وزیر ہے جب سیدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ بچہ دلاتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پورے کا پورا بشر عطا دیتا ہے

اور جب انسان کو ہدایت دلاتا ہے تو جبریل کے آقا اور اپنے محبوب ﷺ کو جامہ بشریت میں ملبوس کر کے بھیج دیتا ہے اگر جبریل علیہ السلام کی بشریت ان کے نور ہونے کی فنی کی دلیل نہیں بن سکتی تو نور علی نور نبی کریم ﷺ کی بشریت طیبہ آپ ﷺ کی نورانیت کی فنی کی علامت بھی نہیں ہو سکتی اور ایک جنس کا دو صورتوں میں ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی قدرت کا اظہار ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت کچھ بندہ زن
پھوگوں سے یہ چراغ بجھا یا نہ جائے گا

جواب نمبر ۶

سورہ اعدآیت نمبر ۴۹ سے لیکر آیت نمبر ۸۱ میں اور سورہ الزمر آیت نمبر ۲۳ سے لیکر آیت نمبر ۳۷ میں دیکھیں کہ نوری فرشتے شکل بشری میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں تشریف لائے اور آپ نے ان کیلئے خورد و نوش کا انتظام فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس وہ اسرو بکر آئے تو لوطیوں نے انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہا تو انہوں نے اپنی اصلی شکل ظاہر فرما کر لوطیوں کے حواس باختہ کئے۔ جس محبوب خدا عظام ارض و سما کے غلاموں کی حالت و طاقت یہ ہے تو اس حبیب الہی باذن اللہ مالک خدا کی کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا۔ فاقہم و تدبر۔ ایک غیر مقلد نے کہا کہ نور نہ اس بشر میں نہیں آ سکتا؟ ہم نے مصدر جہ بالا آیات سے اس کی توضیح کی تو وہ شرمندہ ہو کر محفل سے بھاگ گیا۔

جواب نمبر ۷۔ حدود حدیثوں میں آیا ہے کہ فرشتے شکل بشر دنیا میں آئے اور عام انسانوں سے گفتگو کرتے رہے ان کی مشکل کشائی و حاجت روائی کر کے وہابی عقیدوں کی بیخ کنی کر کے جماعت اہل سنت کے عقیدوں کو ترجیح دیتے رہے۔

مشکل کشا فرشتہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پر نور ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا میں اسرائیل کے تین شخص ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ایک فرشتہ (بجلی بصر) بھیجا۔ وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کون سی چیز اچھی لگتی ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور تندرست جلد اور میری یہ بیماری دور ہو جائے اور لوگوں کی نظرت سے بچ جاؤں تو فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اسے خوبصورت رنگ دے کر اور اس کی جلد کو ٹھیک کر کے اسے تندرست کر دیا۔ فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے اس نے کہا اونٹ۔ تو فرشتے نے اسے حاملہ اونٹنی دے دی اور دعائے برکت فرمادی پھر وہ فرشتہ مجھے کے پاس آگیا اور اس سے پوچھا تجھے کیا چیز پسند ہے اس نے کہا میرا گنچ دور ہو جائے اور میرے سر پر خوبصورت بال آگے آئیں۔ فرشتے نے اس کے گنچ پر ہاتھ پھیر کر بہترین بال اگا دیے اور پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے اس نے کہا میں گائے کا متالا ہوں فرشتے نے اسے گا بھن گائے عطا فرمادی اور دعا برکت کر کے اندھے کے پاس چلا آیا اور اس سے دریافت کرنے لگا تجھے کیا چاہیے اس نے کہا مجھے چٹائی مل جائے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ پاؤں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اسے بصارت عطا کر دی پھر پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے۔ اس نے کہا میں بکریوں کا خواہشمند ہوں فرشتے نے اسے ایک گا بھن بکری دے دی اور دعا برکت فرما کر چلا آیا۔ تینوں کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ جنگل بھر گئے غیب کی خبریں دینے والے محبوب دانائے..... علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی بیعت میں آکر کہنے لگا میں مسکین ہوں، معذور ہوں سفر میں میرا سارا سامان ختم ہو گیا ہے آپ سے اللہ کے نام کا سوال ہے جس نے تجھے یہ رنگ و روپ عطا فرمایا ہے ایک اونٹ دیدے تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا ذمہ داریاں بہت ہیں (اونٹ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا میں نے تجھے پہچان لیا ہے تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ عزت کرتے تھے تجھ پر اللہ نے کرم کیا تھا۔ وہ کہنے لگا اس مال کا میں باپ دانے سے وارث چلا آرہا ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو غلط کہتا ہو تو تجھے اللہ تعالیٰ دیباہی کر دے (تو دیباہی ہو گیا) پھر فرشتہ مجھے کے پاس آیا اور اس

سے بھی وہی گفتگو کی گئی ہے اسے کچھ نہ دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو ایسا ہو جائے جیسا پہلے تھا (تو وہ ویسا ہی ہو گیا) اس کے بعد وہ فرشتے تا پیمانہ کراۓ کے پاس آ گیا اور دست طلب دراز کیا ائمہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہا تم جو چاہو لو اور جو چاہو چھوڑ دو فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

مالک کو یمن میں گو کچھ پاس رکھتے نہیں

دونوں جہاں کی فحشیاں ان کے خالی ہاتھ میں

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے اچانک ایک (رجل) مرد حاضر ہوا جو عمدہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے ان کے بال گہرے سیاہ تھے..... حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبرئیل امین تھے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث) نیز بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا واحسانا جئنا لنی الملک رجلا لیکلمنی اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۲)

باب دوازدہم

محمد مصطفیٰ علیہ السلام نور

مسئلہ نورانیت

حضور پر نور ﷺ کا نور ہونا اور تمام مخلوقات سے پہلے ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار آفتابِ نمبروز کے انکار کی مانند ہے۔ وہابی مولوی بھی اس کے معترف ہیں کہ آپ ﷺ اول المخلوق ہیں اور نور علی نور ہیں چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ احکام ابن القحطانی میں جملہ ان روایات کے جو ان مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا (نور الطیب ص ۹) اس روایت سے ثابت ہوا۔ امام باقر امام زین العابدین امام حسین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایمان و عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ کی ذات باریکات نورانی ہے اور سب سے اول

مولوی اشرف علی وہابی نے اس حدیث پاک کو صحیح مان کر اپنی کتاب میں لکھا اور حریہ برآں یہ بھی لکھا کہ اگرچہ وہ ہزار برس سے زیادہ کی روایت نظر نہ آئے تو اس میں شک نہ کریں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ تھانوی صاحب حضور پر نور ﷺ کو نور مانتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں سال پہلے آپ ﷺ کے نورانی وجود مسعود کو تسلیم کرتے تھے۔ وہابیوں کے مولوی ذوالفقار علی دہلوی بھی لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے اول میرے نبی کا نور پیدا کیا۔ پھر اس نور کو بچایا اور اس سے نوح و قلم و مرشد

کرتی دنگ دنگ دنگوت وعالم آدم کو پیدا کیا (عطر النور ص ۲۲) (نشر الطیب) قاری محمد طیب دہلوی لکھتے ہیں: آفتاب نبوت بشری ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوگا اور نہ ہوگا کہ کسی بلا واسطہ اور گھٹیں بالواسطہ روشنی اسی کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ (آفتاب نبوت نے فرمایا) سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا میں اس وقت ہی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان میں تھے اور ان کا ڈھانچہ خیر کیا جا رہا تھا۔ (آفتاب نبوت ص ۲۳۹) مولوی محمد اسلم قاسمی دہلوی رقمطراز ہیں۔ آپ ﷺ کا نور اس پوری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس پورے عالم کی تخلیق کا سبب ہے چنانچہ ابنی مساکر نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ سے فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تو آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنایا ہے میں نے اپنے لیے آپ سے زیادہ شریف و عزیز کوئی چیز پیدا نہیں کی میں نے دنیا اور دنیا داروں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ انہیں دکھاؤں کہ میرے نزدیک آپ ﷺ کا کتنا رتبہ اور مرتبہ ہے لہذا اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اسی طرح سیرۃ النبیۃ والاخبار المکملہ یہ میں حاکم کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر رسول اللہ ﷺ کا نام ہی کھلا اُتار دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ نیز مختلف سندوں سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے دل میں ڈالا کہ وہ یہ کہیں۔ اے پروردگار! تو نے میرا لقب ایوئمہ کیوں رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! اپنا سراخا آدم نے سراخا یا تو ان کو عرش کے پردوں میں آنحضرت ﷺ کا نور نظر آیا؟ انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار! یہ نور کیا ہے؟ جواب ملا یہ نور میرے نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد میں ہوں گے۔ آسمانوں میں ان کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد ہوگا

اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں جھیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

(سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۵ و ۱۳۶)

مولوی وحید ابراہیم غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتدا حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی۔ اس کے بعد پانی و عرش و ہوا و لون و قلم و لوح اور عقل کو پیدا کیا۔ آسمانوں زمینوں و مایعہ کی تخلیق کا مرکز اول نور محمدی ﷺ ہے۔ (ہدیۃ الہدی ص ۵۶ حصہ اول) ہندوستانی وہابیوں کے پہلے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی التوتی ۱۲۳۶ھ ۱۸۳۱ء حضور پر نور ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
ہے ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
تو بے شک وہ تصویرِ رحمان ہوا

(ارمغانِ نعت ص ۱۱۴)

اسماعیل دہلوی کے بھانجے مولوی محمد علی نے اپنے اور اپنے ماسوں کے بیرومرشد سید احمد بریلوی کی سنائش میں ۱۲۹۹ھ میں خزین احمدی نامی کتاب لکھی ہے اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔

پس از نور احمد ملکِ قدم نور ملکِ ہستی نہادی قدم
تو اول خدا مامودی سجود تو کائنات آمد اندر وجود
اللہ تعالیٰ کے بعد ملکِ قدم سے نور احمد ہی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ملکِ ہستی میں قدم رکھا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کی وجہ سے کائنات بنا ہے۔ (خزین احمدی ص ۳) وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسندِ امانے نبوت بود اور قدس گاہ منجل چوں آدم بود در میان ماہ و طہین
احتشام اور پیدا از کلام ذوالجلال نور او پیدا وہم چنباں بآیات بھین

آپ قدس گاہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھے جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان خیر تھے۔ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آیات ہمیں کے حوالے سے آپ ﷺ کا نور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی (الجمال والکمال ص ۳۵) امام سنت سیدی غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

اجسام سے قبل عالم امر میں ذات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا نص قرآن سے ثابت ہے جس کا قاضی یہ ہے کہ ذات محمدی ﷺ بطریق اولیٰ عالم ارواح میں موجود ہے۔ یہاں امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی خلقت سے پہلے ہے تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح اشارے پائے جاتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں تو صراحتاً وارد ہے کہ حضور ﷺ اول خلق ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا بِأَنْفُسِهِمْ عَلَىٰ بَنِي نُوْحٍ وَكُلَّمَا جَاءَهُمْ وَاعِدٌ بِظُلْمٍ لَّيْلٍ كَانُوا بِهِ مُسْتَعْصِمِينَ** (نور: ۲۵) ترجمہ۔ یہ سب رسول ہیں فضیلت دی ہم نے ان کے شخص کو بعض پر ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔ جن کے درجے بلند کیے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں حضور ﷺ کے درجوں کی بلندی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں بھی حضور ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ ﷺ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہیں۔ (میلاد النبی ﷺ)

در محمد ﷺ اور آدم علیہ السلام

مولوی محمد اسلم قاسمی دہلوی کی ترجمانی ملاحظہ ہو چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کی چپٹہ میں رکھ دیا یہ گویا اس وقت ہوا کہ آپ بھی نور کی صورت میں تھے۔ آگے روایت آئے گی کہ آپ ﷺ کا نور ساری مخلوقات سے پہلے کیا گیا۔ بلکہ یہ مخلوقات آدم اور ان کی اولاد کو اسی نور سے پیدا کیا گیا۔ اس صورت میں ان کی وضاحت کرنی پڑے گی کہ آدم علیہ السلام کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا

گیا اور پھر یہ نوران کی بیٹہ میں ڈالا گیا۔ چنانچہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو یہ نوران کی بیٹہ میں رکھ دیا۔ یعنی پھر یہ نوران کی بیٹہ ثانی میں دیکھا تھا اور ان کے سارے نور پر غالب رہتا تھا۔ (سیرت خلیفہ ج ۱ ص ۱۱۴ اور ص ۱۱۵)

نواب آف فیروز قلعہ میاں محدثی حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کے نور اور اتم و اکمل از جمیع انوار مؤمنان باشد آتش در برابر دے کہا استدھنوزے کہ در نامیہ آدم بود پس در نامیہ ظلیل تا آنکہ بنامیہ عبداللہ رسید چہ کار ہا کرنا تھا کہ خود بے واسطہ جلوہ گر ہوا چہ کار کند۔ ترجمہ از روئے حدیث مؤمنوں کے نور سے جہنم کی آگ بجھ جائے گی پس حضور ﷺ جن کا نور تمام مؤمنوں کے نور سے بہت زیادہ اور بہت کمال ہے اس کے سامنے آگ کیسے ٹھہرے گی (بلکہ گلستان بن جائے گی) جب آپ ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام تا آنکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پٹانوں میں رہ کر مشکل کشائی کر چکا ہے جب بغیر واسطہ کے جلوہ گر ہوگا تو کیا خوب مشکل کشائی کریگا۔ (بدایہ الراشد ص ۶۰) تفسیر کبیر ج ۱ تحت آیت اَنْشُجُوا الْاَشْجَرَ (نورہ: ۳۴) مصدقہ الشہدہ ص ۱۰۲ شرح قصیدہ بردہ از شیخ زاذہ ص ۱۰۰ ازرقانی علی السواہب ج ۱ ص ۳۹ و سواہب اللہ یہ ج ۱ ص ۱۰ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۸ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ودیعت فرما دیا تھا۔ اس نور کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا چہرہ مبارک شمس و قمر کے نور کی طرح چمکتا تھا۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام آپ ﷺ کے نور کی تسبیح پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ (الامید النبی ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ خاص شمس کبیری ج ۱ ص ۷۰ میں اس کی کتاب فخر الملیب کے ص ۱۱ پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حمات نکاح کے وقت ۲۰ مرتبہ درود شریف پڑھا کہ حق المبر ادا کیا۔ محدث ابن جوزی امام قسطلانی علامہ ذرقانی اور علامہ یوسف بن اسماعیل ہمدانی روایت لاتے ہیں کہ جب حضرت حمات حضرت عیث سے حامل ہوئیں تو نور محمدی ﷺ

پشت آدم سے بہن ہوا میں جلوہ گر ہو گیا اس لئے حضرت شیث تھا پیدا ہوئے۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تھے تو آپ ﷺ کہا تھے فرمایا میں ان کی ملب میں تھا اور جب وہ زمین کی طرف آئے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار تھے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کی ملب میں تھا۔ میرے آباؤ اجداد میں سے کوئی بھی زندہ نہ تھا میں ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحوں میں نفل ہوتا رہا ہوں جو سب سے اچھے اور مہذب لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کا وعدہ لیا تو قورات میں میری بشارت دی انجیل میں میرے نام کو شہرت بخشی زمین میرے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور آسمان میری رحمت سے روشن ہوا۔ (الفتح ج ۱ ص ۳۸ ص ۱۰۰ 'الوفی ص ۳۵' الہدایہ و انبیاء ج ۲ ص ۲۵۸) قبل ازیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار مع ترجمہ گزر چکے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی صدارت میں سرکار ﷺ کے مندرجہ بالا اوصاف بیان فرمائے اور سرکار ﷺ سے دعائیں لیں۔ محمد اسلم قاسمی وہابی ترجمانی کرتے ہیں کہ حضرت مدد کہ میں آنحضرت ﷺ کا نور جھلکا تھا۔ (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۷۷) حضرت نزاری کی آنکھوں کے درمیان نور نبوی نظر آتا تھا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۹) مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عہد اسطیغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نفل ہوا اور وہ جوان ہو گئے ایک دن عظیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرسلا ہے سر میں تیل چڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بدن ہے ان کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ کس نے کیا ہے ان کے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قبیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد قحط سے نکاح کیا اور وہ عہد اللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ عہد اسطیغ

کے بدن سے خوشبو منک آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نوران کی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شہیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ قرب کرتے اور بارش کی دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ برکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم رحمت فرماتے۔ (کذا فی المصابہ، نشر الطیب ص ۲۰) جب ابراہیم بادشاہ خانہ کعبہ منہدم کرنے آیا تو عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل شہیر پر چڑھے اس وقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بلور ہلال کے ظاہر ہو کر خوب درخشاں ہوا۔ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر چڑی عبدالمطلب نے یہ دیکھ کر قریش سے کہا۔ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا۔ دلیل ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ (نشر الطیب ص ۲۱) حضرت عبدالمطلب سفید رنگ خورید اور دراز قامت انسان تھے ان کی پیشانی سے نور نبوت اور ملکی عزت و وقار جھلکتا تھا اور وہ بچے مودعہ تھے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۱۹) حضرت عبدالمطلب قریش میں سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے۔ آنحضرت ﷺ کا نوران کے پیرے میں اس طرح چمکتا تھا جیسے روشن ستارہ وہ (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۶) آپ ﷺ کا نور حضرت عبدالمطلب سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہو گیا (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۴ سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۳۸) قحطی و دہائی نے سیرۃ النہد و شام کے حوالے سے لکھا ہے کہ حمل رہنے کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے گل ان کو نظر آئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶) اس نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقعہ ہوا۔۔۔۔۔ محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اس میں سے عطا اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یحییٰ نبی ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا۔ (کذا فی المصابہ، نشر الطیب ص ۲۲ و ۲۳) مولوی محمد اسلم قاسمی دہائی لکھتے ہیں۔ پھر وہ مبارک دن آ گیا۔ بارہ ربیع

اولیٰ حج کے روز میں اپریل ۱۷۷۱ء کو صبح کے وقت جناب حضرت آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ولادت ہوئی اور دنیا و آخرت کی برکتیں لے کر ایک سراپا نور پجہ دنیا میں تشریف لے آیا۔ آپ ﷺ ہی بغیر آخر الزمان رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ (سیرت پاک ص ۶۲) جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو سامنے کے داغوں کے سچ سے ایک نور سا نکلا معلوم ہوتا تھا۔ (نثر الطیب ص ۱۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے اور میں آفتاب چل رہا ہے۔ (مکتوۃ شریف ص ۵۱۸) اور جب آپ ﷺ سکراتے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک مثل تلواریں کے (شکاف) تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ مثل آفتاب اور ماہتاب کے تھا۔۔۔۔۔ حضرت انسؓ نے کہا آپ سب سے زیادہ جمیل اور سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے میں نے آپ ﷺ کو جیسا خدا آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور آپ ﷺ کو دیکھا۔ (نثر الطیب ص ۶۰) حضرت جابر بن سرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے چاندنی رات میں حضور پر نور ﷺ کو دیکھا میں نے بھی رسول کریم ﷺ کو دیکھا اور بھی چاند کو آپ کے اوپر سرخ جڑا تھا۔ فلذا ہوا حسن عندی من القمر آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمس ترمذی ص ۲) دلائل النبوۃ بیہقی ج ۱ ص ۱۹۶ 'درای' مکتوۃ ص ۵۱۸) امام احمد رضا خان نے کیا خوب فرمایا ہے۔

یہ جو مہر مادہ پر ہے اخلاق آفتاب نور کا

بیک حیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

وہابی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ محض بشر ہیں اور آپ میں معاذ اللہ نورانیت نام کی کوئی حقی موجود نہیں اور وہ کھلے آئیں سرکار کی پیدائش بچپن لڑکپن جوانی و شادی و اولاد اور کھانے پینے وغیرہ کو دلچسپی نہ کر سکتا ہوں کے ایمان پر شب خون مارتے ہیں مسئلہ شریعت میں ان

کی دلیلوں کے بار پر نکھر دیئے گئے ہیں یہاں اتنا کہنا مناسب ہے کہ گزشتہ صفحات میں حضور نور مجسم ﷺ کی نورانیت اور شریعت سے ادیت کے دلائل و دہائیوں کے کبر اور معتد حضرات کی کتب سے منقول ہیں۔ اگر آپ ﷺ نور نہیں ہیں تو قنوی صاحب ذوالفقار علی قادری طیب محمد اسلم مولوی اسماعیل محمد علی دہانی و حیدر مایاں قاضی سلمان علامہ ابن جوزی ثواب صدیق خان بھوپالی علامہ ابن کثیر اور محمد رضا مصری وغیرہ دہائیوں اور ان کے باوجود بزرگوں نے آپ ﷺ کی نورانیت کا اقرار کر کے اس کی صفت و ثناء کیوں کی ہے؟ کیا یہ سب جھوٹے ہیں اور افتراء یعنی قصے لکھ رہے ہیں؟ یا کیا یہ سب آپ ﷺ کو نور علی نور مان کر خطرات کفر و شرک کے گڑھے میں گر گئے ہیں؟ یا سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر و دشمن قہر بذلت میں اپنا ٹھکانہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور فرمایا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

سبلی آیت

فَإِذَا جَاءَ ظُلْمُ قَوْمٍ مِّنَ اللَّهِ لَوْ تَوَدَّ كَثِبٌ مِّمَّنْ ۖ (الاحقاف) ”بیک جگہ جہوہ گر ہو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ (نمبر ۱) نور (نمبر ۲) کتاب میں۔ جمہور مفسرین نے نور کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور بنایا ہے لہذا اس آیت میں آپ کی نورانیت کا واضح اعلان فرمایا ہے۔ ہمارے استاد کریم شیخ المناظرین علامہ منظور احمد فیضی متوفی کم جہادی الاخری ۱۴۳۷ھ اپنی کتاب مقام رسول میں اس آیت کے تحت احمد اہلسنت کی کتب کے حوالوں کا انبار لگا دیا ہے اور فقہ اعلماء مولانا شیخ الاسلام قادری علیہ الرحمہ نے الانوار الحمد یہ میں احمد اہلسنت کی ۱۸ تفسیروں کے حوالے دیکر آپ ﷺ کی نورانیت کا استدلال مستحکم کیا ہے۔ فقیر بر تفسیر صرف دہائیوں کے حوالوں پر اکتفا کرتا ہے تاکہ سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر پر اس کے گھر کا اچھا سا نشانہ آجائے اور دہائی اس عقیدہ کو صرف بریلوی سنی مسلمانوں کا عقیدہ نہ کہے۔ بلکہ جس عقیدے کو وہ بریلوی سنی

مسلمانوں کا ہی عقیدہ سمجھتا ہے اس میں اس کے اپنے کبر و اعلا بھی بریلوں کے ساتھ ہیں اور وہابی توپ کے شرک و کفر یہ گولے کی زد میں یہ بھی ہیں۔

دلیل نمبر ۱: وہابیوں کے پیش رو علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ النور هو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت محمد ﷺ ہی نور ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۳)

دلیل نمبر ۲: مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں نور سے خود نبی کریم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۳۶ نمبر ۱۱ پاک کپٹی)

دلیل نمبر ۳: مولوی عبدالماجد وہابی نے لکھا ہے۔ یعنی بالنور محمد و کتاب مبین هو القرآن الذی اتزلہ علی نبینا۔ (اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو نور بتایا ہے اور کتاب مبین قرآن ہے جسے اس نے ہمارے نبی ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبدالماجد وہابی تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ”نور قبل محمد“ (ﷺ) (نور کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ ہی ہیں)۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۵: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات مراد ہے۔ (امداد السلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۶: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ یہ ایک مختصری آیت ہے اس میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اور ان دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود ہا جود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو قسط نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔

(میلاد النبی ﷺ ص ۶ (طبع علیہ فی پاکستان) اشرف المصنفات ص ۱۳۸)

دلیل نمبر ۷: اسی کتاب میلاد النبی ﷺ کے ص ۵ تمہید کے آخری میں ہے۔

هو نور الانوار و النبی المختار ﷺ والی هذا اذهب لقاده اختاره الزجاج۔
 (چنگ آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نور الانور نبی مختاری ہیں۔
 حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یس المسرین کا بھی مذہب ہے اور استاد المفسرین زجاج
 نے اس تفسیر کو پسند کیا ہے) غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات پاک
 پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ اور روشن چراغ ہیں نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ
 مبراہ مستقیم کے دیکھنے اور غوثِ پاک طریقی سے پہنچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور ﷺ سراسر نور
 یقیناً تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا اصولاً و فروعاً کے واسطے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے وسیلہ
 ہیں اور ایسا وسیلہ کہ حالت حیات میں بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی قیامت تک وسیلہ ہیں
 کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ ﷺ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں
 حضور ﷺ کی ذات پاک کے واسطے ثابت ہے بلکہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے
 سے پہلے آپ کے جدا ہندو مطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل
 مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ (الموصل ص ۲۲ دس ۲۳۔ نور محمدیہ)

غیر مقلدو ہابیوں کے حوالے

دلیل نمبر ۱: مولوی ثناء اللہ غیر مقلدو ہابی کہتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کا نور
 محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ص ۱۱)

دلیل نمبر ۲: مولوی وحید الرحمن غیر مقلدو ہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حضرت محمد
 ﷺ یا دین اسلام۔ (حبیب القرآن ص ۱۳۹)

دلیل نمبر ۳: میاں صدیقی حسن غیر مقلدو ہابی کہتے ہیں۔ مراد نور سے حضرت ہیں یا
 اسلام یا قرآن۔ (ترجمان القرآن ج ۱ ص ۸۵۷)

دلیل نمبر ۴: کاظمی شوکانی غیر مقلدو ہابی کہتے ہیں۔ نور سے مراد محمد رسول اللہ
 ﷺ ہیں۔ (الانوار المکند ص ۴۷)

دلیل نمبر ۵: نواب صدیقی حسن غیر مقلدو ہابی نے لکھا ہے۔ زجاج نے فرمایا۔ نور

سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (الانوار المحمدیہ ص ۷۷)

دلیل نمبر ۶: قاضی سلیمان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ اس آیت میں وجود ہا جو رہی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسلامائٹی ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۷: قاضی صاحب دوبارہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔ (شرح اسلامائٹی ص ۱۵۳)

دلیل نمبر ۸: قاضی صاحب تیسری بار لکھتے ہیں۔ اسی کریم ﷺ کا مبارک نام سورہ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے 'خازن و معالم' (تفسیر د) میں نور کو نبی ﷺ ہی کی ذات بتایا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ج ۳ ص ۲۱۹)

دلیل نمبر ۹: حافظ محمد کسکو کی غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد محمد ﷺ ہے اسلام جو دین رہا ہے۔ (تفسیر محمدی ص ۲۳)

دلیل نمبر ۱۰: غیر مقلدوں کی سن پند تفسیر موضح القرآن قدیم میں ہے۔ نور روشنی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی ذات باریکات یا مقدس دین اسلام مراد ہے اور بیان کرنے والی کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ (موضح القرآن بر حاشیہ قرآن ص ۱۳۳۸)

دلیل نمبر ۱۱: موضح القرآن جدید میں ہے۔ اے اہل کتاب ہمارا رسول محمد ﷺ جس کی آمد کا شدت سے تمہیں انتظار تھا وہ تمہارے پاس آچکا ہے بہت سی ایسی باتیں جو تم کتاب الہی سے چھپایا کرتے تھے انہیں کھول کر تمہارے سامنے دکھا رہا ہے اور بہت سی باتوں سے دور گزر بھی کر جاتا ہے۔ تمہارے پاس ایک روشنی (محمد ﷺ) کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور ایک کتاب بین (قرآن مجید) آجگی ہے۔

(موضح القرآن تفسیل موضح القرآن ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۱۵)

ائمہ مسلمین کا عقیدہ = اجمالی دلائل

مسلمانوں کے ایمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ حبیب خدا اول الخلق حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سرایا نور تھے یعنی آپ ﷺ ظاہری باطنی حسی معنوی نور تھے ذات بھی نور

صفات بھی نور و ہادیوں کے جنہوں کی صاحب اہل اسلوک ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نورانیت کی وجہ سے آپ ﷺ کی متعلقہ تمام چیزیں بھی لطیف و نورین گئیں۔ امام احمد البیہاوی تفسیر جلالین کی شرح میں میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ آپ ﷺ مخلوق کو روشنی بخشتے ہیں و رشد و ہدایت کی راہ ہموار فرماتے ہیں۔ لایہ اصل کل نور حسی و معنوی۔ آپ ﷺ ہر محسوس و غیر محسوس نور کی اصل و بنیاد ہیں (تفسیر صادی ج ۱ ص ۲۵۸) تفسیر جلالین میں ہے حو نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم (طہارہ قاسی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نور محسوس و غیر محسوس ظاہر ہے واضح ہے آنکھوں و مخلوق کو جلا بخش رہا ہے۔ قَدْ جَاءَ لَكُمْ قُرْآنٌ نُّورٌ (مائدہ: ۱۵) میں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور رکھ دیا ہے۔ (مطالع اسرار ص ۲۲۰)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۷۲ پر ہے۔ قَدْ جَاءَ لَكُمْ قُرْآنٌ نُّورٌ۔ رسول یعنی محمد۔ یعنی محمد رسول اللہ نور ہیں۔ صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کو نور مجسم مانتے تھے اور اس آیت والے نور سے سرکار پرانور کی ذات پاک جانتے تھے امام حکیم قرطبی متوفی ۲۵۵ھ نور الاول میں لکھتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ نوراً احباء العالمین۔ رسول اللہ ﷺ نور تھے اپنی غیاثیہوں سے عالمین کو چمکا رکھا ہے۔ (جہاں انکار مترجم ج ۱ ص ۱۸۹) حضرت منیہ بنت عبدالمطلب فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ میں نے اس روز چھ عطا میں دیکھیں۔ (۱) آپ ﷺ سب سے پہلے مجھ پر پڑے ہوئے۔ (۲) جب مجھ سے سر اٹھا یا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا لا الہ الا اللہ ابی رسول اللہ ﷺ (۳) آپ ﷺ کے چہرہ انور کے نور سے گھر کو نور و روشن دیکھا۔ (۴) آپ ﷺ کو جنم لانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ طیب ظاہر پاک و صاف پیدا ہوئے۔ (۵) آپ ﷺ بخوان و ناف بریدہ تشریف لائے (۶) آپ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (شواہد النبوۃ ص ۵۶)

حضرت علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس روز سے ہم نے آپ ﷺ کو لیا ہمیں بھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی ضرورت پیش آتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۳) آپ جس خطے پر قدم مبارک رکھتے تو اسے بغیر نور بنا دیتے۔ (مقام رسول ﷺ ص ۲۲۴) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خدا عزوجل کے محبوب ﷺ جب مسکراتے تو آپ ﷺ کے دندان پاک بجلی اور برف کے ابلوں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے آپ ﷺ جب حکام کہتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا ہوا نظر آتا۔ (کتاب الصفاء ج ۱ ص ۳۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نور علی نور ﷺ کی چڑیلوں کی نورانیت و چمک دمک کو میں ابھی بھی دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری شریف الا نور المجد یہ ص ۹۶)

اعترافات و جوابات

اعتراف نمبر ۱۔ آپ جس آیت کو حضور ﷺ کی نورانیت کی دلیل قرار دیتے ہیں اس کے آگے جو آیت ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ یٰھدی بہ اللہ اس میں ضمیر واحد ہے جو نور اور کتاب دونوں کی طرف راجع ہے۔ لہذا نور و کتاب ایک چیز ہے۔ یعنی کتاب ہی نور ہے۔

ازالہ غمراہ

غیر مقلد و تابعین کے مستحق مفسر علامہ امام فخر الدین رازی مثنوی ۶۰۶ فرماتے ہیں۔ نور اور کتاب دو الگ الگ چیزیں ہیں نور اور کتاب سے قرآن مجید مراد لینا غلط ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ہذا ضعیف لان العطف یوجب المغایرة بین المعطوف والمعطوف علیہ۔ نور اور کتاب کو ایک چیز کہنا ضعیف و کم زور کہانی ہے کیونکہ عطف سے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مفادیرت ہوتی ہے (یعنی

اس آیت میں داؤدِ حاضر ہے جو نور اور کتاب کو دو الگ چیزیں ثابت کرنے کیلئے آئی ہے)۔
مفتاح الغیب تفسیر کبرج ۳ ص ۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲۔ انوار الحمد یہ ص ۷۷۔ مقام
رسول ص ۲۲۳۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔ ان المراد بالقرآن محمد و بالکتاب
القرآن۔ بلاشبہ اس آیت میں نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم
ہے۔ (تفسیر کبرج ۳ ص ۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲) آپ ﷺ کو نور نہ ماننا معتزلیوں
کا عقیدہ ہے۔ اگر آپ معتزلی ہیں تو اس کا اعلان کریں۔

ازالہ نمبر ۲

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت میں نور سے
مراد حضرت محمد ربی ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے ان کے بعد مجدد مفسرین نے یہاں
نور سے مراد سرکاری ذات ہیرکات کو قرار دیا اور یہ تفسیر صحیح ہے۔ اگر یہ تفسیر صحیح نہ ہوتی تو
علامہ ابن جیبہ اور اس کے تبعین مولوی رشید احمد ٹکنوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی
شیر احمد عثمانی، مولوی عبداللہ جندوی، آبادی اور قاضی سلیمان غیر مقلد و غیر وہابی اس آیت
میں نور سے مراد ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کو نہ مانتے۔ کیا ان سب کو
ضمیر کے مرجع کا پتہ نہ چلا اور یہ سب کے سب بھیلروں کی طرح اندھے چاو میں گرتے رہے
اور حضور پر نور ﷺ کو نور مان کر اپنے دین و ایمان کو برباد کرتے رہے۔ نور کے دشمن علامہ
مرحوم کا فرمان سن لو۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقہان حرم سے توفیق

ازالہ نمبر ۳

واحد کی ضمیر سے یہ مان لینا کہ نور و کتاب ایک چیز ہے تو پھر اس سے یہ ثابت ہوگا کہ
اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کے وسیلے سے ہدایت دی ہے۔ اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ
جلیلہ سے ہدایت نہیں دی۔ یہ مان کر آپ نے عادی عیال عجم و رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا۔ چناؤ خدا۔ اس سے بڑھ کر اور گستاخی کیا ہوگی؟ حالانکہ قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ مَّنْ وَكَلَّكَ قَوْلُهُ خَلَوُ**۔ آپ ہی تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔ پھر فرمایا **إِنَّمَا لَكَ هِدَايَتِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**۔ اے محبوب آپ ﷺ تو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ پہلی آیت سورہ الرعد نمبر ۷ اور دوسری آیت سورہ الشوریٰ نمبر ۵۳ نے ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ ہاں اللہ ہادی ہیں لہذا نور سے مراد آپ ﷺ ہی کی ذات مراد ہے اور آپ ﷺ ہی بھدی بہ اللہ کے صحیح مصداق ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش فرما کر اسے صحیفہ ہدایت و نفع رحمت ثابت کر دیا۔

ازالہ نمبر ۴

ہم بھی مانتے ہیں کہ قرآن ہادی ہے۔ **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِينَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَكْثَرُهُ** (نبی اسرائیل: ۹)۔ بیشک یہ قرآن وہ ہدایت دیتا ہے جو ہائیکل سیدھی ہے۔ لیکن قرآن کی ہدایت دین منت ہے ہادی دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کیونکہ اس کے شارح و حقیق عامل آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ مثلاً قرآن میں صرف نماز پڑھنے کا حکم ہے اس کے احکام کے ہادی آپ ﷺ ہیں وغیرہ من الاوکان۔ لہذا ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ ارض پر آپ ﷺ کو مرکزی ہادی بنایا ہے اور قرآن مجید و بیت اللہ شریف وغیرہ آپ کی وجہ سے ہادی ہیں اگر آپ کو یہ منصب نہ ملتا تو اوروں کے ہادی بننے کا کوئی امکان نہ تھا۔

ازالہ نمبر ۵

الحمد للہ علی احسانہ۔ آپ نے بڑے کھلے دل سے قرآن مجید فرقانِ حید کو ہادی مان لیا ہے اگر آپ اسے ہادی مانتے سے انکار کر دیجے تو کوئی آپ کا کیا بلا دیتا۔ مگر اب یہ بھی مان لیں کہ قرآن پاک ہمارے پیارے رسول پاک علیہ التحیۃ والتسلیم کا قول مبارک ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا **وَيَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ لَّا يُشْرِكُ** (الحاق: ۱) بیشک

یہ (قرآن) ضرور رسول کریم کا قول ہے۔ آپ کے بڑے چچا جناب ابن تیمیہ حنفی م ۷۲۷ھ لکھتے ہیں۔ فقال فی الحاقہ۔ فالرسل ہنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال فی التکوین۔۔۔۔۔ فالرسل ہنا جبریل۔ (التفسیر الکبیر لابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۵۲) یعنی سورۃ الحاقہ میں رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ اور سورۃ التکوین میں رسول سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ نیز اس کے لیے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۴ ص ۱۷۹ ملاحظہ ہو وغیرہ من التفسیر

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس محبوب کا قول اور جس کے وزیر و امین و خادم و رہبان کا قول ہدایت کا سرچشمہ ہے اس محبوب رب کریم کی ذات باریکات علیا تعالیات کی گہر ماری نہیں؟۔ جب آپ ﷺ کا قول حادی ہے تو آپ ﷺ کی حادی ہوئے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ قرآن مجید تمام علوم ظاہری و باطنی دینی و دنیوی و اخروی و ارضی و فنی و بصری و سمعی وغیرہ کا خزانہ ہے جس محبوب خدا علیہ التقدیر والثناء کے قول کا عالم یہ ہے صاحب قول کے علم کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟ یا رسول اللہ ﷺ۔

تو گناہ سے کسی کے نہ گناہ نہ گناہ کا جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ حیرا
ازالہ نمبر ۶

ضمیر واحد جن دو چیزوں کی طرف ماسخ ہوا آپ کے نزدیک وہ دونوں چیزیں ایک چیز ہو جاتی ہیں تو پھر اس آیت کے جواب کا کیا ہے گا؟ وَمَا تَقُولُوا إِلَّا أَنْ أَرْسَلَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَرْسُلُ اللَّهُ فَقَدْ يَسْلَمُ (توبہ: ۷۴) اور ضرر انکا انہیں مگر یہی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل سے فنی کر دیا۔ فضله میں ضمیر واحد۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں کی طرف ماسخ ہے جس لیے اللہ اور رسول کیا ایک ذات کا نام ہے؟۔

ازالہ نمبر ۷

آپ نے ضمیر واحد سے جس تلوں کی راہ دہائی تھی وہ وہاں منتظر ہو گئی ہے۔

اب درج ذیل آجوں کی ضمیر واحد کا فیصلہ کریں اور یہاں بھی خود ساختہ قانون

استعمال کر کے دکھائیں تاکہ پتہ چلے کہ مردوں جنہیں کھنکھ... وَإِذَا دَعَوْا إِلَى الْفِتْنَةِ أُولُوا الْقُرْبَىٰ لَمْ يُجِئُوا بِكَرْهٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْغَافِلِينَ (النور) اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ روگردانی کر لیتا ہے۔ لیحکم میں ہو۔ خمیر واحد بھی ہوتی ہے اور یہاں بھی اس خمیر سے پہلے اللہ و رسول موجود ہیں جس طرح وہاں اس خمیر سے پہلے نور اور کتاب ہیں اور۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (النفال: ۲۴) اے مومنو! اللہ و رسول کے بلائے پر (نوراً) حاضر ہو جاؤ جب تمہیں بلائے اس چیز کی طرف جو تمہیں زندہ کر دے گی۔ اس آیت میں دعا۔ واحد کر غائب کا مفید ہے اور اس میں بھی ہو خمیر مستتر ہے اور اس سے پہلے اللہ اور رسول ہے۔ تو کیا مستدرج بالا دونوں آیتوں کی یہ خمیر بھی یہ ثابت کرے گی کہ اللہ و رسول ایک ہستی کا نام ہے؟ آپ نے نور اور کتاب کو ایک شئی محض خمیر واحد کی وجہ سے کہا تھا اب اپنا سابقہ قانون یہاں لاگو کر کے دکھائیں؟ یا پھر جس طرح اللہ و رسول الگ الگ ہستیوں کے نام ہیں اس طرح نور اور کتاب کو بھی دو چیزیں تسلیم کر لیں۔ شئی بھی واحد کا مفید ہے۔

ازالہ نمبر ۸

ازدوئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا انعام ایک، فضل ایک، فیصلہ ایک بلاوا ایک اس طرح نور اور کتاب کی ہدایت بھی ایک اس لئے خمیر واحد آئی تاکہ معلوم ہو کہ جو ہدایت نور علی اور نبی پاک ﷺ کی ہے وہی ہدایت قرآن مجید کی ہے۔

آگہ دلا حیرے جو میں کا تماشہ دیکھے دیکھ کہہ کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ازالہ نمبر ۹

وہ دلائل و شواہد جن سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی نورانیت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں پس پشت ڈال کر اور اپنے بزرگوں کے نورانیت والے اقوال پر پانی پھیر کر محض اپنی ہمت و دھرمی اور چودھر ہمت والی خند کو اپنے سینے میں ڈال کر قرآن کے لفظ نور سے

قرآن یا اسلام مراد لینا شروع کر دکھا ہے اور اتنا بھی نہ سوچا کہ قرآن آپ ﷺ کا قول مبارک ہے اور رہتی دنیا تک آپ کا چمکا دینا مجزہ ہے اور اسلام آپ ﷺ کی اداؤں کا نام ہے تو جس کے قول و مجزہ اور اداؤں کا نور ہونا محقق ہے اس محبوب کی نورانیت جسمانی و روحانی کا عالم کیا ہوگا؟ آپ کو اس بات سے انکار نہیں کہ قرآن مجید ہر حالت میں نور ہے وہ تختی پر ہو یا کاغذ پر۔ کپڑے پر ہو یا پتھر پر پتے پر ہو یا گتے پر جلد ہو یا محد و مطلق ہو یا مختلف قرآن پاک کا ان حالتوں میں ہونا اس کے نور ہونے کے معنی نہیں تو یہ بھی نکوش ہوش بن لیں کہ صاحب قرآن حبیب خدا تبار دوسرا ﷺ اول الخلق اور مجسم نور بھی ہر حالت میں نور ہیں اور صفات بشریہ کے ظہور کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانیت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ قرآن مجید کو نور ماننے سے پہلے صاحب قرآن محبوب رحمان ﷺ کو نور مان لیں وہ اس لیے کہ کتاب کو پڑھنے سے پہلے دونوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (۱) آگے کا نور (۲) سورج کا نور ان دو میں سے کوئی ایک نور نہیں تو کتاب نہیں پڑھی جاسکتی لہذا قرآن پاک کی تعلیم کیلئے نور علی نور نبی ﷺ کی نورانیت و روشنی کی شدید ضرورت ہے اس کے بغیر قرآن سمجھنا۔ اس خیال است و حال است و جنوں کے مترادف ہے۔

وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے برسوں پہلے کہا تھا۔

نبی خود نور اور قرآن نور نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علی نور
نور و کتاب حضور ﷺ ہیں

امام مکرمہ حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الہی ارحمہ فرماتے ہیں۔

وای مائع من ان يجعل النعتان للرسول صلى الله عليه واله وسلم فانه
نور عظیم لکمال ظہورہ بین الانوار و کتاب مبین حیث انہ جامع الجمع
الاسرار و مظهر الاحکام والا حوال والا خباہتہ جملہ۔ اور کون ہی رکاوٹ ہے
اس بات سے کہ دونوں صفتیں یعنی نور اور کتاب ممکن رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہوں

جلاشبہ انوار کے مابین اپنے کمال ظہور کے لحاظ سے آپ ﷺ ہی نور عظیم ہیں اور آپ ﷺ ہی کتاب مبین ہیں اس حثیت سے کہ آپ ﷺ تمام اسرار اور موز کے جامع ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مظہر آپ ہی ہیں۔ (شرح شفا علی حاشیہ نیم المریض جلد ۱ ص ۱۱۳۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۵ و ص ۲۲۶ روح المعانی تحت آیت)۔

مکمل آیت

سورة المائدة کی مکمل آیت ملاحظہ ہو۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا كِتَابَ اللَّهِ ذِكْرًا** کُنْتُمْ مَشْفُوعُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَمَنْ يُتْلَ عَلَيْهِ مِنْهُ فَقَدْ تَجَدَّدَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ كِتَابٌ شَهِيدٌ ۝ (المائدة) ”اے کتاب والو! ایک آگیا تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپاتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے ایک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نورا اور روشنی کتاب“۔ (الہدیان)

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ تورات و انجیل کے عالم ہیں۔ (۲) آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے ہیں۔ (۳) آپ ﷺ نور ہیں۔ (۴) آپ کی کتاب روشن ہے۔ وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ نور سے مراد حضور ہوں اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا كِتَابَ اللَّهِ** فرمایا ہے تو یہ قرینہ (دلیل) ہے اس پر کہ دونوں جگہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا كِتَابَ اللَّهِ** کا فاعل ایک ہو۔ نور کی حقیقت ہے۔ خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کر دے۔ حضور ﷺ کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ﷺ ہوں۔ (النور ص ۱۳) علامہ آلوسی اور علامہ علی قاری کی توجہ یہ بھی خوب تر ہے کہ کتاب مبین بھی آپ ﷺ کی ذات باہر نکلت ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا۔

روح بھی تو قلم بھی تو حیرا و حیرا کتاب

گنبد آئینہ خیرے محبت میں حجاب

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مِثْلُ نُورِهِ كَمِثْلِ نَارِ فِئْتَا وَضْءٍ
 الْوَضْءِ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ
 شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ تَوْحَدٍ ۚ وَلَا غَرْبُ لَهَا وَلَا رُفُوعٌ ۚ تِلْكَ
 نَارُ اللَّهِ تَسْلُطُ عَلَى نُورِهِ ۚ يَتَذَكَّرُ اللَّهُ نَارُ اللَّهِ ۚ عَنْ قِشَافٍ ۚ
 يَتَذَكَّرُ اللَّهُ ۚ مِثْلُ النَّارِ ۚ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۚ (النور)

”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق
 جس میں چراغ ہو وہ چراغ (شیشہ کے) فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا
 ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا
 جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے وہ بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان
 میں ہے قریب ہے کہ اس کا تیل (آپ ہی) روشن ہو جائے اگر چاہے آگ نہ
 چھوئے نور ہے نور۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں
 کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

(الہدیان فی ترجمۃ القرآن)

اس آیت مبارکہ میں مثل نور سے مراد سورہ کشور رسالت ﷺ کی ذات متورہ
 صفات ہے۔ ذیل میں دلچسپ ملاحظہ ہوں۔

دلیل فقیر ۱: حضرت علامہ امام قاضی میاض (جو سب کے معتمد ہیں) حوالی ۵۵۴ھ
 ارہم فرماتے ہیں۔ حضرت کب احبار (حوالی ۵۳۲ھ) اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ (حوالی ۵۹۵ھ) نے فرمایا۔ سورہہ بقرہ آیت میں مثل نور ہے۔ حضرت عمر مصلیٰ ﷺ کی
 ذات گرامی ہوا ہے۔ (کتاب التلخیص ص ۱۰۔ مطبوعہ دینی کتب خانہ (الحدیث) لبنان)
 دلیل فقیر ۲: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا سینہ مبارک مشکوٰۃ ہے اور آپ کا قلب پاک فانوس ہے اور چراغ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہے وہ شرقی ہے نہ غربی۔ یہودی ہے نہ عیسائی روشن ہے شجرہ مبارک یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور ملی نور ہے یعنی حضرت ابراہیم کا قلب بھی نور اور حضرت محمد ﷺ کا دل مبارک بھی نور ہے۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۴، تفسیر خزائن العرفان ص ۵۶۷۔ تاج کبھی F/۲۷۸)

۵ لیل نمبر ۳: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۳۲ھ سے پوچھا: مثل نورہ کمشکوٰۃ کی تفسیر بتاؤ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا سینہ پاک مشکوٰۃ ہے، زجاجہ آپ ﷺ کا دل مبارک ہے اور مصباح آپ ﷺ کی نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور نور محمد ﷺ کی چمک و نورانیت کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا اعلان نہ فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ نبی ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۵۴۔ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۱، خزائن العرفان)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا جیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا ۵ لیل نمبر ۳: حضرت کل بن عبداللہ مسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۸۳ھ فرماتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین و انوں کا حادی ہے ہر فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کے نور کی مثال جب وہ اصحاب میں تھا تو طاق کی مانند تھا اور مصباح سے آپ کا قلب پاک سرا ہے اور زجاجہ سرکار ﷺ کا سینہ اقدس ہے گویا وہ موتی کی طرح چمک رہا روشن ستارہ ہے کیونکہ وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہے۔ شجرہ مبارک یعنی نور ابراہیمی سے منور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نور کو شجرہ مبارک سے تعبیر کیا اور قریب ہے کہ اس کا تلخ روشن ہو جائے اس سے سرا ہے کہ حضور پر نور و سراپا

نور و نور علی نور علی نور کی نبوت قبل کلام و اعلان لوگوں کے سامنے خود بخود ظاہر ہو جائے۔ (خطاب ج ۱ ص ۱۰ اوسیم الریاض و شرح عقائد القدری ج ۱ ص ۱۰۸ تا ۱۱۳ و ذرنگانی علی السواہب ج ۶ ص ۲۳۸ و ص ۲۳۹۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۷)

دلیل نمبر ۵: علامہ امام ابو طاہر محمد بن یعقوب صاحب القاموس متوفی ۸۱۷ھ درکام فرماتے ہیں۔

مثل نورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اصلاہ آباءہ علی ہذا الوصف۔ مثل نورہ۔ سے حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو نوری۔ غیب پر آپ ﷺ کے آباؤ کی پشتوں میں جلوہ لگن رہا۔ (تویر المعانی من تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

تو قد من شجرة مباركة يقول كان نور محمدی ابراہیم
تو قد من شجرة مباركة يقول كان نور محمد ﷺ

مبارک درخت سے چمکا ہے فرماتے ہیں کہ وہ نور محمد ﷺ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تھا۔ (تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

دلیل نمبر ۶: علامہ اسمین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ اور علامہ اسماعیل حنفی متوفی ۱۱۳ھ درکام فرماتے ہیں۔

روح الامارہ میں ہے (مثل نورہ) نور محمدی ہے اور مشکوٰۃ حضرت آدم علیہ السلام اور زحاجہ حضرت نوح علیہ السلام اور زینون حضرت ابراہیم علیہ السلام و الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (تفسیر حسینی ص ۷۸۰ مطبوعہ تاج کتب و تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۶)۔ استاد محترم شیخ القرآن والدہ عت رکبیں اکتفین و المناظرین علامہ مشکور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام رسول ﷺ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۰۳ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر در مشور ج ۵ ص ۳۸ و ۳۹ اور تفسیر حقانی ج ۵ ص ۲۴۲ کے جوابے بھی آپ ﷺ کی نورانیت کیلئے مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھے ہیں۔ مندرجہ بالا اعلامہ عوامل سے ثابت ہوا کہ اذروئے قرآن مجید حضور سرایا

نور مبین ﷺ کا نور علی نور ہیں۔

دلیل نصیو۷: شیخ الاسلام امام مسجد حرام علامہ علی قادری حنفی ۱۰۱۳ھ اہرام فرماتے ہیں۔ مثل نورہ ائی نور محمد فتور وجہہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی لا یتفک عنہ ساعة فی الیالی والایام۔ مثل نورہ سے حضرت محمد عربی ﷺ کا نور مراد ہے۔ پس آپ ﷺ کے چہرہ انور کا نور ذاتی ہے جو رات دن میں کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوا۔ (تجلی الماسک شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۶)

دلیل نصیو ۸: الشیخ الامام محمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ (مثل نورہ) ائی نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقۃ النور هو الظاهر بنفسه المظہور لغیورہ۔ مثل نورہ سے حضور ﷺ کا نور ہے اور نور کی حقیقت یہ ہے کہ خود ظاہر ہوا اور دوسرے کو ظاہر کر دے۔ (مطالع الاسرار ص ۱۰۴)

اپنے بیکانے سب جانتے ہیں کہ سید العالمین شفیع المذنبین ﷺ کا جسمانی طور ظاہر تھا جس کا نظارہ سب کرتے تھے آپ ہی نے اللہ عز و جل کی ذات و صفات قول و فعل کو ظاہر کر دیا اور قرآن مجید و دین اسلام کی حقیقتوں کو اجالا فرمایا۔ جنت و دوزخ کے پہاں رازوں کو آشکار کیا۔ برزخی احوال، حشر و نشر اور ملائکہ سابقہ و انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات سے آگاہی بخشی، مشکوٰۃ باب الحجرات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی چہرہ کے کو بھیڑیے نے حضور پر نور ﷺ کے بارے میں بتایا۔ وجل فی التخللات بین الحرتین بغیر کرمیما مضی و ما کانن بعد کم۔ ایک محبوب و پناہوں کے درمیان نخلستان مدینہ میں تمہیں ماضی کی خبریں دیتا ہے اور اس کی بھی جو تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ نے پوری کائنات اور خالق کائنات رب تعالیٰ کی ذات کو ایسا ظاہر کیا کہ اب شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ وعلی جمیع الاولیاء و المرسلین الی یوم الدین

مشکل نورہ اور وہابی

دلیل نمبر ۹: وہابیوں کے مستحق مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی۔ اَللّٰهُ تُوْمَرُ الشُّبُوْبِ وَالْاِثْمَیْنِ (انور: 35) کے تحت لکھتے ہیں حضور ﷺ رات کی تاریکی میں اپنے رب عزوجل کو۔ اَنْتَ تُوْمَرُ الشُّبُوْبِ وَالْاِثْمَیْنِ۔ کہہ کر پکارتے اور اپنے کان آگے دل ہر ہر عضو تک ہل ہل میں اس سے نور طلب فرماتے تھے اور آخر بطور خلاصہ فرماتے۔ وَاَعْظَمَ لِيْ نُوْرًا۔ یا "واجعلنی نوراً۔ یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بخادے۔" (تفسیر عثمانی ص ۴۷۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُجِیْبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ (بقرة: 186) قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے۔ (ترجمہ محمود حسن دہلوی) مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سرکار ﷺ کی ہر دعا درجہ اجابت پر پہنچی اور سرکار ابد قرار ﷺ نور علی نور ہیں چنانچہ وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نور خالص بن گئے۔

(امداد سلوک ص ۲۰۱)

وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد (اللھم اجعل فی قلبی نور الی آخرہ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۳۵) کمال حدیث مع ترجمہ لکھنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ حبیب اللہ ﷺ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ حبیب اللہ ص ۱۰۰ سے رزاقہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی کا سوال بردہ بھی فرماتی ہے؟ (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) موصوف کمال حدیث مع ترجمہ لکھنے کے بعد حضرت کعب بن زہیر کے قصیدہ "بانت سعادہ" کا مصرعہ لکھتے ہیں۔

اِنْ الرِّسُوْلَ كُنُوْرٌ لِّسِتْضَاءٍ بِهِ

یعنی رسول اللہ ﷺ نور ہیں آپ ﷺ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

(رحمۃ للعالمین ص ۲۱۹ ج ۳)

دلیل نمبر ۱۰: سولوی حجر کھسکوئی غیر مقلدہ ہائی شکل نور کی تفسیر صحیحاً کہتے ہیں۔

لکن عباس نے کعب احباروں وچہ معاملہ لیا یا
جو نور اللہ دانی محمد سینہ طاق ظہر یا
تے دل اسدا قدیل جو شیشہ اندہ طاق نکایا
تے دیوا نور نبوت دل وچ رکھ نبوت آیا

معلوم ہوا یوحیدی غیر مقلدہ ہائی بھی ہمارے پیارے رسول حبیب خدا مطلوب دوسرا
مقلدہ کو نور مانتے تھے اور آپ ﷺ کی نورانیت کی تمام دلیلوں کو حق تصور کرتے تھے۔
اب آجکل کے دہائیوں کو چاہئے کہ وہ بھی ہمارے پیارے سب کے سب ہمارے نبی کریم علیہ
الرحمۃ والتسلیم کو نور مان کر اپنے بڑوں کی لالچ رکھ لیں اور خدا چھوڑ کر قدرت خدا اور نورانیت
مصلحتی مقلدہ کا سچے دل سے انکار کر لیں ورنہ کہنے والے کہیں گے۔

گرنہ بند برونہ شہرو چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ
آکھ والا تیرے جلوں کا تاشا دیکھے دیدہ گور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
دلیل نمبر ۱۱: قاری محمد طیب رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ زمین کا سورج آفتاب نبوت کو
السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۳۱)
تیسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاحِدًا وَمُنِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَكَاهِنًا ۖ
الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَنَذِيرًا لِلْمُؤْمِنِينَ ۖ (الاحزاب)

”اے نبی کی خبریں قاتلے والے ہم نے آپ ﷺ کو مشاہدہ کرنے والا اور
خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی
طرف اس کے حکم سے جانے والا اور دشمن کرنے والا آفتاب“۔ (المبین)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ہمارے طیب ﷺ کو سات مفتوں سے متصف فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۱: آخری مفت ہے ویراجا شفیقاً۔ اس کا معنی مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے کیا ہے۔ چمکا ہوا چراغ۔ اس کے تحت مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وہابی لکھتے ہیں۔ پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتی ہے یہاں علاوہ دیا کہ وہ اجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا۔ **وَجَعَلَ الْقَمَرَ لَیْلٍ نُورًا وَجَعَلَ النَّهْجَ یَوْمًا** (اللہ تعالیٰ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ ﷺ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نورِ معظم میں محو و غم ہو گئیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۳ حاشیہ نمبر ۱۰) عثمانی صاحب کے نزدیک ہمارے پیارے رسول ﷺ نبوت و ہدایت کے سورج اور نورِ معظم ہیں اور آپ ﷺ کا نور سب پر غالب ہے۔ سبحان اللہ و بحمد سبحان اللہ العظیم۔

دلیل نمبر ۲: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ منیر روشن کرنے والے اور دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر کسی دوسرے کو روشن کرنا انسان کیلئے محال ہوتا تو ذاتِ پاک ﷺ کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آنحضرت ﷺ کو بھی تو اولادِ آدمی میں ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نورِ خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سایہِ دلہا اور طاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔

(ابوابِ سلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۳: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک روشن چراغ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر حالت میں تابان انوار کیلئے سرمایہ ہدایت

ہے۔ (ترجمہ قرآن و مختصر بیان القرآن از مفتاحی صاحب)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبدالمجید دہلوی نے لکھا ہے۔ احقر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ کلمہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تکہ رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتاب اور قصد کو بھی دخل ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۲ ص ۸۵۱)

دلیل نمبر ۵: قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔ سراج کے معنی محض چراغ ہی کے نہیں بلکہ سورج کے بھی آتے ہیں۔ لغت اور تفسیر کے علاوہ اگر میں قرآن پر نظر کی جائے تو اس سے نمایاں طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہاں سراج ضمیر کے معنی آفتاب ہی کیلئے گئے ہیں اور ذات باریکات نبوی ﷺ کو آفتاب ثابت کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں سراج لقب ہی آفتاب کا ہے اور اس نے سورج مراد لیا جانا چاہئے۔

(آفتاب نبوت ص ۲۵)

دلیل نمبر ۶: موصوف لکھتے ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اگر سورج کا مخصوص لقب سراج ہے اور وہی سراج حضور ﷺ کا بھی لقب ہے تو قرآنی اصطلاح کے مطابق حضور ﷺ آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج لکھی آفتاب ہے تو حضور ﷺ بھی آفتاب ہیں۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۷: مہتمم دیوبند لکھتے ہیں۔ الحاصل اولاً لغت سے پھر تفسیر سے اور پھر میں قرآن سے ثابت ہوا کہ سراج ضمیر میں سراج کے معنی آفتاب کے ہیں اور یہاں اس کا مصداق ذات باریکات نبوی ہے تو حضور ﷺ کی ذات اقدس بطاقت لغت و تفسیر و قرآن آفتاب ثابت ہوئی۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۸: قاری صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ آفتاب نبوت کو حق تعالیٰ نے سراج فرما کر اس کا لقب دہان کی بجائے ضمیر ذکر فرمایا۔ جو چاند کی شان ہے۔ چنانچہ چاند کو قرآن میں ضمیر فرمایا۔ (وقصر اعنبر۔ اور الوقصر خود) جن میں روشنی کے ساتھ

خشک بھی ملی ہوئی ہے اس لیے شیر کے متنی ٹھٹھی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی ذات نبوی میں روشنی تو سورج کی ہی ہے جس میں چاند کا سا صیبا پن نہیں کہ ظلمت شب کا نورانہ ہو سکے مگر خشک چاند کی ہی ہے جس میں سورج کی ہی سورش اور تابش نہیں کہ اذیت وہ ثابت ہو جس کا حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور۔ اس سے دونوں آفتابوں کی روشنی و نورانیت کی نوعیتوں کا فرق واضح ہو گیا ہے کہ ایک مادی ہے اور ایک نوری۔ (آفتاب نبوت ص ۲۸)

دلیل نمبر ۱۹: قادی صاحب لکھتے ہیں۔ روحانی آفتاب..... نورانیت کا پیکر ہے..... چنانچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک، جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاویدت نظر آتی ہے بات کرتے وقت ہم حدیث آپ ﷺ کے دانتوں سے نور چھٹتا ہوا نظر آتا تاک مبارک کا نور کی وجہ سے بلند نظر آتا چہرہ مبارک کا چمک دیک میں سورج جیسا محسوس ہوتا ہم حدیث ”کان الشمس تجری فی وجہہ“ گویا آفتاب آپ ﷺ کے چہرے میں گھوم رہا ہے۔ چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی ﷺ کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کے علامات و آثار ہیں کہ یہ روحانی آفتاب ان انوار کے جھوم کی وجہ سے اسی بخزن نور سے مناسبت رکھتا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹ و ص ۳۰) آفتاب نبوت نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے دوسری وہابیوں کی طرح غیر مقلد وہابیوں نے بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو اس آیت کی رو سے روشن چراغ مان لیا ہے۔ دلیل میں ان کے ترجمے بطور دلیل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰: نواب آف غیر مقلد وحید انارمان خیدر آبادی رقم طراز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے والا اور روشن کرنے والا چراغ (حاشیہ نمبر ۷) جس سے کفر و ظلمات کی تاریکیوں میں واضح ہدایت ملتی ہے نور سے مراد وہ روشنی ہے جو شریعت اسلامیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (ترجمہ و تفسیر وحید انارمان ص ۵۰)۔

دلیل نمبر ۱۱: غیر مقلد و پیروں کے امام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا کی طرف جانے والا اور روشنی چراغ بنا کر بھیجا۔ (ترجمہ قرآن ثناء اللہ ص ۵۰)

دلیل نمبر ۱۲: غیر مقلد و پیروں کے محمد ابراہیم لکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں سراج کا لفظ صرف دو ہستیوں کے لئے آیا۔ آفتاب عالمیاب کیلئے جیسے کہ فرمایا۔ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرًا جَاہ (نور) یعنی خدائے تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ نیز (فرقان پ ۱۹ میں) فرمایا۔ ترجمہ۔ یعنی بہت بلند شان والا ہے خدا جس نے بنائے آسمان میں ستارے اور بنایا اس میں چراغ (سورج) اور بنایا چاند روشنی والا۔ اس طرح سورت نباء میں فرمایا (ترجمہ) یعنی نور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکا۔ عربی زبان میں ضمیر لازم بھی ہے اور متعددی بھی۔ لازم کا مفاد یہ ہے کہ وہ روشنی ہے اور متعددی کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینے والا ہے آفتاب کی بھی یہی شان ہے کہ وہ اپنے آپ میں بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی دیتا ہے یعنی ستاروں کو چاند کو اور زمین کو۔ اس طرح حق تعالیٰ نے ذات اقدس آخضور سرور کائنات ﷺ کی نسبت بھی فرمایا یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ شَاهِدًا وَفَعَلْنَا ذُو الْقُرْۤیٰنَیۡنِ اِلَی الشُّعۡبِیۡنَ وَفَعَلْنَا جَاہُزًا مِّنۡ لِّہِمْ (احزاب) یعنی اے بزرگ شان والے نبی ہم نے آپ ﷺ کو اپنی توحید کا شاہد کر کے اور جنت کی خوشخبری دینے والا کر کے اور دوزخ سے ڈرانے والا کر کے اور خدا کی طرف اس کے اذن سے جانے والا کر کے اور روشنی دینے والا آفتاب کر کے بھیجا ہے۔ (سراج خیر ص ۸ و ص ۹)

دلیل نمبر ۱۳: میر صاحب لکھتے ہیں۔ ضمیر معالم میں اس آیت کے ذیل میں کہا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام سراج فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ مانند چراغ کے کہ اس سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ (سراج خیر ص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۴: میر صاحب لکھتے ہیں۔ خدائے آپ ﷺ کی ذات سے شرک کے اندھروں کو آشکار کر دیا اور ہدایت پائی آپ ﷺ سے گمراہوں نے جس طرح کہ

رات کے اندر میرے آنکارا ہوتے ہیں روشن چراغ سے اور راہ دکھائی دیتا ہے۔

(سراجا خیر اس ۱۰)

دلیل نمبر ۱۵: میر صاحب ایک بار پھر لکھتے ہیں۔ امداد کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت سے باطنی ہمیرتوں کی روشنی کو جس طرح کہ چراغ کی روشنی سے ظاہری آنکھوں کو امداد پہنچتی ہے۔ (سراجا خیر اس ۱۶)

دلیل نمبر ۱۶: میر صاحب تہجد پیش کرتے ہیں۔ وافر حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت اور فیض و برکت کو روشن چراغ سے یا آفتاب عالمیت سے تشبیہ کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح جسمانیات و مادیات پر روشن چراغ یا آفتاب کی روشنی پڑتی ہے اور ان پر سے ظلمت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور چیزوں کی اصلیت و حقیقت بغیر کسی قسم کے اشتباہ کے نمایاں ہو جاتی ہے اور دماغ انسانی وحشت و تردد کی حیرانی و سرگردانی سے آرام پاتا ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کے نور نبوت سے شرک و کفر بدعت و ظلمات رسوم جاہلیت و قویات اور نفسانی خواہشات کی کدورتیں اور ظلمتیں دور ہو گئیں۔ آپ ﷺ کے امتیاز میں اصحاب صلاحیت اور ارباب یمن و برکت ہمیشہ قائم رہیں گے جو آنحضرت ﷺ کے انوار قدسیہ سے حسب استعداد ہمراہ امداد ہوتے رہیں گے۔ (سراجا خیر اس ۱۰ اور ص ۱۱)

دلیل نمبر ۱۷: جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ (ترجمہ) اے نبی ﷺ ہم نے تمہیں بھیجا ہے کہ امداد کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ (تفسیر القرآن ج ۳ ص ۱۰۸)

احمد اہلسنت کے حوالے

نور کے منکروں کے حوالوں کے لئے بعد احمد اہلسنت کے حوالے ملاحظہ کریں اور سادہ فہم کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

دلیل نصیو ۱: امام احمد بن محمد الصادق (ع) ۱۲۳ھ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ سراج ہیں آپ ﷺ سے انور کجاہری و باطنی حاصل کئے جاتے ہیں۔

(الصادق علی البلائین ج ۳ ص ۲۶۳ و ج ۴ ص ۳۵۵ حاشیہ نمبر ۲۲)

دلیل نصیو ۲: عارف باللہ امام اسماعیل حقی حنفی ۱۱۳ھ سر اجا سیرا کی پانچویں وجہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ ساری کائنات کے تمام جہانوں کو روشن فرما رہے ہیں جس طرح چراغ ہر طرف سے روشنی نکھرتا ہے نیز آپ ﷺ اپنی ساری امت کو ہر جہت سے منور فرما رہے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۷ و ص ۱۹۸)

دلیل نصیو ۳: موصوف آگے بل کر فرماتے ہیں۔ سیرا کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسے چراغ ہیں آپ ﷺ کی مثل کوئی دوسرا چراغ نہیں ہے کیونکہ دوسرا چراغ کبھی روشن ہوتا ہے اور کبھی بجھ جاتا ہے اور آپ ﷺ اول سے آخر تک روشن ہیں کسی آمدی سے آپ ﷺ کا نور مطلوب نہیں ہوتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: یُرِیْدُونَ أَنْ یُظْلِمُوا النُّورَ الطَّوْبَ لَکُمْ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰلَا اَنْ یُجِیْعَ کُمْ نُوْرُکُمْ وَ کَیْفَ اَکْفِرُوْنَ ۝ (توبہ) ترجمہ: وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا مانا کریں۔ (البیان)

ہر کہ شمع خدا آرزو
شمع کے میرد بسوزد پزدو
کے شود دریا پر زنگ نغن
کے شود خورشید از پف منظم
نور خدا ہے نگر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونگوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

دلیل نصیو ۴: امام موصوف فرماتے ہیں۔ (سراجا سیرا میں) اور دوسرے چراغوں میں

ایک فرق یہ بھی ہے) کہ دوسرے چراغ شب کو روشن ہوتے ہیں اور دن کو انکا نور نہیں ہوتا مگر آپ ﷺ نے دنیا و ظلمت کی شب کو اپنی رحمت کے نور سے روشن کر دیا ہے اور قیامت کے دن کو اپنی شہادت کے نور سے روشن کریں گے۔

شمہ بدینا روشن چراغ افروز شب مہکت زلالہ تاش روز
باز فردا چراغ افروز کہ ازاں جرم حاصیاں سوز

(روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

آپ ﷺ کے چہرے انور نے دنیا روشن کر دی آپ ﷺ کے کرم سے ہماری رات دن بن گئی قیامت کے دن آپ ﷺ کے روشن چراغ سے حاصیوں کے جرم جل جائیں گے۔

دلیل نصیو ۵: کشف الاسرار میں ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے سورج کو چراغ فرمایا اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو سورج فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آسمان کا چراغ ہے اور آپ ﷺ زمین کے۔ وہ دنیا کا چراغ ہے آپ ﷺ دین کے وہ منازل ملک کا چراغ ہے اور آپ ﷺ محافل ملک کے وہ آب و گل کا چراغ ہے اور آپ ﷺ جان و دل کے وہ چراغ خواب سے بیدار کرتا ہے تو آپ ﷺ خواب عدم سے بیدار کر کے عرصہ گاہ وجود میں لے آئے۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹)

از غلطات عدم ماد کہ بخوی بود گر کشدے نور تو شیخ روان حمہ

دلیل نصیو ۶: آپ ﷺ کو (اس آیت میں) شمس یا قمر یا کوکب نہیں کہا گیا بلکہ آپ ﷺ کو سورج یا قمر فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن شمس قمر و کوکب شمع ہو جائیں گے۔ (مختصر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹) اور آپ ﷺ کو کب سے پاک ہیں۔

دلیل نصیو ۷: شیخ الاسلام داکٹر حسین احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے ”سراجا خمیرا“ کا ترجمہ کیا ہے چکا دیکھو وہاں آفتاب اس کے تحت ترجمہ تفسیر ابن عباس سید فہیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ تفسیر خزائن اضرافان میں فرماتے ہیں۔

سراج کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم ہے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں۔ **وَجَعَلْنَا النُّجُومَ سِرَاجًا** (نوح) اور آخراہ کی جلی سورہ میں ہے۔ **وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا** (النبأ: 13) اور درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ ﷺ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کر دیا اور خلق کے لئے معرفت و توحید الہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور خلافت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے ناکہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے حاضر و باضر اور قلوب و ارواح کو نور کیا حقیقت میں آپ ﷺ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالمیاب ہے جس نے ہزاروں آفتاب بنادئے اسی لئے اس کی صفت میں خیر اور شاد فرمایا گیا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۷۶ حاشیہ نمبر ۱۱۳)

عارف باللہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۶ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گئے کہ چراغ ملک طور است ہمہ نور ہا پر تو نور است

دلیل نمبر ۸: کتابی وقت سند اسلمین حضرت علامہ قاضی شامہ اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سماہ سراجا لانہ يستضاء به ويهتدى به آکا السراج يستضاء

به ويهتدى به فی ظلمة الیل یعنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کان ہلساتہ داعیا الی اللہ ویقلیہ وقلاہ کان ہقل

السراج یفلون المؤمنون بالوائہ ویصرون بالوائہ

یعنی آپ ﷺ کا اسم سراج ہے اس لیے کہ آپ ﷺ سے نور اور ہدایت حاصل

کی جاتی ہے۔ آپ زبان نبی رساں سے دہائی تھے اور قلب پاک و کالب شریف

کے لحاظ سے سراج خیر تھے مومن آپ ﷺ کے رنگوں میں رنگ جاتے ہیں اور

آپ ﷺ کے نور سے نور ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۵۴)

دلیل نمبر ۹: ضیاء امت حضرت علامہ سید محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابرقاسم فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب! میں نے تجھے سراپا خیر بنا کر بھیجا ہے ان دو لفظوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر جن انعامات و لطفات کی بارش فرمائی ہے اس کی ہیکر انہوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ آفتاب اور آفتاب بھی عالمیاب روشن اور اتنا روشن کہ دوسروں کو نور و ضیاء کا منبع و مصدر بنادیتے والا۔ اہل دل نے یہاں بہت کچھ لکھا ہے۔ میں فقط عارف ہالہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں فرماتے ہیں۔ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان ہلسانہ داعیاً الی اللہ تعالیٰ وقلوبہ وقلوبہ کان مثل السراج یطلون المؤمنون بالوائتہ ویصورون بانوارہ۔ یعنی حضور ﷺ زبان فیض ترجمان سے تودہائی تھے اور اپنے قلب مبارک اور قالب منور کی وجہ سے سراج خیر تھے اہل ایمان اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور اس کے انوار سے درخشاں دہاں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نور مجسم ﷺ کے انوار سے درخشاں فرما کر دائی حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۸۲)

دلیل نمبر ۱۰: شیخ الامام محمد امجدی القاسمی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ نے سراج رکھا ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کا اسرار شیخ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت روشن آپ ﷺ جو کچھ ساتھ لائے اس سے مومنوں اور عارفوں کے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے نور ہیں اور دوسروں کو منور کردیتے ہیں۔ آپ ﷺ چمک دیک میں سراج کامل ہیں۔ (مطالع اسرار ص ۱۰۳)

دلیل نمبر ۱۱: شیخ ابو عبد اللہ محمد امجدی القاسمی فرماتے ہیں (آپ ﷺ سراج ہیں) اور سراج وہ ہوتا ہے جو محال نور ہو۔ خلاصہ یہ کہ عظمت جہالت آپ ﷺ کی وجہ سے روشن کردی گئیں انوار بھارت نے آپ ﷺ کے نور سے اقتباس کیا۔ (مطالع اسرار ص ۱۰۳)

دلیل نمبر ۱۲: حضور ﷺ کی فکر خیر ہیں جب سے پہلے ان کے نور کو اللہ تعالیٰ نے

پیدا کیا اور آپ ﷺ دوسرے دن کو روشن و منور کرتے ہیں۔ فہو منیر فی نفسہ اول ما خلق اللہ تعالیٰ نورہ و منیر لغيرہ۔ (مکالم السمرات ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۱۳: ہمارے استاد محترم امام الشاطری حضرت علامہ فیضی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔ چونکہ سراج کے خوشفلائی صرف دن کو ہوتی ہے اور قرخیر کی نور افشانی صرف رات کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علی نور منور و خیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں صرف سراج نہ فرمایا اور صرف خیر نہ فرمایا بلکہ سراجا خیرا فرما کر آپ ﷺ کے انوار کی ہر وقت نیاباری کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مقام رسول ص ۲۲۸)

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی

سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قرخیر بھی ہے

دلیل نمبر ۱۴: علامہ امام رانجب امینہانی متوفی ۵۰۲ھ فرماتے ہیں۔ ہر روشنی کو دینے والی چیز کو سراج کہا جاتا ہے۔ (مفردات ص ۲۳۵)

دلیل نمبر ۱۵: امام احمد قسطلانی (شراح بخاری) متوفی ۹۲۳ھ (مواہب اللدنیہ ص ۱۷۱ ج ۳) میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ روشن کرنے میں سراج کاہل ہیں۔ (وہاج) جلانے والے نہیں بلکہ آپ سراج خیر ہیں۔ آپ ﷺ خیر جلانے کے روشن کر دیتے ہیں۔ بخلاف وہاج کے (الانوار المکرمہ ص ۵۵ ص ۵۶)

دلیل نمبر ۱۶: علامہ امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۱۷۱ میں فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا اسم شریف سراج اس لیے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کیے جاتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کئی نہیں آتی۔

(الانوار المکرمہ ص ۵۵)

سراجا خیرا کے جلوے

۱۔ محدث ابن عباسؓ کہہ رہے تھے کہ انہی شخصوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے اور سینے پر اپنا ہاتھ مبارک

بھیرا تو ان کا چہرہ سینہ اتنا روشن ہو گیا کہ وہ جب اندھیرے کمرے میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۵)

۲۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کیلئے نکاحی مانگی جسے دیکھ کر وہ مسلمان ہو جائیں۔ آپ نے کہا۔ یا اللہ اسے نور دیدے۔ تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگا طفیل نے کہا۔ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ شب ہے یا راس کا داغ ہے۔ تو آپ ﷺ نے وہ نور ان کے عصا میں بھیر دیا تو وہ چمکنے لگا صحابہ کرام حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنور (نور والا) کہہ کر پکارتے تھے۔

(خطہ شریف ج ۱ ص ۲۱۶ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۲۷ھ تھیں ان کے وصال کے بعد حضور پر نور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۷ھ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی تو صحابہ کرام انہیں ذوالنورین (دونوں والا) کہتے تھے اور آج تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لقب رہا جسے زین العابدین و امام ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۳۷)

شیخ الاسلام حضرت علامہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ الرحمن نے کیا خوب فرمایا۔

نور کی سرکار سے پایا دو شکار نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جزا نور کا

۳۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں بارش کی وجہ سے نماز عشاء پڑھ لینے کے بعد حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک شاخ گھجھ کی دی اور فرمایا اسے ساتھ لے جاؤ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے مدھنی کرے گی اور جب گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی اسے اٹھا مارا کہ وہ گل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ حضرت قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے تو وہ شاخ ان کیلئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے اور سیاہ چیز کو پایا اور اسے اتکایا کہ وہ گھر سے نکل گئی۔

(کتاب الشفا ج ۱ ص ۲۱۹، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۴۔ حضرت بشر اپنے والد مصاہبہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے بشر کے سر اور چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک بھیرا اور اسے دعا دی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا اثر یہ ہوا کہ ان کا چہرہ چاندی کی طرح چمکنے لگا اور جس بیمار پر اپنا ہاتھ بھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۴)

۵۔ ابو محسن بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ نمازیں سرکار ﷺ کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے پھر وہ بنو حارثہ کی طرف ٹوٹ جاتے تھے وہ ایک بارش والی اندھیری رات میں ڈالپن جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لامخی روشن ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ بنو حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ عن ابی اکرم والہیجی و ابی نعیم)

۶۔ بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابی آپ ﷺ کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے۔ ان دونوں کی کھڑیاں روشنیوں کی مانند روشن تھیں جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل ان کے ساتھ رہی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

۷۔ ابن سعد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ ابو نعیم و ابی نعیم نے من و دجاؤ فر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمار بن بشر اور حضرت اسید بن حمیر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہے اور کچھ عمارت گزارنے کے بعد وہاں لوٹنے لگے رات سخت اندھیری تھی اور ان کے ہاتھوں میں لامپیاں تھیں ان دونوں کے لیے ایک لامخی روشن ہو گئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب ان دونوں کے راستے بدلے تو دوسرے کی

لاٹھی بھی روشنی ہو گئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کر گھر پہنچ گیا۔

(مشکوٰۃ شریف الہدایۃ والنبایۃ ج ۶ ص ۱۵۲ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ و ۸۱)

۸۔ امام ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر فاروقؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ رات آگئی پھر یہ دونوں مردانہ ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے رات اندھیری تھی ان کے پاس ایک عصا تھا تو وہ روشن ہو گیا اور ان پر نور تھا یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۹۔ بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی و ابو نعیم نے عزہ و سلمیٰ سے روایت بیان کی انہوں نے بتایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے اور اندھیری رات میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری اٹھکیاں روشن ہو گئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان جمع کر کے سوار ہوئے پر لا دلیا اور ہماری کوئی چیز گم نہ ہوئی اور میری اٹھکیاں روشنی دیتی رہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ والہدایۃ والنبایۃ ج ۶ ص ۱۵۲)

۱۰۔ ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علیہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پیلو میں شب بھر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ ﷺ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی پھر میں نے آپ ﷺ کی آواز سنی کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی وضو کر کے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی آپ ﷺ نے رات کو جس قدر اللہ نے چاہا دعا فرمائی پس آیا ایک نور جس نے سارے گھر کو روشن کر دیا وہ نور ماشاء اللہ ٹھہرا۔ پھر وہ چلا گیا آپ ﷺ دعا مانگتے گئے تو دوبارہ نور آ گیا جس کی روشنی پہلے سے زیادہ تھی اگر میں رات کے دالے کو چٹا چاہتی تو ایک ایک کر کے جن لیتی۔ پھر وہ نور چلا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا نور تھا؟ جسے میں نے دیکھا فرمایا: اے عائشہ کیا تم نے نور

دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرمادی میں نے اس کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا پھر میں نے بقیہ امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے دوسری تہائی عطا فرمادی پھر میں نے تیسری تہائی کا سوال اٹھایا اس نے مجھے وہ بھی عطا فرمادی میں نے اس کی حمد بیان کی اور شکر یہ بجا لایا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۱۱۔ حاکم نے صحیح فرمایا کہ ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی افتاء میں نماز مشاء ادا کر رہے تھے آپ ﷺ جب بھدے میں جاتے تو امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اچھل کر آپ ﷺ کی پشت پاک پر آ جاتے آپ ﷺ جب بھدے سے سر اٹھاتے تو انہیں خزی کے ساتھ اتار دیتے نماز پڑھ لینے کے بعد ایک کو ادھر اور دوسرے کو ادھر کر دیا میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں انہیں ان کی امی کے پاس پہنچا دوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور چمکا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس کی روشنی میں اپنے گھر چلے گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۲۳، البدیع و التلخیص ج ۶ ص ۱۵۲ و ج ۸ ص ۲۰۷)

۱۲۔ امام ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ پھر آسمان سے ایک نور چمکا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روشنی میں چل کر اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

کی کتنی کوششیں کی گئیں، یہودیت، عیسائیت اور شرک و کفر نے سر جوڑ کر علاقہ مقابلے بھی کئے اور سازشوں کے خطرناک جال بھی بچھائے لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفوی ﷺ کے آفتاب جہاں ناپ کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

(ضیاء القرآن، ص ۲، ج ۱۹۹)

دلیل نمبر ۴: الامام الشیخ محمد السہدی القاسمی فرماتے ہیں۔ فہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اللہ الذی لا یطفأ وبہابی اللہ الان یم نورہ۔ حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ نور ہیں جو بجھائے نہیں جاسکتے اور اللہ تعالیٰ نہیں ماننا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پایہ تحجیل تک پہنچائے گا۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۲)

دلیل نمبر ۵: استاذ العلماء مناظر اسلام علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ خاتم الحافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ کی تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۳۱ اور علامہ امام شہاب الدین خفائی متوفی ۱۰۶۹ھ کی تفسیر المریض ج ۲ ص ۳۹۶ اور علامہ امام محمد بن عبدالحق متوفی ۱۱۲۲ھ کی درقانی علی المصابہ ج ۳ ص ۱۳۹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں نور سے حضور پر نور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ (مقام رسول ص ۲۲۸) وحید الزمان غیر مقلد کی تائید

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا دین یا ظہری کو اپنے منہ سے جھوٹی باتیں بنا کر بجا دیں اور اللہ تو ماننے والا نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے کہ کافر برا مانیں۔ (ترجمہ قرآن وحید الزمان)

پانچویں آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُظْهِرُوْا اَلْکُوْفَہُ بِالْکُوْفِ اِیْہُمْ وَاللّٰهُ مُصِیْطٌ لِّہُمْ ۝۱۶ وَلَوْ کُوْہُ الْکُوْفِرُوْنَ ۝۱۷ (الصف) ”وہ اپنے منہ سے (چھوٹیں بارگاہ) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا مانائیں۔“

(الہدیان) اس آیت میں بھی نور سے مراد ذات باریکات سرور کائنات ﷺ ہے۔ کیونکہ کافر خلافت کے گناہ کو پھر اندھیرے میں زندگی بسر کرنا معراج حیات تصور کرتے تھے اور نور نبوت کی تاب نہ لا کر شہرہ چشم بن جاتے تھے نور نبوت کو بجھانے کیلئے ہر قسم کے پاؤں بچتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ظلم عزائم کا پردہ چاک فرما کر انہیں متنبہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمائے گا۔ یعنی چاروں رنگ عالم کو اس سے روشن و منور کر دے گا۔ یعنی

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھر کون سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دلیل نصیر ۱: علامہ امام احمد بن محمد صادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں۔ آیت میں نور سے مراد قرآن مجید ہے قلیل ہو القرآن اور اسلام ہے۔ وقیل الاسلام اور حضرت محمد رسول ﷺ ہیں۔ قلیل محمد ﷺ (تفسیر صادی علی الجلالین ج ۳ ص ۱۹۲)

دلیل نصیر ۲: امام صادی فرماتے ہیں۔ ۳۰ دن وہی نہ آئی تو کعب بن اشرف نے یہودیوں سے کہا ابشروا فقد اطفاء اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے نور کو بجھا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا ناگوار کر دیا اور فرمایا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی اسے پوری دنیا میں پھیلانے والا ہے۔ (صادی علی الجلالین ج ۳ ص ۱۹۲)

دلیل نصیر ۳: مفسر قرآن حضرت علامہ حسین اکاشی متوفی ۹۱۰ھ قاسم فرماتے ہیں۔ آیت معراج ہالہ میں نور اللہ سے مراد اللہ کا دین و کتاب ہے یا نور خدا و رسول اللہ ﷺ۔ (تفسیر حسینی ص ۱۳۶۲)

دلیل نصیر ۴: استاد العلماء والناظرین علامہ فیضی صاحب رحمۃ اللہ ارتقا فرماتے ہیں۔ ملاحظی کاری (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا ہے قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور (ﷺ) ہیں۔

(بحوالہ المرقاں المکتبی احمد یا رخان مقام رسول ص ۲۳۹)

دلیل نمبر ۵: فقیر الی اللہ القدر سراج احمد سعیدی قادری خضر اللہ الذب الہی والہی اہل قرآن کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ سورہ توبہ آیت نمبر ۳۲ جو مندرجہ بالا آیت سے پہلے مع تفاسیر درج ہے اس سے قبل قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور اس کے بعد ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ذکر مبارک ہے اور سورہ الخف آیت ۸ جس کا ذکر ہو رہا ہے اس سے قبل حضرت یحییٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے میلاد کی بشارت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد وہی آیت ہے جو سورہ توبہ میں بھی ہے اور سرکارِ ابد قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مع ہدی و دین حق کا ذکر ہے خلاصہ یہ کہ سیاق و سباق کی روشنی میں فوراً اللہ سے مراد حبیب خدا ﷺ ہیں۔ وہابیوں کی تائید

دیوبندیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں۔ منکر پڑے برامانا کریں۔ اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ مشیت الہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ہیسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک رہا کر بھانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے۔ (حمید) شاید۔ ہاؤا جم "کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرتا ہو کہ بشارات کے انکار و انفاء کے لئے جو جھوٹی باتیں دیتے ہیں وہ وہ کامیاب ہو نہ پائی نہیں ہزار کوشش کریں کہ قلعہ آپ نہیں ہیں لیکن اللہ مٹا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۳۲۔ ف ۶)

۲۔ نواب آف غیر مقلد جناب وحید الرحمن وہابی لکھتے ہیں۔ ایسے (کافر) لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا اسلام یا حضرت محمد ﷺ کو بھادریں اور اللہ تعالیٰ تو اپنا نور پورا کر کے رہے گا کہ کافر براماناں۔ (ترجمہ قرآن وحید الرحمن ص ۶۵۹)

ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول حبیب خدا اشرف انبیاء ﷺ مکمل نور ہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کا دین و شرع متین اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید فرقانِ حمید سب نور ہیں۔ ان میں سے کسی ایک چیز کی

دلیل نمبر ۲: علامہ امام حسین الکاشفی حنفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں۔ از امام جعفر صادق رحمہ اللہ روایت کہ مراد از ستارہ وجود محمد است کہ فرو آید از آسمان شب معراج۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مسود ہے جب آپ ﷺ شب معراج آسمان سے اترے۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۳: لباب میں ہے کہ النجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مبارک ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ از عموی ہرود متنی اخذ متوالان کرد۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵) حنفی کے کے دو متنی ہوتے ہیں چڑھنا بھی اور اترنا بھی۔

دلیل نمبر ۴: متفقین علماء کے نزدیک نجم سے حضور ﷺ کے دل پاک کی قسم ہے جو ملک توحید پر ماسوی اللہ سے الگ تھک جلوہ گرفتار۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۵: امام احمد بن محمد الصادق المالکی حنفی ۱۲۳۱ھ ارقام فرماتے ہیں۔ النجم سے حضرت محمد ﷺ کی ذات پاک مراد ہے اور عموی کا معنی ہے نزل من المعراج۔ آپ ﷺ جب معراج سے تشریف لائے۔ (الصادق علی الجلالین ج ۲ ص ۱۲۹)

دلیل نمبر ۶: علامہ امام شیخ اسماعیل حنفی حنفی ۱۱۳۷ھ فرماتے ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب آپ معراج سے تشریف لائے حنفی سے بھی مراد ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۱۱)

دلیل نمبر ۷: کئی دقت علامہ ثناء اللہ حنفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں۔ وقال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی مجتہد صلی اللہ والہ وسلم اذا نزل من السماء ليلة المعراج والہوی النزول۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۱۰۳) ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۸: شیخ الاسلام المسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ (حنفی ۱۳۴۰ھ) والنجم (کا قوس) (انجم) کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس بیارے چکے تارے محمد ﷺ کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (کنز الدیان ص ۸۳)

دلیل نمبر ۹: صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین حقانیؒ ۶/۱۳۷۷ھ ارقام فرماتے ہیں۔
 سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی کہ انجم سے مراد ہے
 ذات گرامی ہادی برحق سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی۔ (خاتون خزانہ العرقان ص ۷۸۳)
دلیل نمبر ۱۰: علامہ افسر بن حضرت علامہ سید محمد کرم شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ امام
 آلوی حقانیؒ ۱۰/۱۳۷۷ھ کی تفسیر روح المعانی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت امام
 جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یعنی انجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ علیہ السلام
 اقیہ والثناء ہے۔ (افاق حوی)۔ سے مراد حضور ﷺ کا شب معراج آسمان سے وہاں
 زمین پر نزول فرماتا ہے۔ اس کے بعد آلوی فرماتے ہیں کہ (افاق حوی) سے یہ مراد لینا
 بھی جائز ہے کہ حضور ﷺ کا شب معراج وہاں تک مروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم
 ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر فیما القرآن ج ۵ ص ۹)

دلیل نمبر ۱۱: علامہ امام قاضی میاض علیہ الرحمہ (حقانی ۵۵۳۳ھ) ارقام فرماتے
 ہیں۔ امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ انجم کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ حضرت محمد
 ﷺ ہیں۔ ہوئی۔ کے معنی وہ انوار سے کشادہ یعنی لبریز ہو کر کھل گیا اور فرمایا کہ غیر اللہ
 سے جدا ہو گیا (یعنی خالق کی بارگاہ میں پہنچ گیا)۔ (کتاب الشفاعة ج ۱ ص ۲۱ و ص ۲۳)

دلیل نمبر ۱۲: علامہ امام محمد امجدی القاسمی فرماتے ہیں۔ (انجم) (افاق حوی) اللہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مطالع الاسرار ص ۱۱۸) شیخ المحققین علامہ منظور احمد
 فیضی علیہ الرحمہ نے شرح فقا القاری والفتاویٰ ج ۱ ص ۲۰۱ و ص ۲۱۴ اور المصاحب للندوی
 للعلامة ج ۱ ص ۲۱۴ و ص ۲۱۵ کے حوالے بھی نقل فرماتے ہیں یعنی ۱۵ دلیلوں و
 حوالوں سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں انجم اور حوی سے مراد حضور اکرم ﷺ کی
 ذات اقدس والہمہ ہے۔

کیا خبر تھے سارے کلمے چپ کے
 پر خدا ڈوبے آدھ ڈوبا گیا نبی ﷺ

لامکان تک اجالا ہے جس کا
ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
اپنے مویٰ کا بکرا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
عرش و کرسی کی تھیں جلوہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شیخ وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر)

”قسم فجر کی اور دس راتوں کی“۔ (البیان) علامہ امام قاضی میاض اندلسی متوفی ۵۴۳ھ فرماتے ہیں۔

قال ابن عطاء فی قوله تعالى والفجر وليل عشر الفجر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لان منه فجر الايمان ترجمہ۔ امام ابن عطاء۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ فجر سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ایمان (کا نور) پھوٹ کر نکلتا ہے۔ (کتاب الشفا ص ۲۲) ایمان کے نور ہونے میں شہید کی کچھ گچائش نہیں اور مرکز ایمان و منبع ایمان و معطی ایمان حضور پر نور ﷺ کی ذات باریکات ہے لہذا آپ ﷺ بھی نور ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے۔

روح ایمان منور قرآن جان دین ہست حب رحمة للعالمین

اصطلاح عام میں فجر اس وقت کو کہتے ہیں جس میں سورج کے طلوع ہونے کی وجہ سے روشنی پھیل رہی ہو اور فجر کا معنی ہوتا ہے صبح سویرا نور کا ناز کا اسحر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان کی صحیح دوسرا دایمان کے نور کا ذکر کا ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے شہر کو بھی دارالایمان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ **وَ الَّذِي يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَلَّا يَتَذَكَّرُ اَوْ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَتَذَكَّرُ** (الحشر: 9) اور جو لوگ مہاجرین (کے آنے) سے پہلے (ہی) دارالکفر اور دارالایمان (مدینہ طیبہ) میں مقیم ہو گئے اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ (البیان) یعنی ایمان کا نور آپ ﷺ سے ظاہر ہوا ہے اس لیے آپ کے شہر مبارک کو دارالایمان کی عظیم مفت سے متصف کیا گیا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لیلا: القدر میں مطلع الفجر حق مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لہذا الفجر بھی حضور ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ظاہر ہونے والے نور
ایمان نور ہدایت کی قسم فرما کر آپ کی نورانیت ہو دیا کر دی۔
آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔ **وَالنَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿١٠﴾ وَ مَا أَدْرَاكَ مَا**
النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿١٠﴾ (الماروق)

”قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور آپ ﷺ نے کیا سمجھا وہ
رات کو آنے والا کیا ہے۔ نہایت روشن تارا۔“ (البیان)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی
ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۱۷) قرآن مجید کی مستدرجہ بالا آیت میں **النَّجْمُ الثَّاقِبُ** سے
حضور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ چنانچہ ہر کتب فکر کے مستند محدث حضرت علامہ امام
فاضل میاں اندلسی حوتی ۵۳۳ھ اپنی مشہور ذابہ مقبول ترین تصنیف یعنی کتاب الشفا ص ۲۳
میں فرماتے ہیں **النَّجْمُ الثَّاقِبُ** ان النجوم هنا ايضاً محمد صلى الله عليه
وسلم۔ اس آیت میں بھی النجوم سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ پھر فرماتے
ہیں کہ امام سلمیٰ نے روایت فرمایا ہے کہ مستدرجہ بالا آیات کریمہ حضور ﷺ کے فضل و

شرف بیان کرنے میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ کوئی حدود و غیرا نہیں محدود و محدود نہیں کر سکا۔
 (فتاویٰ شریف ج ۱ ص ۲۳) استاذ العلماء دنا غرا عظم علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
 اپنی مقبول عرب و غم کتاب مقام رسول (مجلد اول) ص ۲۳۰ میں مندرجہ بالا آیات کے
 تحت فتاویٰ شریف کی دو شرحوں یعنی جیم الریاض و شرح فتاویٰ لشاری ج ۱ ص ۲۱۵ و جلد ۲
 ص ۳۹۸ کے حوالے بھی لکھے ہیں۔ شیخ الامام محمد امجدی القاسمی فرماتے ہیں۔ وحکی
 ابو عبد الرحمن السلمی فی قوله النجم الثاقب انه ایضا مجمد صلی اللہ
 علیہ وسلم۔ یعنی امام ابو عبد الرحمن نے روایت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان
 النجم الثاقب۔ میں بھی حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔ (مطالع السرات ص ۱۱۸)
 نویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَالْقَنُوسِ وَصُفْحَانِ (النس)

”قسم سورج کی اور اس کی چمک کی“۔ (الہدیان) مندرجہ بالا آیت میں جس سے
 مراد ہمارے رسول ﷺ کا قلب مبارک ہے اور ضحیٰ سے مراد نور نبوت ہے یعنی
 آپ ﷺ کی ذات بھی نور ہے اور آپ ﷺ کی صفات بھی نور ہیں چنانچہ ہر فرق کے
 استاذ و معتمد حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ متوفی ۱۳۳۹ھ فرماتے ہیں۔ وَ
 الْقَنُوسِ یعنی قسم بخورم بافتاب کہ مثال دل ظہیر زمان است وَ صُفْحَانِ۔ یعنی قسم بخورم
 بشارع آنگہ مثال اشراق نور نبوت است۔ برکل مخلوقات۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۱۸۸)
 وَالْقَنُوسِ میں اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی قسم فرمائی جو حضور ﷺ کے دل کی مثال ہے
 اور۔ وَ صُفْحَانِ۔ میں اس کی شوارع کی قسم فرمائی اس کی مثال نور نبوت کی روشنی کی ہے کل
 مخلوقات پر۔ حضرت علیر سیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائی ہیں۔ حضور پر نور ﷺ کی
 ذات پاک پر ہر دن جس کے نور کی طرح نور نازل ہوتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین
 ص ۲۵۶) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور
 ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ ﷺ جب سورج کے سامنے ظہیر تے تو آپ ﷺ کی روشنی

سورج کی روشنی پر غالب رات کی اور جب آپ ﷺ سراج کے سامنے ہوتے تو آپ کی روشنی اس پر غالب آ جاتی۔ (المواہب اللدنیہ، ج ۳۰) حوالوں کی تفصیل مقام رسول ص ۲۳۹ پر دیکھیں)

ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ذیشان ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ کان الشمس تجری فی وجهہ۔ گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں گھوم رہا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۳۰ از وہابیہ)

امام ابو نعیم سید وعاظ الصدوق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللآفاق شمس وشمسی غیر من شمس السماء
لان الشمس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء
”ایک تارا سورج ہے اور ایک جہان دالوں کا۔ میرا سورج آسمانی سورج سے
بہتر ہے۔ کیونکہ دو فجر کے بعد ابھرتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد۔ ام
امامین ایک اور مقام پر فرماتی ہیں۔“

متی ید فی الداجی البہیم جینہ یلح مثل مصباح الدجی المتولد
فمن کان اومن لیدیكون کا حمد نظام لحق اونکال لملحد
”اندھیری رات میں ان کی پوشائی نظر آتی ہے وہ اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن
چراغ۔ احمد بن حنبل ﷺ جیسا کون تھا اور کون ہوگا نظام حق قائم کرنے والا اٹھوں کو
میرت دیجے والا۔“

اور اسی نے کیا خوب شعر بھی فرمائی ہے۔

انت شمس انت قمر انت نور فوق نور

انت لاشک محمد انت مصباح الصدور

”یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ شمس ہیں آپ ﷺ قمر ہیں آپ ﷺ نور علی نور ہیں

یہ کہ آپ محمد ﷺ ہیں آپ سینوں کا چراغ ہیں۔“

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی

جگ تو یہ ہے کہ روئے یارِ شمس بھی ہے قریب بھی ہے

علامہ امام عبدالرحمان چاہی نقشبندی متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں۔

والنفس کناہت یروا روئے محمد ﷺ

والل اشارت کنوا روئے محمد ﷺ

(مقام رسول ص ۲۳۱)

”والنفس کا مطلب ہے روئے محمد ﷺ والل اشارت کی زلفوں کیلئے اشارہ ہے۔“

منشی غلام حسن شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں۔

والنفس چہ باشد صفت وجہ شرفش

والل چہ باشد صفت روئے محمد ﷺ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ)

فرماتے ہیں۔

ہے کلام الہی میں شمس و چنی تیرے چہرہ نورِ خزا کی قسم

قسم شب چہر میں راز یہ تھا کہ حبیب کی دلف دوتا کی قسم

وہ ایمان و یو بند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی متوفی ۱۳۱۷ھ فرماتے ہیں۔

ذاتِ احمد ہے وہ بحرِ نیکر میں جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان ذاتِ پاک احمد ہے

والنفس والل جس کے پیڑھے ہیں سارے کونیاں (کلیات امداد یہ ص ۱۳۸)

دسویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ لَیُّ وَ الْاَیُّ لَیُّ وَ الْاَیُّ لَیُّ (الغنی)

”قسم چاشت کی اوصاف کی جب وہ (تاریکی کا) پردہ ڈالتے۔“ (ایمان)

امام المفسرین علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۹۶ میں فرماتے ہیں کہ الضحیٰ سے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس مراد ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی ذلف عترین مراد ہے (مقام رسول ص ۲۳۱) علامہ حسین اکاشی متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں۔ اشارۃً است بردشنی روئے محمدی ﷺ و کنایت است از سیای موئے و الضحیٰ سے روئے محمدی ﷺ کی روشنی کی طرف اشارہ ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی ذلفوں کی سیای مراد ہے۔

(تفسیر حسینی ص ۱۳۸۴)

عارف باللہ علامہ اسماعیل حق متوفی ۱۱۲۷ھ نے بھی تفسیر مندرجہ بالا کو نقل فرمایا ہے (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۴۵۴) مولا المفسرین حضرت شاہ مہدی اعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں۔ مراد از ضحیٰ روئے عظیم است ﷺ و از یل موئے روئے سیای چہوں شب ست۔ ضحیٰ سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ تابان ہے اور یل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عترین ہیں جو سیای میں رات کی مانند ہیں۔

(تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۷)

صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مفسرین نے فرمایا (ضحیٰ) چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور (لیل) شب کنایت ہے آپ ﷺ کے گیسوئے عترین سے (ﷺ)۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۵۳ ف ۳) فاضل اجل حضرت علامہ سید محمد کریم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ضحیٰ سے مراد حضور ﷺ کی دلاوت کا دن ہے اور یل سے شب معراج مراد ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد حضور پر نور ﷺ کا رخ آگور ہے اور یل سے ذلف عترین اور بعض نے فرمایا کہ ضحیٰ سے مراد نور علم ہے عجا غیب ﷺ کو دیا گیا تھا جس کے سبب سے عالم غیب کے غلی اسرار بے غلاب اور مختلف ہوئے اور یل سے مراد آپ ﷺ کا محمود و گزرا کا طہن ہے جس سے امت کے عیبوں کو ادا حاب دیا۔ بعض

علماء کا ارشاد ہے کہ دن سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں جن سے مخلوق آگاہ ہے اور رات سے مراد آپ ﷺ کے احوال باطن ہیں جن کو عظام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۵۸۶)

علامہ حسین الکاظمی اور علامہ اسماعیل حتی نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے۔

والغنی رزے رزے ہم چہاہ مصطفیٰ است

معنی والیل کیسے سیاہ مصطفیٰ است

(تفسیر حسینی و روح البیان)

حضرت خواجہ قاضی غلام حسین شہید متوفی ۱۳۶۵ھ فرماتے ہیں۔

اے کہ زلف سیاہ حضرت والیل

وے روئے تو والغنی ملک اصلا

اے کہ شرح والغنی آمد جمال روئے تو

کتہ والیل وصف زلف خیر ہوئے تو

(دیوان حسن مقام رسول)

گیارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَئِذَا خَرَبْتُمْ عُيُوْنَكُمْ مِنْ اَلْأَعْيُنِ ۝ (الغنی) ”اور بے شک

(یہ) کچھلی (گھڑی) آپ کیلے کھلی سے بہتر ہے۔“ (البیان) امام فخر الدین رازی رحمت

اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۹۸ میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح

العزیز پ ۳۰ ص ۲۸ ہر کام فرماتے ہیں یعنی اور الہد ہر حالت آخر بہتر ہوگی آپ کے پہلے

معاہد سے تاکہ آپ ﷺ کی بشریت کا اصلا وجود نہ رہے اور غلبہ نور حق آپ ﷺ پر علی

کمال الدوام حاصل رہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ حبیب

خدا ﷺ بلا شبہ نور ہیں گرچہ ہمارے بشریت میں لمبوں ہو کر آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کی انورانیت کو ہو گیا کرتے کیلئے قرآن مجید کی آیتیں نازل فرما کر اہل ایمان کی

رضائی فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کا ہرگز انکار نہ کریں اور آپ ﷺ کی دونوں مشقوں یعنی نور و بشر کو مان کر اپنا ایمان مستحکم کریں۔

صحابہ کرام و ائمہ اعلام کا عقیدہ

وہابی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو نور ماننے کا عقیدہ بریلویوں نے گھڑ لیا ہے اسلام میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو نور ماننے والے مشرک ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی نور اور رسول ﷺ بھی نور۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ بچارے علم و عقل سے بیحد خود ملائکہ کو حوروں کو سورج کو چاند ستاروں کو نور ماننے ہیں اور اپنی آنکھوں میں نور تسلیم کرتے ہیں مگر سرورِ کسور رسالت ﷺ کو نور ماننے سے انہیں شرک کا درد نہ چھوٹتا ہے۔ جس کا اثر اگلے درجے میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ حالانکہ وہ بیچوں کے بیٹھنا اور دوج بندی وہابی وغیرہ مقلد وہابی بھی حضور ﷺ کا نور جسم نور تسلیم کرتے تھے۔ (کما سر) اور اسے اسلامی عقیدہ قرار دیتے تھے اب ہم صحابہ کرام و صحابیات کے چند حوالے پیش کر کے اہل اسلام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ عقیدہ صحابہ کرام تابعین ائمہ مسلمین سے ثابت ہے وہ سب آپ ﷺ کو نور جسم ماننے تھے۔ چنانچہ حضرت سفید بت عہدِ مطلب صحابہ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

دلیل نصیر ۱: بی بی سفید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ آپ ﷺ سجدہ ریز تھے سجدہ سے سر اٹھایا تو صبح و بلیغ زبان میں فرمایا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ آپ کے چہرہ انور کے نور سے گھر منور و روشن ہو گیا۔ (چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی) آپ ﷺ کو تنہا لانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ ﷺ غلیب و طاہر پاک و صاف پیدا ہوئے آپ ﷺ جن جن و ناف بریدہ تشریف لائے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ﷺ) (شواہد النبیۃ ص ۵۶)

دلیل نصیر ۲: حضرت حکیم بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بتایا کہ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات میں حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، میں گھر میں ہر طرف نور ہی نور دیکھتی تھی، ستارے قریب تر ہو رہے تھے حتیٰ کہ ان کے گرنے کا گمان ہونے لگا جب حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے ہر شے روشن ہو گئی اور میں نے نور کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

(دلائل النبوة ج ۱ ص ۱۱۱ امام بیہقی و دلائل النبوة ج ۱ ص ۱۳۵ امام ابوالفہیم طبرانی و ابن عساکر خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۵)

دلیل نمبر ۳: حضرت عباس بن ساریہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اوقات حین وضعہ نوراً اضیاءت لہ قصور الشام۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا جس سے ان پر شام کے مَخْلَاطِ روشن ہو گئے۔ (روایت کیا اس کو احمد بن زبیر طبرانی حاکم بیہقی اور ابوالفہیم نے خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶ ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا ہوا جس سے شرق و مغرب کے اُعدا کی ہر چیز روشن ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۵: حضرت ابو الجہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا ہوا جس سے اُعدا کے مَخْلَاطِ روشن ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۶: بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت کی رات نور دیکھا جس سے شام کے مَخْلَاطِ روشن ہو گئے اور میں نے انہیں دیکھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۷: بنی سعد کی مرضہ (یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں بوقت ولادت میرے بطن سے ایک شعاع ظاہر ہوئی جس سے ساری زمین روشن ہو گئی اور میں نے شام کے محل دیکھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۸: حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۹: حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن قتیبہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ میرے شکم سے شہاب (نور) برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہو گئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۶)

دلیل نمبر ۱۰: حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ مکہ پر غلبت چھا گئی کہ اپنا اٹھ نظر نہ آتا۔ پھر اچانک چاہ زمزم سے نور ظاہر ہوا وہ نور آسمان کی طرف بلند ہو کر بیت اللہ کو منور کرنے لگا اور سارے مکے کو چھ نور چلایا۔ نخلستان مدینہ بھی اس سے منور ہو گیا۔ خالد نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا انہوں نے کہا یہ نور نبی عبدالمطلب میں ظاہر ہوگا۔ دار قطنی اور ابن مساکر نے روایت کی کہ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ خواب حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یا خالد انا واللہ ذلک النور و انا رسول اللہ فاسلم۔ اے خالد اللہ تعالیٰ کی قسم وہ نور میں ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو نور مان کر اور رسول تسلیم کر کے ایمان کی دولت حاصل کی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۲) عن ابن سعد اللواتی لابن جوزی ج ۱ ص ۸۰ (۸۱)

دلیل نمبر ۱۱: حضرت حمید بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی تھیں جس روز سے ہم نے

آپ ﷺ کو اپنی خوش میں لایا، ہمیں کبھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ پڑی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی حاجت ہوتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت و چمک سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۳)

دلیل نصیہ ۱۲: ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوقت سحری رہی تھیں تو ان کے ہات سے سوئی گر گئی اسے تلاش کیا نہ ملی حضور اکرم نور مجسم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ نور کے شعلے سے سوئی مل گئی۔ اللہ رب۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲ مشاہد المصنف - احمد علی کبیری)

دلیل نصیہ ۱۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ اذاکلم راعی کائنات یمخرج من بین ثنایہا۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔ (شکل ترمذی ص ۲) خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲ قال السیوطی اخرج الدرای والبیہقی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر قال ثنا ابو یوسف الکاف ذاک۔ (مقام رسول ص ۲۳۳)

دلیل نصیہ ۱۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا آپ کے درخشاں نہادک میں سورج تیر رہا ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶ کتاب الشفاء ج ۱ ص ۳۹ ابن حبان ج ۹ ص ۷۴)

دلیل نصیہ ۱۵: حضرت عبداللہ بن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور چودہ درجہات کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔ (فتاویٰ شریف ج ۱ ص ۹۰ شکل ترمذی)

دلیل نصیہ ۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آپ مجسم فرماتے تو دریاؤں پر چمک پڑتی میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۳ شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹ کنز العمال)

دلیل نصیہ ۱۷: حضرت ابو سعید نے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ تو مجھے

مرکار کی وصف بتا۔ اس نے کہا۔ لودایتہ للشمس طالعة اگر تو آپ ﷺ کو دیکھا لیتا تو کہتا سورج طلوع ہو گیا ہے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۱۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ غشی سے آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسا چمکا کہ گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۰۲ "خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲" کنز العمال)

دلیل نمبر ۱۹: حضرت ہرآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین و خوش صورت تھے۔ الحدیث۔ بخاری و مسلم (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۰: حضرت ہرآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور ششیر کی مانند تھا۔ فرمایا نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔

بخاری۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۱: حضرت جابر بن سراء سے کسی نے پوچھا کیا حضور ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا۔ فرمایا نہیں چاند سورج جیسا مستدیر تھا۔ مسلم (خصائص ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۲: حضرت جابر بن سراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں ملبوس تھے۔ کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ ﷺ میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ دارمی ترمذی (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

چاند سے تشبیہ دینا کیا یہ بھی کوئی انصاف ہے

چاند کے منہ پر چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

دلیل نمبر ۲۳: خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند جیسا عذرا (مکمل) تھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۴: ابو جہل نے ایک بھائی عورت سے پوچھا کہ تو نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی ہے تو بتا کہ آپ ﷺ کی مشیمہ کیسی تھی اس نے کہا آپ

ﷺ چودھویں رات کے چاند جیسے تھے میں نے آپ ﷺ جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بتائی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۵: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔
(ترجمہ) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ امین ہیں نیکی کی طرف بلائے والے ہیں آپ ﷺ کی روشنی اندریوں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح زائل کرنے والی ہے۔

(الانوار المکرمہ ص ۷۵)

دلیل نمبر ۲۶: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے دستان مبارک کے درمیان سے نور مبارک نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (الانوار المکرمہ ص ۷۶)

دلیل نمبر ۲۷: صحابی رسول، خواجہ مصطفیٰ مشیراں مرتضیٰ وسیدہ و صحراء حضرت امام حسین مجتبیٰ علیہ السلام کے چہرہ و آہاد و اصول و اسلام نے آپ ﷺ کا علیہ مبارک بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اس طرح منور و روشن تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہو۔ (الانوار المکرمہ ص ۷۷)

دلیل نمبر ۲۸: مہار رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور کم از کم تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ و ایمان جو انہوں نے غزوہ تبوک کی واپسی پر سیدہ الرسول میں نور علی نور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اشعار کا ترجمہ تھا نوی واپسی کی شکر اظہار ۱۲ مطبوعہ تاج کتب سے منقول ہے۔ اور آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس فیضانِ نور میں ہدایت کے درختوں کو قطع کر رہے ہیں۔

(الہدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۵۸ اشعار: المعمر ص ۱۰۱ غیر مقلد)

دلیل نمبر ۲۹: شیخ الحدیث فی الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ جب تم فرماتے تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے دیواریں چمک اٹھتی۔

(الانوار المکرمہ ص ۸۰)

دلیل نمبر ۳۰: شاعر و بار و رسالت: آپ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں بارگاہ نبوت سے روح القدس کی مدد مل جانے کا تمنا ملا ان کے اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب سخت تاریک رات میں آپ ﷺ کی نورانی پیشانی ظاہر ہوتی تو وہ اندھیری رات میں چراغ کی طرح روشنی دیتی۔ آپ ﷺ کے نور مبارک نے تمام دنیا کو روشن کر دیا جو بھی اس نور مبارک سے مستفیض ہوا وہ ہدایت پا گیا۔ آپ ﷺ کا نور ایسا ہے کہ جس نے سب کو روشن کر دیا۔ آپ ﷺ کا نور بہت پہلے سے ہے کہ چودھویں کا چاند بھی اس سے نور حاصل کرتا ہے۔

(الانوار المکملہ یہ ص ۸۲ و ۸۳)

دلیل نمبر ۳۱: حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شہروں میں آپ ﷺ کے نور کی روشنی بکھل گئی۔ مخلوق اس نور کی موجوں سے قائم ہے۔

(الانوار المکملہ یہ ص ۸۵، المہدایہ والنبیہ ج ۲ ص ۴۹۶)

دلیل نمبر ۳۲: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے ساری زمین روشن ہو گئی۔

(کتاب النبی ج ۱ ص ۹۵، انصاف کبریٰ ج ۱ ص ۱۲، الانوار المکملہ یہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند جیسے نورانی تھا۔ (الانوار المکملہ یہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۴: حضرت عبداللہ بن زبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت کی جوتائیاں عطا فرمائی ہیں انہیں ایک نکتائی آپ کی پیشانی سے چمکنے والا نور اور دوسری مہر نبوت ہے۔

(المختار الانوار المکملہ یہ ص ۸۹)

دلیل نمبر ۳۵: غیر مقلدہ امیہوں کے قاضی سلیمان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب آپ کو دیکھنے گیا تو مجھے چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا تھا کہ جس نے میں یہ بات کہاں لکھی جھوٹے کے چہرے پر یہ نور اور

نوشی نہیں ہو سکتی۔ (رحمۃ اللعالمین ج ۲ ص ۷۳) (۴)

دلیل نمبر ۶: وہابیوں کے پیشوا اعلامیہ کثیر نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیے تھے لکھے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ بیشک رسول اللہ ﷺ ضرور نور ہیں آپ ﷺ سے نور حاصل کیا جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی کمراؤں میں سے چمکنے والی کمرا ہیں۔

(المہدیۃ والنبیۃ الانوار الحمد پہ ص ۹۰)

امام محمد بن عبدالباقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب بارگاہ نبوی ﷺ میں یہ شعر پیش کیا تو آپ ﷺ نے آخری مصرعہ کی اصلاح فرمائی لیکن۔ ان الرسول بنور مستضاء بہ کو حسب سابق برقرار رکھا۔ اس کا ذرا خراج مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں اور جو کوئی آپ ﷺ کو نور کہے اور آپ ﷺ کے نور ہونے کا اعلان کرے آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے ہیں۔

(ذکر قاتی علی السواہب ج ۳ ص ۵۹ الانوار الحمد پہ ص ۹۰)

دلیل نمبر ۷: وہابیوں کے پیش رو حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ جب مدینہ المنورہ جلوہ افروز ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی زبان پر جاری تھا۔ طلع البدر علیہ السلام۔ ترجمہ۔ چرخِ رحمت کا چاند دربار کی گھنٹیوں سے ہم پر جلوہ گمن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے محبوب کی دعوت کا شکر یہ ہم پر واجب ہے۔ (المہدیۃ والنبیۃ ج ۳ ص ۱۹)

دلیل نمبر ۸: حضرت علیر محمد یہ فرماتی ہیں۔ میں جب حضور ﷺ کو اٹھانے کیلئے حاضر ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ محوِ ستر است تھے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت میں مدوب لگی میں آپ کے قریب لگی اور آپ کے سینہ انور پر اپنا ہاتھ رکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا۔ فخرج من عہدہ نور بسعی دخل علیہ السلام۔ تو آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے نور نکلا ہر جہاں آسمان میں داخل ہو گیا۔

(الانوار الحمد پہ ص ۵۹)

دلیل نمبر ۹۳: غیر مقلدہ پایوں کے سہارے علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت سعدؓ یہ جب حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تو انہیں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی ایک دہانہ ام غلامہ سعدیہ نے کہا حلیہ تو اپنے گھر میں ساری رات چراغ چلاتی ہے تو آپ نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں چراغ نہیں چلاتی۔ ولکنہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور لیکن یہ تو حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو ذاتِ مگر گمراہ کو روشن دکھاتا ہے۔

(المسجد والمذبحی الا نور المجد یہ ص ۹۳)

دلیل نمبر ۳۰

حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے ان کی والدہ ماجدہ ابی بی شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ پیدا ہوئے۔ تو تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی یہاں تک کہ جس نے دم کے بعض ٹکس دیکھے۔

(تشریط ص ۲۳)

کارین محترم: آپ کتاب مذاب کے متعدد جہات بنور پڑھ چکے ہیں اور وہ مال کی چٹائی آپ کے سامنے ہے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا اور اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچائی و رسول ماننے والا آپ ﷺ کی اس خدا داد شان و مقام کا انکار کیونکر کرے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو۔ آپ کا اول الخلق ہونا نور علی نور ہونا آپ ﷺ کے نور سے پوری کائنات کا تخلیق کیا جانا اور اربع انبیاء و ملائکہ و جملہ نوری مخلوق کا منبع آپ ﷺ کی ذات نورانی کو جانا اور آپ ﷺ کے نور کا حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کے پاس ودیعت رکھنا پھر پانچویں پشتوں اور منزہ رحمتوں میں اس کا منتقل ہونا اور آپ ﷺ کا علی الاعلان یہ فرمان۔ مخرجت من نکاح غیر مصباح (الحدیث) کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۱ اور پھر بقدرت الہی چاند شریعت میں ملیں ہو کر چالیس سال تک کسی مخالف و معاند کو حرف گیری کا موقع نہ دینا پھر حکم ربی اپنی نبوت و رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کرنا پھر وصال فرما کر امت کی بخشش کی دوا مانگنا اور یہ فرمانا کہ حیاتی

خیر لکم و معافی خیر لکم (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳) یعنی میرا دنیا میں رہنا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور دوزخ میں چلے جانا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد و حکم جاری فرماتا کہ۔ **وَلَوْ أَنكُمْ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ جَاؤُكُمْ فَاستَغْفَرُوا لِلَّهِ فَاسْتَغْفَرَ لَكُمْ** **الرُّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا تَرَضَّيْنَا** (النساء) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے تو اسے محبوب آپ ﷺ کے درودات پر حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی خطاوت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرے والا ہے حد مہربان پائیں گے۔ اس حکم کے ذریعہ سے ساری امت کو آپ ﷺ کے دربار عالی کا محتاج کر دینا اور آپ ﷺ کی حیات ہر ذی من کل الوجہ کو ظاہر کر دینا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی دشمن خدا اور رسول تو کر سکتا ہے صاحب انصاف سے انکار ممکن نہیں ہے۔ صحابہ کرام آل اطہار اولیاء کبار محدثین مفسرین ائمہ اسلام سبھی نے ان حقائق کو تسلیم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور انے والے تمام مسلمانوں کو آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کی حقیقتوں کو سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

حسبنا خیر۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کے مقام رفعت کے طفیل مجھے اور میرے قارئین کو میرے اور ان کے والدین و اولاد کو بلکہ جملہ مومنین و مومنات کو طہاب قبر فشا قبر لفظ قبر چار کی قبر اور دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے بچائے۔ آمین اس کتاب کے معرض وجود میں لانے اور اس کی اشاعت کرنے میں ادارہ غیاہ القرآن کی بکلی کوشش و لاہور نے بہت حوصلہ دیا اور ذریعہ صرف فرما کر اس کتاب کو آپ تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے آمین ختم آمین۔

نور انیت مصطفیٰ ﷺ

حضرات محترم! اس وقت ہم سب دیار حبیب ﷺ میں حاضر ہیں۔ یہ ہماری خوش بختی ہے انصیب یاوری ہے۔ یہ وہ سعادت حقانی ہے جس کی طلب اور ترپ جس کی حسرت و آرزو و لاکھوں کروڑوں سینوں میں پل رہی ہے۔ اس مقدس زمین پر جہاں ہر ایک سوالی

بن کر جموں پھیلانے کڑا ہے۔ جہاں بادشاہ وقت ہو یا عالم بے بدل ہو، سبھی مسائل، منگتے اور فریادی ہیں۔ مجھ جیسے کٹر و ناچیز کا کچھ کہنا یقیناً حسب حال نہیں مگر حضرت (مولانا فیاض الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کا حکم ہے اس لئے چند ارشادات برکت اور ثواب کے حصول کی خاطر پیش خدمت ہیں۔ اگر حضرت قلعہ مدینہ دامت برکاتہم القدسیہ کی دعائیں میرے شامل حاصل رہیں تو چند الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر پاؤں گا، ورنہ یہ بولنے کا مقام اور کہنے کی جگہ نہیں۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ قَوْلُ اللَّهِ نُورًا وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۰﴾ (النور)

”بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشنی کا کتاب۔“

قرآن مجید میں کئی مقامات پر لفظ نور آیا ہے اور ہر جگہ نور کے معنی محل استعمال کے مطابق ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ ”نور“ سے مراد کیا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

ای مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکابر صحابہ علماء را تلمیذین مجتہدین اجلہ مفسرین کے ارشادات گرامی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں ہمارا مسلک ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ: قَدْ جَاءَكُمْ قَوْلُ اللَّهِ نُورًا سے ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔

اس مقام پر مجھے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی ہے آپ فرماتے ہیں

النور جوہر مجر دظاہر لدانہ مظهر لغیوہ ”نور ایک جوہر مجرد ہے اپنی ذات میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں کو نکاہر کرنے والا ہوتا ہے۔“ نور کی یہ تعریف نبی اکرم ﷺ پر خوب صادق آتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مادیت، جسمانیت اور جوہریت سے پاک ہے۔ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض۔ تو حضور اکرم ﷺ وہ جوہر مجرد ہیں، جس کی طرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا۔ یہ نور جوہر مجرد ہے ایک مصدر ہے۔ یہاں لفظ ”نور“

کا کوئی صلہ بھی مذکور نہیں ہے۔ صلہ مذکور نہ ہونا اس کے مطلق ہونے کی دلیل ہے

المطلق بجز علی الطلاقہ

”مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے“ یعنی حضور تاجدارِ مدنی ﷺ جو ہر فرد ”ظاہر لذات اور مظہر لغیرہ“ ہیں۔ خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والے ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک غایت ظہور کی ہے اور دوسری غایت ہلوان کی۔ ایک حیثیت سے سرکار ظاہر ہیں اور اسے ظاہر کہان سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں اور ایک حیثیت سے سرکار پوشیدہ ہیں اور ایسے مخفی کہان سے زیادہ کوئی مخفی نہیں۔ اگر ظہور کا عالم ہے تو یہ کہ حق اور ننگریاں تک جانتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے تو آپ کے نام کا کلمہ پرستی ہیں۔ ہاں بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ ہیں۔ اسی لئے تو آپ کی انگشت مبارک کے ساتھ ساتھ پھٹتے جاتے ہیں۔ پانی بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے فرستادہ نبی ہیں اسی لئے آپ کی مقدس انگلیوں سے جاری ہو جاتا ہے چاند اور سورج بھی جانتے ہیں کہ آپ ظہیر خدا ہیں اسی لئے تو آپ کے اشارے کے خطر رہتے ہیں۔ درخت بھی جانتے ہیں کہ آپ ہی سبب انہارِ عالم ہیں اسی لئے آپ کے بلاوے پر چلے آتے ہیں۔ جانور بھی جانتے ہیں کہ آپ باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ اسی لئے آپ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیتے ہیں۔ پہاڑ بھی جانتے ہیں کہ آپ مرکزِ الفت و محبت ہیں۔ اسی لئے تو ”احد“ آپ سے محبت کر رہے۔ گویا جب سرکارِ ﷺ کے ظہور کا عالم ہو تو شجر و حجر و حیوان بلکہ اجرامِ فلكی تک آپ ﷺ ظاہر ہیں اور جب ہلوان کا عالم ہو پوشیدگی اور مخفی کا عالم ہو تو رب کائنات کے سوا آپ ﷺ کی حقیقت سے دوسرا کوئی واقف نہیں۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہر دم ربینہ غلوٰت اور علوت کے ساتھی زندگی کے ہر راتے کے ہمراہی سے ارشاد ہوتا ہے۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ ظہورانی

”اے ابوبکر میرے معج و شامِ کل و نہار تم پر آشکار ہیں۔“ میرا حراج، میری سیرت و کردار، میری عادات و اطوار، میری پسند و ناپسند کا سہارا تمہارے سامنے ہے۔ میری زندگی کا

ہر لمحہ کھلی کتاب کی طرح ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میری حقیقت سے بھی واقف ہو گئے ہو، نہیں۔ ”میری حقیقت کو میرے دہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

بہر حال عزیزان محترم! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ میں گفتگو کی روانی میں دورِ کل گیا کہنا یہ تھا کہ حضور ﷺ ”ظاہر لذاتہ“ ہیں کہ تمام عالم امکان اُن کی جلوہ گاہ ہے، یہ ساری بساطِ هستی آپ ﷺ ہی کے حسن کو عکس کرتے کے لئے بچائی گئی ہے۔ آپ ﷺ ہی کی جلوہ گری کے لئے کون دسکان تخلیق ہوئے۔

اس مقام پر اگر یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے تو بات سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی کہ ”نور، انبساط کا مہدء ہے۔ انبساط یعنی کسی چیز کے کھلنے کی ابتداء ”نور“ سے ہستی ہے۔ تمام عالم امکان ”نور“ کے بغیر نہیں کھلا۔ غلطاً اگر کسی چیز کو دیکھنا ہو تو دیکھنے کا انبساط نور بصارت پر ہوگا۔ بصارت کے نور کے بغیر دیکھی جانے والی چیزیں عکس نہ ہوں گی۔ اگر کوئی آواز سنی جائے تو سننے کا انبساط نور سماعت پر ہوگا، سماعت کے نور کے بغیر مسوع اشیاء آشکار نہ ہوں گی۔ علیٰ ہذا القیاس تمام محسوسات کے لئے مہدء انبساط حواس ہیں۔ حواس کے ذریعے تمام محسوسات کا علم ہوتا ہے، ہر طرح تمام معلومات کے لئے مہدء انبساط عقل ہے۔ عقل بھی نور ہے، حواس کی ہر اصل نور ہے نور ہی تمام چیزوں کا مہدء اور انبساط ہوتا ہے، نور ہی حقائق کا انکشاف اور اسرار کے پردے اٹھانے والا ہوتا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کائنات کا تمام معلومات کا مہدء انبساط ہیں مہدء علم کا انبساط حضور ﷺ ہی کی ذات والا صفات ہے، کیونکہ ہر علم کا مہدء انبساط نور ہوتا ہے۔ تو وہی ہستی تمام کائنات کا سر اور رموز اور علم معرفت کا مہدء انبساط ہو سکتی ہے جو کسی ایک طرح یا ایک قسم کا نور نہ ہو بلکہ نور مطلق ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور مطلق ہیں۔ اسی لئے عالم امکان کے لئے ”ذات“ و ”جنب“ کا انبساط ہوتا ہے۔ تو اس کا مہدء بھی سرکارِ دو عالم ﷺ ہی، یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے تو مخلوق خدا پر حقائق کی معرفت کا عکس نہ ہوتا۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ خود ظاہر ہیں اور ایسے

ظاہر ہیں کہ ان سے زیادہ کوئی چیز ظاہر نہیں اس لحاظ سے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ”ظاہر لذاذہ“ ہیں اور چونکہ تمام مخلوق خدا اپنے وجود اور اپنی بقا کے لئے سرکارِ مطلقِ ایلہ کی مرہونِ منت ہے۔ مخلوق پر ذاتِ واجب کے انکشاف و اظہار کا ذریعہ بھی آپ ہی ہیں۔ اس اعتبار سے آپ ”مظہر الغیرہ“ ہیں اور نور کی یہ تعریف کہ وہ جو ہر جہز ہے۔ ظاہر لذاذہ اور مظہر الغیرہ (خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا) ہے تو یہ تعریف خدا پر صادق نہیں آتی کہ وہ جو ہر نہیں جو ہر کا خالق ہے وہ مظہر الغیرہ اور ظاہر لذاذہ کا خالق ہے۔

یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نورِ بصر اور نورِ سبب بھی ہو سکتا ہے وہ نورِ عقل اور نورِ علم بھی ہو سکتا ہے وہ ہدایت اور نورِ ایمان بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ جسمانی یا روحانی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ معنوی یا حقیقی نور بھی ہو سکتا ہے وہ نورِ حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی۔ مگر چونکہ قَدْ جَاءَ قَلَمُ قَوْلِ اللّٰہِ لَوْ تَرٰی کَوْنِی قَدِیْہِ لَکَیْ مَکِیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نورِ مطلق ہیں۔ آپ علم و عرفان کا نور ہیں تو عرش و کرسی کا نور بھی آپ تقوی و ہدایت کا نور ہیں تو لوح و قلم کا نور بھی۔ آپ اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس و قمر کا نور بھی۔ الغرض اسی عالمِ امکان میں ہر نور کی مبداء آپ کی ذاتِ اقدس ہے۔

یہاں پر کئی ایک سوالات اور شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کا سرسری ذکر بھی موقعِ محل کے خلاف نہ ہوگا۔ ایک سوال تو یہ نکلا کہ سا ہے، کیا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں۔ اور نورِ حسی بھی۔ تو پھر کہیں بھی اندھیرا نہ ہوتا چاہیے۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ نور کا اور اک نور ہی کر سکتا ہے۔ اگر آگھ نور سے خالی ہو تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ مگر کے نور حقیقی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے وہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جو زمین و آسمان کا نور ہے ہر وقت ہر جگہ پر موجود ہے اس کے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے جب یہ اندھیرا ملائکہ بلکہ رب تعالیٰ کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا۔ تو محبوبِ رب کائنات کی نورانیہیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے۔ جب کہ سرکار کا نور ملائکہ کے نور سے زیادہ لطیف ہے یہ بات تو زمانہ

جاہلیت میں تھی جیسا کہ اقبال نے کہا:

خوگر بیکر محسوس تھی انسان کی نظر
ماتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ چارک و تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جب چاہا اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اور حسی نورانیت کو ظاہر فرمادیا اور جب چاہا اسے پوشیدہ کر دیا۔ یاد رکھیے عدم ظہور عدم وجود کی دلیل نہیں..... بلکہ عدم ظہور تو درحقیقت وجود کی دلیل ہے وہ اس لئے کہ اگر کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہ ہو تو وہ اس کے ظاہر یا غائب ہونے کا تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اگر کسی وقت میرے آقا کا نور حسی طور پر ظاہر نہیں ہوا تو یہ میرے رب کی حکمت کا تقاضا تھا اور جب اس نے چاہا تو یہ نور ظاہر بھی فرمادیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صبح صادق سے قبل اپنے حجرہ مبارک میں سوئی حلاش کر رہی تھیں کہ اتنے میں سرکار ﷺ تشریف لائے اور آپ کا نور حسی طور پر اظہار ہوا کہ اس روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوئی حلاش کر لی“ ”خاص شخص کبریٰ الامام سیوطی ج ۱ ص ۶۲“ اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اذا ضحك يتلا لواء في الجلس

کہ جب سرکارِ دو عالم ﷺ تجسم فرماتے تھے آپ کے (دعا) مبارک سے نور کی شعاعیں پونہ تھیں اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعا ہائے مبارک کی کشادگی سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں“ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”میرے آقا ﷺ کی پیشانی مبارک کی کھیروں سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں اور پھر عالمِ مسرت میں سرکار کا تمام رخ نور اس قدر روشن ہو جاتا تھا کہ کہیں پھونکی محسوس ہوتی تھیں“۔ (درقانی علی السواہب ج ۳ ص ۹۱ سیرت رسول عربی ص ۲۳۷ - شکل ترمذی)

گویا عرض کرنے کا دعایہ تھا کہ کبھی اللہ چارک و تعالیٰ اپنے محبوب کے نور کو حسی طور

ظاہر فرمادیتا تھا اور کبھی پوشیدہ رکھتا تھا یہ اسی کی حکمتیں ہیں اور ان پر اعتراض یا کلام کرنا ہمیں ازب نہیں دیتا۔

ایک اور حدیث کو بطور اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض اوقات تہجد کے وقت میں سو رہی ہوتی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد ادا کرتے ہوئے مجھے چھوٹے قوم میں بچہ کے لئے جگہ چھوڑ دیتی تھی یہ حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مسلم و بخاری دونوں میں ہے لیکن نفس مضمون ایک ہی ہے اس لئے حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا معترض نے کہا کہ عائشہ کا یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ اصولی طور پر تو اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مزید عرض یہ ہے کہ اس حدیث میں تو نماز تہجد کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی حکمت اور وجہ بیان کر دی گئی ہے کم از کم اس حدیث کو تو اعتراض کی بنیاد نہیں بنانا چاہیے تھا۔ وہ حکمت یہ ہے کہ حالت وضو میں جگہ حالت نماز میں عورت کے بدن کو ہاتھ لگ جانا ناقص وضو اور ناقص نماز نہیں ہے۔ یہ مصلحت تھی اس وقت اندر صبر ہونے اور نور کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی کو یا یہ عدم ظہور دین کی تکمیل کے لئے تھا مسئلہ شریعت کی تعلیم کے لئے تھا۔

آپ اس محفل میں تشریف فرما ہیں بیٹھے ہوئے ہیں خاموشی سے میری بات سن رہے ہیں آپ کو اس حال میں دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ آپ لوگ چل نہیں سکتے اور بات بھی نہیں کر سکتے تو یہ بات مضحکہ خیز ہوگی۔ غلط، خلاف واقعہ ہوگی کہ اس وقت آپ کا نہ چلنا، نہ بولنا محفل کے آداب اور وقت کے تقاضے کے تحت ہے۔ ہاں جب ضرورت ہوگی آپ گفتگو بھی کریں گے اور چلنا پھرنا شروع کر دیں گے۔ ہمارے افعال کی طرح خدا کے افعال بھی ضرورت کے مطابق صادر ہوتے ہیں۔ یہاں سب دعوہ سلامت پہنچے جاتے افراد بیٹھے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لمحہ چہرہ درخشاں؟ یا جتنے ہمیں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے یا آپ کے ہاتھ میں قلم ہے، اس کی باریک ماب سے آپ ہمیں باریک کاغذ پر لکھ

رہے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کلباڑا ہوا ہے اور اس سے ہم لکڑی کو پھاڑ دیتے ہیں اب کاغذ پر قلم سے لکھتے ہوئے کوئی یہ گمان کرے کہ ہمارے ہاتھ میں لکڑی چرنے کی قوت نہیں ہے اگر ہوتی تو اتنا ہار یک کاغذ کیسے رو جاتا۔ الغرض ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ قوت و طاقت قدرت و اختیار شہادت و بہادری و کلمہ و قسم کو بانی و بنیائی تمام صفات و کمالات اور جملہ صلاحیتوں کا اظہار ضرورت مصلحت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے تحت کبھی ”نور محمدی“ حسی طور پر ظاہر ہوا کبھی پوشیدہ رہا۔

اور اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مجسم بنایا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا کیا مطلب ہوگا۔

اللہم اجعل لی نوراً فی قلبی و نوراً فی جسمی و نوراً فی

قبری و نوراً بصری و نوراً فی شعری و نوراً فی بشری

و نوراً فی لحمی و نوراً فی عظامی و نوراً من الخ

یعنی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نور ہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کیوں کر رہے ہیں کہ وہ انہیں نور بنا دے۔ اس دعا کا کیا مقصد ہے؟ دعا تو اس چیز کے لئے ہوتی ہے جو پہلے سے حاصل نہ ہو اور جو چیز پہلے سے موجود ہے حاصل ہے تو اس کے حصول کی دعا کا حاصل ہوگی۔

اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ یہ بات بات بلکہ اس مقام پر یوں کہنا چاہئے گا کہ کسی فوت کے لئے دعا حاصل اس کے ثابت اور باقی رہنے کے لئے کی جاتی ہے یا اس فوت کی ترقی مقصود ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلند درجات کے لئے یہ دعا عظیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے اپنے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدد سے بلند فرمائے۔ اللہ کے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اس سے اس لئے مدد سے کو غلب فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَجِدُ خَلْقًا مِّنْ الْأَوَّلِينَ (الأنعام) ”اور بے شک (ہر) کچھلی (کھڑی) آپ کے لئے کھلی سے بہتر ہے۔“

کمالات محمدی کا ظہور ہو رہا ہے تمام کمالات کا قدر چکا اظہار ہوتا جا رہا ہے اور اس دعا کا مطلب ہے کہ الٰہی تو میرے اس درجے کو ایک اور درجہ آگے بڑھا دے۔ اور میری نورانیت کا اظہار فرما دے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں اپنے بچے کو لکھ رہی ہوں تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے اپنے من میں وہ لکھ چکا کہ پھر بچے کے من میں دیتی ہے تاکہ بچے کو لکھ لگنے میں آسانی رہے۔ اسی طرح جن الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا فرمائی وہ اس لئے پابست ہو گئی ہے کہ امت جب ان الفاظ میں دعا کرے گی تو وہ دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورے ہوئے الفاظ ہوں گے اور انہیں خالی واپس کرنا اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہ ہوگا۔ آخر ہم بھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے مولا ہمیں ایمان عطا فرما ہمیں یقین کی دولت سے سرفراز فرما کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم ایمان سے محروم ہیں یا ہمیں اللہ اور اس کے فرمان پر یقین نہیں ہے۔ یقیناً اس سے یہ مراد نہیں ہوتا بلکہ دعا یہ ہوتا ہے کہ مولا ہمارے ایمان اور یقین میں ترقی عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے باقی رکھے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب سے جو یہ دعا مانگی تو کیا رب نے یہ دعا قبول نہ فرمائی ہوگی۔ اگر نبی کی دعا بھی رد کی جاسکتی ہو تو ہمارے لئے امید کی کیا گنجائش باقی رہے گی۔ پھر ہماری دعا کی کیا وقعت اور کیا حیثیت دہ جائے گی؟ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی اور یقیناً قبول بھی ہوئی۔ تو کم از کم اب تو یہ شبہ نہیں رہتا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں یا نہیں۔ کوئی کم فہم، کوئی کج بحث اب اگر بات کرے تو یہ بحث کرے کہ یہ دعا مانگنے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تھے یا نہیں؟ اس دعا کے بعد تو بحث کے دروازے بند ہو جانے چاہئیں۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1	اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید	
2	امیر مہتممی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	امام ابو نعیم
3	امام عظیم کی سند	امام اعظم ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ
4	امام مالک کی مؤلفا	امام مالک متوفی ۱۷۹ھ
5	امام محمد کی مؤلفا	امام محمد شافعی متوفی ۱۸۹ھ
6	الجامع المسند، صحیح بخاری	امام محمد بخاری متوفی ۲۵۲ھ
7	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ
8	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ
9	جامع ترمذی ترمذی	امام ابو یوسف ترمذی متوفی ۲۸۹، ۲۷۵ھ
10	سنن النسائی	امام احمد نسائی متوفی ۳۰۳ھ
11	سنن ابی ماجہ	امام احمد بن ماجہ متوفی ۲۷۳، ۲۷۵ھ
12	جزء مفقود من المصنف	امام عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ
13	دلائل النبوة	امام ابو نعیم متوفی ۳۳۰ھ
14	دلائل النبوة، امام مہتممی	امام ابو بکر احمد بن حسین مہتممی متوفی ۳۵۸ھ
15	شہاک امام ترمذی	امام ابو یوسف ترمذی م ۲۷۵ھ
16	مشکوٰۃ المصابیح	ولی العیون ابوداؤد متوفی ۷۴ھ
17	الجامع المصغر	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
18	کنز العمال	امام علی نقی متوفی ۹۷۵ھ
19	حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل مہمانی متوفی ۱۳۵۰ھ
20	کتاب النظام	امام قاضی میمنہ متوفی ۳۹۶ھ

- | | | |
|----|-------------------------------|--|
| 21 | انحصار کبری | امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ |
| 22 | ابونی | علامہ ابن جوزی متوفی |
| 23 | صحیح ابن حبان | امام ابو حاتم ابن حبان ۳۰۴ھ |
| 24 | الادب المفرد | امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ |
| 25 | شرح معانی الآثار | امام احمد بن محمد حنفی ۳۲۱ھ |
| 26 | کشف الغمہ | امام عبد الوہاب شعرائی متوفی ۹۷۳ھ |
| 27 | تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما | امام محمد بن یعقوب متوفی ۸۱۶ھ |
| 28 | مفردات اصنافی | علامہ حسین بن محمد راضی متوفی ۵۰۲ھ |
| 29 | مفتاح الغیب تفسیر کبیر | امام محمد فخر الدین عازمی ۶۰۶ھ |
| 30 | مدارک المتزین تفسیر مدارک | امام عبداللہ بن احمد نسلی ۷۰۱ھ |
| 31 | لباب الاولیاء تفسیر خازن | امام علاء الدین علی متوفی ۷۴۱ھ |
| 32 | تفسیر ابن کثیر | علامہ اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۳ھ |
| 33 | تفسیر کبیر | علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ |
| 34 | تفسیر جلالین | امام جلال الدین علی ۸۶۳ھ |
| 35 | تفسیر در منثور | امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ |
| 36 | تفسیر قرطبی | امام احمد بن احمد متوفی ۶۷۱ھ |
| 37 | تفسیر الصادی علی الہدیین | امام احمد الصادی متوفی ۱۲۴۱ھ |
| 38 | حواشی تفسیر جلالین | |
| 39 | تفسیر روح البیان | امام اسماعیل حنفی متوفی ۷۱۱ھ |
| 40 | تفسیر روح المعانی | امام سید محمود آلوسی بخاری متوفی ۱۲۰۷ھ |
| 41 | تفسیر احکام القرآن | امام ابو بکر محمد بن علی متوفی ۷۷۰ھ |

علامہ سید نعیم الدین حقانی ۱۳۶۷ھ	42	تفسیر نور القرآن
مفتی احمد یار خان نعیمی	43	تفسیر نور القرآن
علامہ حسین اکاشی حقانی ۱۹۱۰ھ	44	تفسیر حسینی
علامہ حاجی شامہ اللہ پانی پتی حقانی ۱۲۲۵ھ	45	تفسیر مظہری
امام شاہ عبدالعزیز دہلوی حقانی ۱۲۳۹ھ	46	تفسیر عزیزی
علامہ عبداللہ بن مسلم بن تحفہ حقانی ۱۲۷۶ھ	47	تفسیر فریب القرآن
مولوی عبدالحق حقانی حقانی ۱۳۳۵ھ	48	تفسیر حقانی
مولوی شبیر احمد حقانی حقانی ۱۳۶۹ھ	49	تفسیر حقانی
فیہ الامت علامہ سید محمد کرم شاہ علیہ الرحمہ	50	تفسیر فیہ القرآن
موردی صاحب	51	تفسیر تفسیر القرآن
علامہ محمود بن عمر حقانی ۱۵۲۸ھ	52	تفسیر کشاف
امام محمد بن مصلح الدین حقانی ۱۹۰۱ھ	53	حاشیہ شجرہ زار علی البیضاوی
امام شاہ ولی اللہ دہلوی حقانی ۱۱۷۶ھ	54	الغزالی
نواب صدیق حسن بہار پانی حقانی ۱۳۷۵ھ	55	لیل المرام
امام جلال الدین سید علی ۱۹۱۱ھ	56	لباب الحقول
علامہ محمد بن خازم	57	معرفۃ النسخ والمسنوخ
امام احمد بن حسین البغلی ۱۴۵۸ھ	58	الاسماء والصفات
امام نجفی بن شرف الدین حقانی ۱۶۷۶ھ	59	ریاض الدالحین
غزالی ترمذی سید احمد سعید کاشمی حقانی ۱۳۰۲ھ	60	البحران
مولوی اشرف علی تھانوی حقانی ۱۳۶۲ھ	61	مختصر بیان القرآن
امام ابیہشت سید احمد سعید کاشمی ۱۳۰۲ھ	62	الایمان ترجمہ قرآن
شیخ الاسلام امام احمد رضا خان ۱۳۴۰ھ	63	کنز الایمان ترجمہ قرآن

- 64 ترجمہ قرآن ثناء اللہ مولوی ثناء اللہ غیر مقلد ۱۳۶۷ھ
- 65 تفسیر گورگانوی مولوی محمد داؤد گورگانوی غیر مقلد
- 66 ترجمہ قرآن وحید اثری علامہ وحید اثری غیر مقلد ۱۳۳۸ھ
- 67 حاشیہ ترجمہ وحید اثری شیخ محمد اشرف غیر مقلد
- 68 ترجمہ قرآن شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ
- 69 تفسیر مہجدی مولوی عبدالماجد دیوبندی
- 70 الاکن امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
- 71 الایمخبر ترجمہ تخریج شیخ احمد بن مبارک / عاشق الہی میرحمی
- 72 اخبار الاخیار الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
- 73 اللہ المصنعات الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
- 74 آب حیات مولوی محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ
- 75 اشرف السواعد مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۰۳ھ
- 76 الاسن واصل شریف امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ
- 77 اعدا السلوک مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۳۳۲ھ
- 78 اعدا المشاق مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
- 79 آفتاب نبوت قاری محمد طیب دیوبندی
- 80 اسوۂ رسول اکرم ڈاکٹر عبدالحی
- 81 اسرار رموز علامہ محمد اقبال
- 82 ارمغان نعت شفیق بریلوی
- 83 احیاء العلوم امام محمد بن بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
- 84 الہدیۃ والنجاة حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ب

85	بستان الھدین	امام شاہ عبدالعزیز دہلوی
86	پوستان	امام شرف الدین شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ
87	بہشتی زیور	مولوی شرف علی قنوی ۳۶۲ھ
88	باغ جنت	مولوی محتاج علی الدہلوی
89	بغیۃ المرام	نواب صدیق حسن ۱۳۷۵ھ
90	نیر القاری	علامہ سید نظام جیلانی
ت و ث		
91	تعلیق تطہیر	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ
92	آفتاب علی الموضوعات	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
93	تذکرۃ الموضوعات	امام علی قاری مکی ۱۰۳۲ھ
94	تذکرۃ الموضوعات	علامہ محمد طاہر بن علی نھدی متوفی ۹۸۶ھ
95	تاریخ اشکات	امام حافظ احمد بن عبد اللہ اعلیٰ متوفی ۲۶۱ھ
95	توضیح البیان	علامہ نظام رسول سعیدی
97	تہذیب العقائد	مولانا نجم الحق متوفی ۱۳۵۱ھ
98	تاریخ حبیب اللہ	علامہ مفتی خدایت احمد متوفی ۱۲۷۶ھ
99	تذکرۃ شاہ سلیمان تونسوی	محمد حسین لدھی
100	تجلی نصاب	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
101	تذکرۃ الرشید	مولوی عاشق الہی میرٹھی
102	تقویۃ الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ
103	تھذیب الناس	مولوی محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ
104	توبہ ناسخہ	حافظ احمد بن محمد بن علی شوکانی م ۱۲۵۰ھ
105	تحفۃ الایمان	شیخ الحدیث محمد شاہ عبدالحق دہلوی م ۱۰۵۲ھ

106 تحفہ برائے بی بی بکریات خواجہ دوست محمد قندھاری، متوفی ۱۲۸۵ھ

ج، ج

- 107 جمع الوسائل شرح مشک
امام علی قاری کی متوفی ۱۰۱۳ھ
- 108 جہان انوار
امام محمد یوسف بن اسماعیل بھائی، ۱۳۵۰ھ
- 109 جمال الاولیاء
مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
- 110 چشتیان
مولوی ظفر علی خان
- 111 الجہال والکمال
مولوی سلیمان منصور پوری غیر مقلد
- 112 چاندنامہ
حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

ح، ح

- 113 حجۃ اللہ الباقی
امام الہندائے ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۲ھ
- 114 حدائق بخشش
امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ
- 115 حیات النبی
امام کمال الدین دہری ۷۰۷ھ
- 116 الحاوی للفتاویٰ
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
- 117 حضرات القدس
مولانا عرفان احمد انصاری
- 118 خزینہ معارف ترجمہ عربی
ڈاکٹر یحییٰ محمد صاحب بی ایچ ڈی
- 119 حتم نبوت
شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۳۰ھ
- 120 خزائن جلال قلمی ملفوظات سرکار
مولانا شیخ احمد بھٹن بھٹن
- 121 خلاصۃ الکلام
علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی م ۱۳۴۰ھ

د، د

- 122 الدولۃ المکیۃ
شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۳۰ھ
- 123 الدرر الدینی الرطبی النورانی
علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی م ۱۳۴۰ھ
- 124 درۃ الصالحین
علامہ عثمان بن حسن بن احمد خوہری

- 125 درالشمین امام ہند شہداء علی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۲ھ
- 126 درمکار و درویشکار امام محمد بن علی حنفی ۱۰۷۷ھ
- 127 الذکر الحسین مولانا محمد شفیع اورکاڑوی
- 128 ذیل اللہ فی الفضل امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

ز

- 129 روش الاف امام عبدالرحمن سیوطی حنفی ۸۸۱ھ
- 130 رسالتی تائید مظہر صوفیا علامہ مصطفیٰ بن احمد بن حسن الشافعی
- 131 رجوع للعالمین مولوی سلیمان منصور پور غیر مقلد
- 132 رسالۃ المصطفیٰ علامہ محمد جعفر سیوطی حنفی ۱۳۳۵ھ
- 133 الرسائل والکتاب محمد شاہ عبدالکرم دہلوی حنفی ۱۰۵۲ھ
- 134 ربدۃ الارواح محمد شاہ عبدالکرم دہلوی حنفی ۱۰۵۲ھ
- 135 رسالتی شرح موابہ امام محمد بن عبدالباقی حنفی ۱۱۲۲ھ
- 136 الربدۃ الکریہ شیخ الاسلام امام احمد رضا حنفی ۱۳۳۰ھ

س، ش

- 137 سیرت حلبیہ مترجم امام نور الدین طبری ۱۰۲۴ھ
- 138 سیرت رسول عربی مولانا نور بخش قوکل ۱۳۶۷ھ
- 139 سیف چشتی قلمب عالم سید میر علی گلاڑی
- 140 سراہا خیرا مولوی محمد ابراہیم غیر مقلد حنفی ۱۳۷۳ھ
- 141 شواہد النور امام عبدالرحمن جامی حنفی ۸۹۸ھ
- 142 شرح دوح ان نریہ مولوی عزیز الدین
- 143 شہام اوراق مولوی اشرف علی وغیرہ

- 144 شرح بوستان مولوی تقیہ احمد اوچی دیوبندی
145 شفا المقام امام تقی الدین بکلی ۷۴۶ھ
146 سیرۃ النبویہ ابو محمد عبدالملک متوفی ۲۳۳ھ
147 شیخ زادہ و شرح قصیدہ مجدد شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ
148 شرح قصیدہ الامام اعظم مولانا محمد اعظم صاحب طبیب الرحمۃ
149 الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد دیوبندی
150 الشمامہ العصریہ نواب صدیق حسن بھوپالی
151 شرح فدا کبر علامہ علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۳ھ
152 شرح عقائد نسفی امام سعد الدین مسعود متوفی ۷۹۲ھ
153 شرح فتوح الغیب شاہ محمد عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
154 سخی شامل شریف عارف میر سید عبدالواحد متوفی ۱۰۱۷ھ

ح، ح، ض

- 155 الصارم السلول علامہ ابن حمیہ حرانی متوفی ۷۳۸ھ
156 صراط مستقیم مولوی یاسین دہلوی
157 صلاۃ الصفاء شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۳۰ھ
158 صحائف السلوک حضرت خواجہ نصیر الدین محمود متوفی ۷۵۸ھ

ط، ظ، ع، غ، ف

- 159 حصیدۃ الشہداء علامہ عمر بن احمد خرپوٹی متوفی ۱۲۳۱ھ
160 فائدہ نامہ امام شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۳۳۰ھ
161 عبارات اکابر مولوی سر فرخ از سندر گنگوڑی
162 غیاث اللغات مولانا غیاث الدین بن جلال الدین
163 غوث اعظم غیور کی نظیر میں مؤلف کتاب ہذا

- 164 غوث اعظم
مولوی احتشام الحسن کاندھلوی
- 165 فتح الباری
امام حافظ احمد بن علی متوفی ۸۵۲ھ
- 166 فیض الباری
مولوی محمد انور کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ
- 167 فتاویٰ رضویہ
شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ
- 168 فتاویٰ مہدائی
مولوی عبدالحی کھنوی متوفی ۱۳۰۳ھ
- 169 فتاویٰ رشیدیہ
مولوی رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۳۲ھ
- 170 فتاویٰ عزیزی
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
- 171 فتاویٰ حدیثیہ
امام احمد بن محمد کی متوفی ۹۷۳ھ
- 172 فتاویٰ عسکریہ
مفتی عبدالحکیم مری متوفی ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۴ھ
- مولانا عمر حیات بھٹو
- 173 فتاویٰ احملیہ
مولانا محمد اجل صاحب متوفی ۱۳۸۳ھ
- 174 فتاویٰ مدرسہ یونیورسٹی
مفتی عزیز الرحمن متوفی ۱۳۴۷ھ

ق، ک، گ

- 175 القول المبلغ فی اخذ برین جملة از مفتی محمد
الفتح تلمیذی جماعت کاندھلوی
- 176 قصیدہ بردہ شریف
امام محمد بن سعید یوسری ۶۹۳ھ
- 177 القول باللہ فی حکم حج
از مولف حذو الاسطر
- 178 القول باللہ فی دنام حج
امام ناصر بن علامہ مشکوٰۃ فیضی ۱۳۲۷ھ
- 179 قصائد سید
مولوی محمد قاسم نانوتوی
- 180 قصص الانبیاء
مولانا محمد طاہر سورتی
- 181 القول المہدی
امام شمس الدین قادی متوفی ۹۰۲ھ
- 182 گلستان سعدی
عارف امام شرف الدین سعدی ۶۹۱ھ

- 183 کلیات امدادیہ
184 کوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
185 کلمات عزیز (مجموعہ)
186 کتاب الاسماء والصفات
187 کنوز الحقائق
188 الکلام الحسن
189 قصیدہ امام عظیم
- جای امداد اللہ کی موتی ۱۳۱۷ھ
مولانا شاہ عبدالغفر ہمدانی موتی ۱۳۳۹ھ
مولوی عظیم الدین سیرہ شاہ رفیع الدین
امام ابو بکر احمد بن حسین عقیقی موتی ۱۳۸۵ھ
امام عبدالرؤف ہمدانی موتی ۱۰۳۱ھ
علامہ عیادت احمد کاکوری موتی ۱۲۷۶ھ
شرح مولانا محمد عظیم علیہ الرحمۃ

ل م ن

- 190 لباب القول مترجمہ
191 مدارج النبوة
192 المصابہ باللہ
193 مولود رسول
194 سبک الختام
195 شہدائی شریف
196 سخن احمدی
197 میلاد النبی
198 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
199 مصابہ باللہ
200 میلاد النبی
201 مدارج النبوة فارسی مادہ
202 مقدمہ شہدائی شریف
203 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- حاجی امیر بخش عابدی
شیخ محقق شاہ ابو عبد اللہ دہلوی موتی ۱۰۵۲ھ
امام علامہ ابوالکلام بھڑوی موتی ۱۲۷۶ھ
حافظ ابن کثیر دمشقی موتی ۷۷۳ھ
نواب مدتی حسن بھوپالی موتی ۱۳۰۷ھ
عارف دہلوی محمد بن حسینی جلال الدین م ۶۷۲ھ
مولوی محمد علی
امام اہلسنت سید احمد سعید کاشمی ۱۳۰۲ھ
شیخ محمد رضا مصری مترجم محمد عادل قدوسی
امام شہاب الدین احمد موتی ۹۲۳ھ
مولوی اشرف علی تھانوی موتی ۱۳۶۲ھ
مولانا معین کاشفی موتی ۹۰۷ھ
قاضی مجاہد حسین دہلوی
مولانا محمد غلام عباس قصوری مدظلہ

- 204 میزان الاعتدال امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی م ۷۴۸ھ
- 205 مقالات کاظمی امام ابیہشت سید احمد سعید کاظمی ۱۳۰۲ھ
- 206 مقام رسول امام ابن طاہر بن عطار مشہور احمد فیضی ۱۳۲۷ھ
- 207 معراج النبی امام ابیہشت سید احمد سعید کاظمی ۱۳۰۲ھ
- 208 مطالع امرات الامام محمد المہدی قاسم گیارہویں صدی
- 209 اسبلا والنبوی علامہ عبدالرحمن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ
- 210 النہد لولس مطوف متوفی ۱۹۳۲ء
- 211 الصباح عبدالحفیظ البیاری
- 212 نہایۃ الاعتدال مولا باہفتی شرف الحق علیہ الرحمہ
- 213 خزائن القاری عارف باللہ امام عبدالرحمن جامی ۸۹۸ھ
- 214 محاکات الناس مولوی اشرف علی قانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
- 215 نشر الطیب علامہ عبدالعزیز ہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ
- 216 نیراس
- 217 ذخیر الصراط محمد فیض کالم بن محمد طاجون
- 218 دہی السادی امام حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
- 219 دبیۃ السیدی نواب وحید الزمان غیر مقلد متوفی ۱۳۳۸ھ
- 220 الدقائق والجمہر امام عارف عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
- 221 یک روزہ مولوی اسماعیل دہلوی متوفی

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کی شہرہ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی
مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر درمنثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

خوشخبری

معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری

جلد 10

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصطفیٰ بھیرہ شریف"

ہے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مکھالوی صاحب

سے اپنی مگرانی میں کر دیا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:- 7220479- 042-7221953 فیکس:- 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

اہل علم کیلئے عظیم علمی پیشکش



آیات احکام کی تفسیر تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین
حضرت علامہ سید سادات علی قادری کے

تلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

جلد ۲

خصوصیات

یہ زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل

یہ حلا میں علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ

یہ معنوی اور مادی کیلئے بیش قیمت خزانہ

یہ ہر مکتبہ اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب
فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

معارف القرآن پبلی کیشنز

تفسیر جمال عثمان

قرآن کا انتہائی خوبصورت اور جامع تفسیر
مفسر: علامہ عثمان غنی



تفسیر فیضان القرآن

قرآن مجید کا بہترین تفسیر
ان کے لیے جو کہتے ہیں کہ قرآن

تفسیر قرآن ہفت سنان
سنانوں کے ساتھ قرآن کی تفسیر

تفسیر المنان جلد
قرآن مجید کی تفسیر

تفسیر زبیر کثیر جلد
مفسر: علامہ زبیر کثیر

تفسیر است احمد
تفسیر: علامہ احمد رضا

تفسیر احکام القرآن
مفسر: علامہ محمد امجد علی

تفسیر تفسیر القرآن
مفسر: علامہ محمد امجد علی

تفسیر منظر ہری جلد
مفسر: علامہ منظر ہری

تفسیر در منشور
مفسر: علامہ در منشور

تفسیر قرآن
مفسر: علامہ محمد امجد علی

تفسیر القرآن
مفسر: علامہ محمد امجد علی

تفسیر قرآن
مفسر: علامہ محمد امجد علی

7231933-7230479
7230410
7230488-7247399
2210313-2210311
2230411

ضیاء عثمان پبلی کیشنز